ازدواجی زندگی خوشگوار بنانے کے لئے منفرد کتاب

تحفۂ زوجین

تصنیف

حکیم الامت مجدد الملت

حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ

ناشر مکتبہ عمر فاروق

شاہ فیصل کالونی نمبر 4 کراچی

021-4594144
03343432345

Brought To You By www.e-iqra.info

ازدواجی زندگی خوشگوار بنانے کے لیے منفرد کتاب

تحفۂ زوجین

ازافادات

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ

ترتیب

حضرت مولانا مفتی محمد زید صاحب

ناشر

مکتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ، شاہ فیصل کالونی نمبر ۴ کراچی

Brought To You By www.e-iqra.info

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نامِ کتاب .... تحفۂ زوجین
ازافادات .... حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
ترتیب .... حضرت مولانا مفتی محمد زید صاحب
اشاعتِ جدید ....
ضخامت ۱۴۴
قیمت ....
ناشر .... فیاض احمد 021-4594144-8352169
موبائل 0334-3432345
مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی نمبر ۴، کراچی نمبر ۲۵

قارئین کی خدمت میں

کتاب ہٰذا کی تیاری میں تصحیحِ کتابت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، تاہم اگر پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو التماس ہے کہ ضرور مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں ان اغلاط کا تدارک کیا جا سکے۔

۔جزاء کم اللہ تعالیٰ جزاءً جمیلاً جزیلاً۔

Brought To You By www.e-iqra.info

فہرست مضامین

نمبر شمارہ	عنوانات	صفحہ نمبر
	باب: ۱	
۱	میاں بیوی کے حقوق سے متعلق چند احادیث	۱۴
	باب: ۲	
۲	شادی کے بعد علیحدہ مکان میں رہنے کی ضرورت	۱۶
۳	مناسب یہی ہے کہ شادی کے بعد بیٹا بہو ساتھ نہ رہیں	۱۶
۴	بہو کو مطیع اور فرمانبردار کرنے کا تعویذ یہی ہے کہ اس کو الگ کردو	۱۷
۵	بدنامی کے خوف سے علیحدہ نہ رہنا......	۱۷
۶	والدین اگر علیحدہ رہنے سے منع کریں تو ان کی اطاعت......	۱۸
۷	ایک ضروری فتویٰ: بیوی کے مطالبہ کے وقت اس کو ساس......	۱۹
۸	بیوی کا نفقہ واجب ہے	۱۹
۹	بیوی پر ساس کی خدمت کرنا فرض نہیں	۱۹
۱۰	بیوی کو علیحدہ مکان دینے کا مطلب اور اس کی آسان صورت	۲۰
۱۱	لڑکے اور بیوی کو الگ نہ رہنے دینا ظلم ہے	۲۰
۱۲	بعض بہوؤں کی زیادتی	۲۰
۱۳	مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ بیوی راضی ہو تب بھی اس کو علیحدہ ہی رکھے	۲۱
۱۴	پہلی بیوی کی اولاد کے ساتھ بھی دوسری بیوی کو رہنے پر مجبور نہیں کر سکتے	۲۱
۱۵	حضرت تھانوی کا قصہ اور ایک عمدہ نمونہ	۲۲
	باب: ۳	
۱۶	شوہر، بیوی کی چیزوں میں صفائی معاملات کی ضرورت	۲۲

Brought To You By www.e-iqra.info

۱۷	عرب کا دستور	۲۲
۱۸	شوہر، بیوی کی اشیاء اور املاک علیحدہ اور ممتاز ہونا چاہیے	۲۲
۱۹	بدمعاملگی کا انجام	۲۲
۲۰	دین کی خرابی اور آخرت کا نقصان	۲۳
۲۱	بدمعاملگی کی وجہ سے مصیبت اور پریشانی	۲۳
۲۲	صفائی معاملات نہ ہونے کی وجہ سے شوہر بیوی میں نااتفاقی	۲۴
۲۳	صفائی معاملات نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ کے مسئلہ میں گڑبڑ	۲۴
۲۴	زیور کے مسئلہ میں ایک اور بڑی خرابی	۲۵
۲۵	اسلامی طریقہ	۲۵
۲۶	عمدہ نمونہ اور اصلاح کا عام طریقہ	۲۶
۲۷	عملی نمونہ کا ایک واقعہ	۲۷
۲۸	شوہر، بیوی کو ایک دوسرے کا سامان بغیر اس کی مرضی	۲۷
۲۹	شوہر کے مال جوڑنا اور بغیر شوہر کی اجازت کے خرچ کرنا جائز نہیں	۲۷
۳۰	شوہر سے چھپا کر اس کی جوڑی ہوئی رقم کا حکم	۲۸
۳۱	شوہر کے مال میں تصرف کرنے کے حدود	۲۸
۳۲	عورت کو اپنے مال میں بھی شوہر کی اجازات	۲۹

باب: ۴

۳۳	شوہر بیوی کے باہمی تعلقات شوہر بیوی میں تعلق فطرۃً ہوتا ہے	۳۱
۳۴	میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کی زینت ہیں	۳۱
۳۵	مرد عورت دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں	۳۲
۳۶	میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے تابع	۳۳
۳۷	میاں بیوی کے تعلق کی حیثیت	۳۳
۳۸	مرد عورت میں مساوات نہیں، ہاں عدل وانصاف ہے	۳۴
۳۹	مرد حاکم عورت محکوم ہے اور یہی فطرت وانصاف کا تقاضہ ہے	۳۵
۴۰	سلامتی اسی میں ہے کہ عورت مرد کے تابع اور مطیع وفرمانبردار ہے	۳۵

www.e-iqra.info

Brought To You By www.e-iqra.info

۴۱	میاں بیوی میں اتحاد واتفاق اور گھر کا نظام کس طرح قائم رہ سکتا ہے؟	۳۶
۴۲	میاں بیوی میں باہمی مودۃ ورحمت	۳۷
۴۳	مرد کے واسطے اظہار محبت زینت ہے اور عورت کو اس سے شرم آتی ہے	۳۷
۴۴	میاں بیوی کا تعلق صرف حاکم محکوم کا نہیں محبّ ومحبوب کا بھی ہے	۳۷

باب: ۵

۴۵	شوہر کے حقوق کا بیان	۳۸
۴۶	شوہر کی اطاعت اور حقوق کے متعلق چند احادیث	۳۸
۴۷	شوہر کی عظمت اور اس کا رتبہ	۳۹
۴۸	شوہر، بیوی کا باہمی رتبہ اور درجہ	۴۰
۴۹	شوہر بمنزلہ پیر کے ہے	۴۰
۵۰	بیوی شوہر سے افضل ہو سکتی ہے یا نہیں؟ عورت کتنی ہی	۴۱
۵۱	خدا اور رسول کے بعد سب سے زیادہ حق شوہر کا ہے	۴۲
۵۲	شوہر کے اطاعت کی حدود اور اس کا ضابطہ	۴۲
۵۳	شوہر کے حقوق کا ضابطہ	۴۳
۵۴	بیوی کے ذمہ شوہر کے اہم ضروری حقوق	۴۳
۵۵	مردوں کو دیندار بنانا بھی عورتوں کی ذمہ داری ہے	۴۳
۵۶	عورت کے ذمہ شوہر کے حقوق شوہر کے حقوق یہ ہیں	۴۴
۵۷	شوہر بیوی کے حقوق کا خلاصہ	۴۵
۵۸	بیوی کے ذمہ یہ حقوق ہیں	۴۵
۵۹	شوہر کی اطاعت سے متعلق چند ضروری مسائل	۴۵
۶۰	خاوند کی موجودگی میں نفلی عبادت کا حکم	۴۵
۶۱	شوہر کی اجازت کے بغیر کسی بزرگ سے بیعت ہونا	۴۶
۶۲	شوہر کے حکم سے مکروہ تنزیہی کا ارتکاب	۴۶
۶۳	کسی رشتہ دار یا ساس کی خدمت کرنے میں شوہر	۴۶
۶۴	عورت اپنی مرضی سے کسی اجنبی مرد کا کام کر سکتی ہے یا نہیں؟	۴۷

Brought To You By www.e-iqra.info

۶۵	جائز موقع پر مال خرچ کرنے سے منع کرے تو اس کی اطاعت واجب نہیں	۴۷
۶۶	ایک ضروری مسئلہ	۴۷
۶۷	شوہر کے واسطے زینت اختیار کرنا شوہر کا حق ہے	۴۷
۶۸	عورتوں کی زبردست غلطی	۴۸
۶۹	ایک اہم فتویٰ	۴۸
۷۰	عورت کو گھر میں اپنے شوہر کے سامنے کیسے رہنا چاہیے	۴۹
۷۱	ایک بزرگ عورت اللہ کی مقبول بندی کی حکایت	۴۹

باب: ۶

۷۲	اپنے شوہر کے ساتھ نباہ کا طریقہ اور ضروری دستور العمل	۵۰
۷۳	عورت کے لیے ضروری ہدایات اور نصیحتیں	۵۰
۷۴	اتحاد و اتفاق اور اطاعت و فرمانبرداری کی ضرورت	۵۰
۷۵	شوہر کے مزاج کی رعایت اور اس کے ادب و احترام کی ضرورت	۵۰
۷۶	شوہر کی حیثیت سے زیادہ کسی چیز کی فرمائش نہ کرو	۵۱
۷۷	شوہر کے سفر سے واپسی میں ضروری ہدایات و آداب	۵۱
۷۸	شوہر کے لائے ہوئے سامان کی قدر و منزلت اور ناشکری کی مذمت	۵۱
۷۹	گھر اور شوہر کے سامان کی نگہداشت تہذیب و سلیقہ کی ضرورت	۵۲
۸۰	ضد اور ہٹ دھرمی اور بدزبانی سے احتراز	۵۲
۸۱	شوہر کے غصہ اور ناراضگی میں عورت کو کیا کرنا چاہیے؟	۵۳
۸۲	شوہر کا اگر کسی اجنبی لڑکی یا عورت سے غلط تعلق ہو	۵۳
۸۳	شوہر کو تابع کرنے کی تدبیر	۵۴
۸۴	سسرال میں رہنے کا طریقہ	۵۴
۸۵	ساس و نندوں کے ساتھ اتحاد و اتفاق اور حسن سلوک	۵۵

باب: ۷

۸۶	عورتوں کی باہم لڑائیاں	۵۶
۸۷	مردوں، عورتوں کے غصہ اور لڑائی کا فرق	۵۶

Brought To You By www.e-iqra.info

۸۸	عورتوں کی لڑائی کرانے کی عادت	۵۷
۸۹	عورتوں کی وجہ سے مردوں میں لڑائی	۵۷
۹۰	عورتوں کی بری عادت اور گھریلو لڑائیاں	۵۹
۹۱	بھابھی کا غصہ اور دیور و یتیم پر ظلم و زیادتی	۶۰
۹۲	لڑائی جھگڑوں سے حفاظت کی عمدہ تدبیریں	۶۱
۹۳	خانگی فسادات گھریلو جھگڑے سے بچنے کی عمدہ تدبیر	۶۱
۹۴	اپنوں سے معاملہ نہ کرنے میں عافیت ہے	۶۲
	باب: ۸	
۹۵	گھریلو ذمہ داریاں	۶۲
۹۶	گھر کی ذمہ داری عورتوں پر ہے	۶۲
۹۷	گھر کا کام کرنا بھی عبادت ہے	۶۲
۹۸	غلط فہمی کا ازالہ	۶۳
۹۹	نوکرانی ہوتے ہوئے گھر کا کام خود بھی کرنا چاہیے	۶۴
۱۰۰	گھر کا کام کرنے میں خود عورتوں کا فائدہ ہے	۶۴
۱۰۱	گھریلو انتظامات میں عورتوں کی ذمہ داری اور کوتاہی	۶۴
۱۰۲	صفائی معاملات کی ضرورت	۶۵
۱۰۳	عورتوں پر گھر کا کام کرنا کھانا پکانا واجب ہے یا نہیں	۶۵
۱۰۴	بیوی کے ذمہ کھانا پکانا دیانۃً واجب ہے	۶۶
	باب: ۹	
۱۰۵	فصل نمبر ا...... بیوی کے حقوق کا بیان	۶۷
۱۰۶	بیوی کے حقوق کا خلاصہ	۶۷
۱۰۷	بیوی کا نفقہ کیوں واجب ہے	۶۸
۱۰۸	نفقہ کب واجب ہوتا ہے	۶۸
۱۰۹	بیوی بالغہ ہو یا نابالغہ ہر صورت میں اس کا نفقہ واجب ہے	۶۹
۱۱۰	بیوی مالدار ہو یا غریب ہر صورت میں اس کا نفقہ لازم ہے	۶۹

Brought To You By www.e-iqra.info

۱۱۱	بیوی کو علیحدہ مکان دینا بھی نفقہ میں داخل اور عورت کا حق ہے	۶۹
۱۱۲	مالداروں پر مالداروں اور غریبوں پر غریبوں جیسا	۷۰
۱۱۳	غربت ہو تو عورت کو خود کام کرنا ضروری ہے	۷۱
۱۱۴	اگر عورت کام کرنے سے معذور ہو	۷۱
۱۱۵	موسمی پھل پان وغیرہ کا اوپری خرچ شوہر پر لازم نہیں!	۷۱
۱۱۶	حسن سلوک کا مقتضیٰ	۷۲
۱۱۷	ضرورت سے زائد، ہر عید بقرعید اور شادی میں کپڑے	۷۲
۱۱۸	عورت کے زیور کی زکوٰۃ اور صدقہ فطر و قربانی شوہر	۷۲
۱۱۹	شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر کسی	۷۳
۱۲۰	شوہر کے مال سے اس کی مرضی کے بغیر کوئی سامان خریدنا	۷۳
۱۲۱	روحانی نفقہ!	۷۴
۱۲۲	فصل نمبر۲......روحانی نفقہ بھی واجب اور شوہر پر	۷۴
۱۲۳	نفقات روحانیہ میں عام کوتاہی	۷۴
۱۲۴	روحانی نفقہ کی اہمیت اور اس کی ادائیگی کا طریقہ	۷۵
۱۲۵	نفقات روحانیہ میں دینداروں کی کوتاہی اور عورتوں کو دیندار بنانے کا طریقہ	۷۶
۱۲۶	فصل نمبر۳......دیگر حقوق ضروریہ کی تفصیل	۷۸
۱۲۷	نفقہ کے علاوہ جیب خرچ بھی بیوی کا حق ہے	۷۸
۱۲۸	جیب خرچ دینے کی واقعی ضرورت	۷۸
۱۲۹	بیوی کی دلجوئی کرنا اور تکلیف دہ بات پر صبر کرنا بھی ان کا حق ہے	۷۹
۱۳۰	دلجوئی کے خاطر جھوٹ بولنا	۷۹
۱۳۱	دلجوئی کا طریقہ	۸۰
۱۳۲	رات میں بیوی کے پاس رہنا بھی اس کا حق ہے	۸۰
۱۳۳	بیوی سے باتیں کرنا اور اس کو خوش رکھنا بھی اس کا حق ہے	۸۰
۱۳۴	اپنے ہاتھ سے بیوی کو کھلانے میں بھی ثواب ملتا ہے	۸۱
۱۳۵	گھر کا نظام خود یا بیوی کے ہاتھ میں ہونا چاہیے	۸۱

Brought To You By www.e-iqra.info

۱۳۶	فصل نمبر۴..... بیویوں کو ناز کرنے کا حق ہے	۸۲
۱۳۷	ازواج مطہرات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناز کرنا	۸۲
۱۳۸	ازواج مطہرات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ناز کرنا	۸۵
۱۳۹	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ناز ونخرہ	۸۵
	باب:۱۰	
۱۴۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت اور اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک	۸۷
۱۴۱	بیوی کی دلجوئی اور اس کے جذبات کی رعایت	۸۷
۱۴۲	آدمی کا مزاج اور گھر میں اس کا کردار کیسا ہونا چاہیے؟	۸۸
۱۴۳	فصل نمبر۱.....خوشگوار پسندیدہ زندگی	۹۰
۱۴۴	میاں بیوی میں ہنسی مذاق حضرت علی و حضرت فاطمہ کا واقعہ	۹۰
۱۴۵	لطف کیسی زندگی میں ہے؟ گھر کی جنت	۹۰
۱۴۶	بیوی کی راحت کا خیال اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ	۹۱
۱۴۷	بیوی کو عیش وآرام سے رکھنے میں اپنا فائدہ ہے	۹۲
	باب: ۱۱	
۱۴۸	عورتوں کے احسانات اور ان کی خوبیاں وقربانیاں	۹۳
۱۴۹	عورتوں کی قدر واہمیت	۹۳
۱۵۰	احساس ذمہ داری	۹۳
۱۵۱	عورتیں واقعی بڑی محسن اور تمہارے دین کی محافظ ہیں	۹۴
۱۵۲	عورتوں کی بڑی خوبی	۹۴
۱۵۳	جاں نثاری اور وفاداری	۹۵
۱۵۴	فصل نمبر۱...... بیوی کی بہت رعایت کرنا چاہیے	۹۶
۱۵۵	ہر صورت میں بیوی کی قدر کرنا چاہیے	۹۶
۱۵۶	علماء اور اہل اللہ بیوی کے مرید نہیں قدر شناس ہوتے ہیں	۹۷
۱۵۷	اللہ والوں کا حال	۹۷
۱۵۸	حضرت تھانوی کی معاشرت اور گھر والوں کے ساتھ حسن	۹۸

Brought To You By www.e-iqra.info

۱۵۹	حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا ایک واقعہ	۹۹
۱۶۰	بیوی کے گر جانے سے نماز توڑنا	۹۹
۱۶۱	بیوی سے محبت کے حدود	۱۰۰
۱۶۲	بیوی کو سر پر چڑھالینا بھی حماقت ہے	۱۰۱
	باب: ۱۲	
۱۶۳	اختلاف زوجین	۱۰۲
۱۶۴	میاں بیوی کا اختلاف ہزاروں برائیوں کی جڑ ہے	۱۰۲
۱۶۵	اختلاف زوجین میں قصور دونوں کا ہے	۱۰۳
۱۶۶	میاں بیوی میں اختلاف کی وجہ اصل قصور عورت کا ہے	۱۰۴
۱۶۷	افراط یا تفریط	۱۰۴
۱۶۸	جھگڑا ختم کرنے اور شوہر کو مہربان کرنے کی عمدہ تدبیر	۱۰۴
۱۶۹	اگر واقعی مرد کی غلطیوں پر غصہ آئے تو عورت کو کیا کرنا چاہیے؟	۱۰۵
۱۷۰	حب زوجین اور شوہر کو مسخر کرنے کے لیے عمل و تعویذ کا حکم	۱۰۶
۱۷۱	حُبِّ زوجین کے چند مفید اور آسان عملیات	۱۰۷
۱۷۲	شوہر کو راضی کرنے کا عمل	۱۰۷
۱۷۳	میاں بیوی میں محبت کرانے کا مجرب عمل	۱۰۷
	باب: ۱۳	
۱۷۴	عورتوں پر ظلم وزیادتیاں اور ان کے حقوق میں کوتاہیاں	۱۰۸
۱۷۵	عورتوں کے حقوق میں کوتاہی	۱۰۸
۱۷۶	بیوی کے نان نفقہ میں تنگی	۱۰۹
۱۷۷	دوسرے حقوق میں کوتاہی	۱۰۹
۱۷۸	مردوں کا ظلم اور عورتوں کا صبر	۱۰۹
۱۷۹	عورتوں کی مظلومیت، ایک مظلوم عورت کا حال	۱۱۰
۱۸۰	بیوی پر زیادہ سختی کرنے کا اثر	۱۱۱
۱۸۱	عورتوں پر ظلم کرنا نہایت بے رحمی اور بزدلی کی بات ہے	۱۱۱

Brought To You By www.e-iqra.info

۱۸۲	مظلوم عورت کی آہ! سے بچو	۱۱۱
۱۸۳	عورتوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے دنیا میں وبال	۱۱۲
۱۸۴	آخرت کا وبال!	۱۱۲
۱۸۵	بیوی کو یا کسی کو تکلیف پہنچانے والا دوزخ میں جائے گا	۱۱۲
	باب: ١٤	
۱۸۶	زوجین میں نااتفاقی اور بیوی کی نافرمانی اور سرکشی کے	۱۱۴
۱۸۷	دستورالعمل کا خلاصہ	۱۱۴
۱۸۸	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان	۱۱۵
۱۸۹	ایک حدیث پاک کا مفہوم	۱۱۵
۱۹۰	سزاء دینے اور سختی کرنے کے طریقے اور اس کے حدود	۱۱۵
۱۹۱	ظلم وزیادتی سے باز رہنے اور حد پر قائم رہنے کا طریقہ	۱۱۶
۱۹۲	اگر غلطی پر بہت زیادہ غصہ آئے	۱۱۶
۱۹۳	غصہ کا علاج	۱۱۶
۱۹۴	دوسرا علاج	۱۱۷
۱۹۵	تیسرا علاج	۱۱۸
۱۹۶	چوتھا علاج	۱۱۸
۱۹۷	پانچواں علاج	۱۱۸
۱۹۸	مردوں سے گزارش عورتوں کی مکمل اصلاح کی آس نہ لگاؤ	۱۱۸
۱۹۹	ایسا گر جس سے میاں بیوی میں کبھی لڑائی نہ ہو	۱۱۹
۲۰۰	ایک حکایت	۱۲۰
	باب: ١٥	
۲۰۱	بداخلاق وبدمزاج عورتوں کی طرف سے سفارش	۱۲۱
۲۰۲	بیوی سے پریشان شوہر کے لیے تسلی کا سامان	۱۲۱
۲۰۳	عورتوں کی بدتمیزی بداخلاقی پر صبر کے فضائل	۱۲۲
۲۰۴	حضرت مرزا جانِ جاناں کی حکایات	۱۲۲

Brought To You By www.e-iqra.info

۲۰۵	بداخلاق وبدشکل پھوہڑ بیوی پر صبر کرنے کی تدبیر	۱۲۳
۲۰۶	کالی کلوٹی بدصورت بیوی پر صبر کرنے کی تدبیر	۱۲۴
۲۰۷	طلاق کے قابل عورتوں پر صبر کرنے کی تدبیر	۱۲۵
۲۰۸	نافرمان اور حق تلفی کرنے والی بیوی پر صبر کرنے کی تدبیر	۱۲۵
۲۰۹	عورت کے اولاد نہ ہونے سے یا صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں	۱۲۵
۲۱۰	صبر وتسلی کا مضمون	۱۲۵
۲۱۱	صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں ہونے پر ناراضگی اور غصہ	۱۲۶
۲۱۲	اولاد ہونے کے چند مفید اور آسان عملیات	۱۲۷
۲۱۳	حفاظت حمل!	۱۲۸

باب : ۱۶

۲۱۴	طلاق کا بیان	۱۲۹
۲۱۵	بغیر شدید مجبوری کے طلاق دینا ظلم وزیادتی ہے	۱۲۹
۲۱۶	بلاضرورت شدیدہ طلاق کا مطالبہ کرنا سخت گناہ ہے	۱۲۹
۲۱۷	دوسری عورت کے لیے بھی طلاق کی درخواست ناجائز ہے	۱۳۰
۲۱۸	حالت حیض ونفاس میں طلاق دینا گناہ ہے	۱۳۰
۲۱۹	ایک عام غلطی	۱۳۰
۲۲۰	غصہ اور غصہ کی طلاق	۱۳۰
۲۲۱	شوہر بیوی دونوں کا قصور اور دونوں کو تنبیہ	۱۳۱
۲۲۲	ایسی نااتفاقی کہ نباہ کی کوئی صورت نہ ہو تو طلاق دینا ہی مصلحت ہے	۱۳۱
۲۲۳	بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے	۱۳۱
۲۲۴	طلاق کی تعداد وانتہا اور رجوع کرنے کا حکم	۱۳۲
۲۲۵	ایک ساتھ تین طلاق دینا حرام ہے	۱۳۳
۲۲۶	ایک ساتھ تین ۳ طلاق دینے کی خرابی	۱۳۳
۲۲۷	حلالہ	۱۳۳
۲۲۸	تین (۳) طلاق کے بعد بیوی اجنبیہ کی طرح ہوتی ہے	۱۳۴

Brought To You By www.e-iqra.info

۲۲۹	اس کے ساتھ رہنا اور اس کو رکھنا جائز نہیں	۱۳۴
۲۳۰	بعض شرفاء کا حال اور زبردست غلطی	۱۳۵
۲۳۱	ایک اہم فتویٰ	۱۳۵
۲۳۲	ماں باپ کے کہنے سے بیوی کو طلاق دینے کا حکم	۱۳۵
۲۳۳	طلاق وعدت کے چند ضروری مسائل	۱۳۶
	باب: ۱۷	
۲۳۴	فسخ وتفریق	۱۳۷
۲۳۵	فسخ نکاح کے لیے بعض صورتوں میں قاضی شرعی کی ضرورت	۱۳۷
۲۳۶	موجودہ حالت میں فسخ نکاح کے لیے دستور العمل	۱۳۷
۲۳۷	قاضی کا تقرر اور اس کی تدبیر	۱۳۸
۲۳۸	آج کل فسخ نکاح کی صورت اور اس کا طریقہ	۱۳۹
۲۳۹	فصل نمبر ۱......شرعی قاضی نہ ہونے کی صورت میں دستور العمل	۱۴۰
۲۴۰	شرعی پنچایت اور اس کا طریقہ کار	۱۴۰
۲۴۱	ضروری تنبیہات	۱۴۰
۲۴۲	شرعی پنچایت کے ارکان اور ضروری اوصاف	۱۴۰
۲۴۳	عوام کی شرعی پنچایت کا اعتبار نہیں	۱۴۱
۲۴۴	اگر باا ثر اور دیندار ارکان میسر نہ ہوں	۱۴۱
۲۴۵	شرعی پنچایت کے فیصلہ کا حکم	۱۴۱
۲۴۶	شرعی پنچایت کے فیصلہ پر عورت کو حقِ اعتراض	۱۴۲
۲۴۷	متعنت شخص کی بیوی کا حکم	۱۴۲
۲۴۸	مرد کے نفقہ سے عاجز ہونے کی وجہ سے تفریق کا مطالبہ درست نہیں	۱۴۳
۲۴۹	زوجہ غائب جو اپنی بیوی کو نہ بلاتا ہو نہ نفقہ دیتا ہو اس کا حکم	۱۴۳

......☆☆☆☆☆......

Brought To You By www.e-iqra.info

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب :۱

میاں بیوی کے حقوق سے متعلق چند احادیث

☆......حکیم بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہماری بیوی کا ہم پر کیا حق ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا حق یہ ہے کہ (۱) جب تم کھانا کھاؤ اس کو بھی کھلاؤ۔ (۲) اور جب کپڑا پہنو اس کو بھی پہناؤ۔ (۳) اور اس کو منہ پر مار و مت (یعنی قصور ہونے پر بھی مت مارو اور بے قصور کو مارنا سب جگہ برا ہے)۔ (۴) اور نہ اس کو کوسو (۵) اور نہ اس سے ملنا جلنا چھوڑ و مگر گھر کے اندر۔ (یعنی روٹھ کر گھر سے باہر مت جاؤ۔ (ابوداؤد)

☆......عبداللہ بن زمعتہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو غلام کی سی مار نہ دے پھر شاید دن کے ختم ہونے پر اس سے ہمبستری کرنے لگے۔" (بخاری، مسلم، ترمذی)

☆......حضرات ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تم کو عورتوں کے حق میں اچھے برتاؤ کی نصیحت کرتا ہوں تم اس کو قبول کرو، کیونکہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے سو اگر تم اس کو (بالکل) سیدھا کرنا چاہو گے تو اس کو توڑ دو گے اور اس کا توڑنا طلاق دینا ہے اور اگر اس کو اس کے حال پر رہنے دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔ اس لیے ان کے حق میں اچھے برتاؤ کی نصیحت قبول کرو۔" (بخاری، مسلم، ترمذی)

فائدہ: سیدھا کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ان سے کوئی بھی بات تمہاری طبیعت کے خلاف نہ ہو اس کوشش میں کامیابی نہ ہوگی۔ (اور اگر زیادہ پیچھے پڑ گئے تو) انجام کار طلاق کی نوبت آئے گی۔ اس لیے معمولی باتوں میں درگزر کرنا چاہیے۔ نیز زیادہ سختی کرنے یا بے پروائی کرنے سے کبھی عورت کے دل میں شیطان دین کے خلاف باتیں پیدا کر دیتا ہے۔

☆......حضرت ام اسلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور میمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھیں اتنے میں ابن ام مکتوم (نابینا صحابی آئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ

Brought To You By www.e-iqra.info

وسلم نے فرمایا: ''تم دونوں ان سے پردہ میں ہو جاؤ۔'' ہم نے عرض کیا کہ وہ نابینا نہیں ہے؟ نہ ہم کو دیکھتا ہے نہ ہم کو پہچانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم بھی نابینا ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھتیں۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

فائدہ: یہ بھی بیوی کا حق ہے کہ اس کو نامحرم سے ایسا گہرہ پردہ کرائے کہ نہ یہ اس کو دیکھے نہ وہ اس کو دیکھے۔ اس میں بیوی کے دین کی بھی حفاظت ہے کہ بے پردگی کی خرابیوں سے بچی رہے گی اور اس کی دنیا کی بھی حفاظت ہے اس لیے کہ تجربہ ہے کہ کسی چیز سے جس قدر خصوصیت زیادہ ہوتی ہے اسی قدر اس سے تعلق زیادہ ہوتا ہے اور پردہ میں یہ خصوصیت ظاہر ہے اس لیے بیوی سے تعلق بھی زیادہ ہوگا اور اتنا ہی اس کا حق زیادہ ادا ہوگا تو پردہ میں بیوی کے دنیا کا نفع بھی زیادہ ہوا۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرے تو بیوی کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔'' (ترمذی)

اس سے کتنا بڑا حق شوہر کا ثابت ہوتا ہے۔

☆......ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی جب تک کہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے گی۔'' (ابن ماجہ)

فائدہ: یعنی صرف نماز روزہ کر کے (کوئی عورت) یوں نہ سمجھ بیٹھے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر دیا۔ وہ حق پورا ادا نہیں ہوتا۔ (جب تک کہ شوہر کے حقوق بھی ادا نہ کرے۔ کیونکہ شوہر کے حقوق ادا کرنے کا اللہ ہی نے حکم دیا ہے)۔

☆......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ کون سی عورت سب سے اچھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ایسی ہو کہ جب شوہر اس کو دیکھے تو اس کا دل خوش ہو جائے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو اس کی اطاعت کرے اور اپنی ذات اور مال کے بارے میں کوئی ناگوار بات کر کے اس کے خلاف نہ کرے۔''

(نسائی)

خوشی اور فرمابرداری اور موافقت کے کتنے بڑے فائدہ ہیں۔

فائدہ: دین دنیا کے فائدے پورے طور سے اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب میاں بیوی میں محبت ہو اور محبت اس وقت ہوتی ہے جب کہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرتے رہیں۔ پھر ان حقوق کے ادا کرنے کا حکم بھی ہے۔ (ورنہ گناہ ہوگا) (حیات المسلمین، روح: ۲۰، ۱۸۹ تا ۱۹۱)

Brought To You By www.e-iqra.info

باب:۲

شادی کے بعد علیحدہ مکان میں رہنے کی ضرورت

☆......فرمایا اگر ممکن ہو تو بیوی کو لے کر والدین کے ساتھ شامل رہنا (یعنی ساتھ میں رہنا) ہرگز مناسب نہیں۔ اس کے مفاسد بہت ہیں۔ آخر میں خبر ہوتی ہے۔

(حسن العزیز: ص ۳۰۷ رج ۳)

☆......فرمایا خانگی (گھریلو) فسادات سے بچنے کی عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ایک گھر میں اکھٹے نہ رہا کریں۔ کیونکہ چند عورتوں کا ایک مکان میں رہنا ہی زیادہ فساد کا سبب ہوتا ہے۔

(ملفوظات اشرفیہ: ص ۳۷)

☆......فرمایا فلاں دوست کے یہاں سب ایک ہی جگہ رہتے تھے بڑا لڑائی جھگڑا رہتا تھا۔ میں نے مشورۃً ان سے کہا تم الگ ہو جاؤ ساتھ رہنے میں جھگڑا ہوتا ہے مگر میرا نام نہ لینا بس انہوں نے علیحدگی اختیار کر لی۔ گھر میں بڑا شور وغل ہوا مگر ان کی والدہ نے جب سنا کہ ان کی رائے ہے تو چپ ہو گئیں۔ پھر انہوں نے سب کی تنخواہ الگ الگ کر دی اب سب نہایت راحت سے ہیں اور خوش ہیں اور کبھی تکرار اور لڑائی جھگڑا نہیں ہوتا۔ (ملفوظات: ص ۱۴۱)

مناسب یہی ہے کہ شادی کے بعد بیٹا بہو ساتھ نہ رہیں

اس زمانہ میں مناسب یہی ہے کہ نکاح ہوتے ہی جوان اولاد ماں باپ سے علیحدہ رہیں اسی میں جانبین کو راحت ہوتی ہے۔

میں نے میرٹھ میں ایک گھرانہ کی حالت دیکھی کہ ان میں آپس میں ہمیشہ لڑائی رہتی تھی۔ اس گھر کے ایک مرد کو مجھ سے تعلق تھا۔ ان کا خط میرے پاس آیا جس میں شکایت لکھی تھی کہ گھر میں روزانہ لڑائی ہوتی رہتی ہے۔

میں نے لکھا تم اسی وقت کوئی مکان کرایہ پر لے کر الگ رہنے لگو۔ چنانچہ اس پر انہوں نے عمل کیا اور الگ مکان میں رہنے لگے۔ بس اسی روز سے امن وامان ہو گیا۔

میری رائے یہ ہے کہ نکاح کے بعد اولاد کی اور ماں باپ کی معاشرت الگ الگ ہونی چاہیے مناسب یہی ہے۔ (حقوق البیت: ص ۴۸)

Brought To You By www.e-iqra.info

بہو کو مطیع وفرمابردار کرنے کا تعویذ یہی ہے کہ اس کو الگ کردو

ایک شخص حضرت مولانا سے تعویذ لینے آیا کہ اس کی بہو اس کی اطاعت نہیں کرتی۔ فرمایا اس کا تعویذ یہی ہے کہ اس کو اور اپنے لڑکے کو جدا کر دو پھر نہایت درجہ مطیع ہو جائے گی۔
اس زمانہ کی عورتیں آزادی پسند ہیں۔ نکاح کے بعد ہی اس ادھیڑ بن میں رہتی ہیں کہ کسی تدبیر سے ساس سسر سے علیحدہ ہو جائیں۔ ان کو اپنے مرد کے دو چار پیسے خسر کے ہزار روپے سے زیادہ مرغوب ہوتے ہیں اور اپنے شوہر کے ساتھ رہ کر فاقہ کشی کو خسر کے گھر کی ریاست پر ترجیح دیتی ہیں۔ ان ہی خیالات کی وجہ سے خانہ جنگیاں (گھریلو لڑائیاں) شروع ہو جاتی ہیں۔
(دعوات عبدیت: ص۱۴، ۸۲)
ایک ہندو نے اپنے بیٹے اور بہو کی شکایت کی وہ بہت تنگ کرتے ہیں بہو کام کر کے نہیں دیتی بیٹا بھی دق (پریشان) کرتا ہے۔
فرمایا اس کا علاج یہ ہے کہ ان کو الگ کر دو۔ وہ الگ رہیں اور تم الگ بس سب ٹھیک ہو جائیں گے۔ (حسن العزیز: ص۳۸۹، ج ۲)

بدنامی کے خوف سے علیحدہ نہ رہنا

والدین سے الگ رہ کر ان کی خدمت کرتا رہے

فرمایا بعض لوگ عرفی بدنامی کے خوف سے اپنے والدین سے جدا نہیں ہوتے۔ ان ہی میں شامل رہ کر ہمیشہ تکلیف اٹھاتے ہیں تو راحت اور نیک نامی تو جمع نہیں ہو سکتے۔ مگر راحت نیک نامی سے زیادہ ضروری ہے۔ لہٰذا اس زمانہ میں نکاح کے بعد یہ چاہیے کہ علیحدہ رہے اور جو کچھ بھی ہو سکے اپنی کمائی سے والدین کی جدا خدمت کرتا رہے۔ (دعوات عبدیت: ص۱۴)

والدین اگر علیحدہ رہنے سے منع کریں تو ان کی اطاعت واجب نہیں علیحدہ مکان دینا بیوی کا واجبی حق ہے

سوال:۔ ایک روز جناب نے وعظ میں فرمایا تھا کہ بیوی کا یہ بھی حق ہے کہ اگر وہ خاوند کے والدین سے علیحدہ رہنا چاہے تو اس کا منشاء پورا کر دینا واجب ہے، لیکن کلام مجید میں حکم ہے کہ

Brought To You By www.e-iqra.info

شرک کے سواء تمام امور میں والدین کی حکم مانو تو یہ (حکم ماننا) فرض ہوا۔ اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ والدین کی اگر مرضی نہیں ہے کہ بیوی کو ان سے علیحدہ رکھا جائے اور زوجہ (بیوی) کی یہ مرضی ہے کہ ان سے علیحدہ رہے خواہ ایک ہی مکان میں ہو یا علیحدہ مکان میں تو کس طرح کرنا چاہیے اور اس کی بابت کیا حکم ہے پہلے فرض ادا کیا جائے یا واجب۔ مفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ والدین کی اطاعت ترک واجب میں نہیں اور عورت کے یہ حقوق واجب ہیں۔ پس اگر والدین ان کے ترک کو کہیں تو ان کی اطاعت نہیں۔

(امداد الفتاویٰ:۲:۵۴۶)

(کیونکہ حدیث میں ہے "لا طاعتہ لمخلوق فی معصیتہ الخالق" خالق کی نافرمائی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جائے گی اور بیوی کو علیحدہ مکان دینا اس کے مطالبہ کے وقت واجب ہے اور واجب کا ترک کرنا معصیت ہے لہٰذا اگر والدین اس معصیت (ترک واجب) کا حکم دیں تو ان کی بات نہیں مانی جائے گی۔ (واللہ اعلم از مرتب)

ایک ضروری فتویٰ

بیوی کے مطالبہ کے وقت اس کو ساس سے الگ گھر دینا شوہر کے ذمہ واجب ہے

ایک صاحب نے تحریر فرمایا:

مرشدی ومولائی دامت فیوضہم وبرکاتہم:

بعد سلام مسنون معروض آنکہ۔ دو سال کے عرصہ سے اپنی اہلیہ کو خانگی جھگڑوں کے سبب سے ایک علیحدہ مکان میں کر دیا تھا۔ مگر علیحدگی کی وجہ سے اخراجات بڑھ جانے کی وجہ سے والدین کی مالی خدمت زیادہ نہیں کر سکا جو والدین کی روکشیدگی (دوری اور ناراضگی) کا سبب معلوم ہوتا ہے۔ خرچ کی تنگی کی وجہ سے والدین کی رضا ہمیشہ یہ ہے کہ ہم لوگ ایک ہی گھر میں رہیں۔ امید ہے کہ جواب جلد مرحمت ہو۔

الجواب:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ چونکہ شرعاً عورت کو حق حاصل ہے کہ شوہر کے ماں باپ سے علیحدہ رہے اور اپنے جائز حق کا مطالبہ کرے گی تو شوہر پر اس کے حق کا ادا کرنا واجب ہوگا اور واجب کا ترک معصیت ہے اور معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں۔ لہٰذا آپ اس انتظام کو نہ بدلیں۔ (امداد الفتاویٰ:ص۵۲۵)

Brought To You By www.e-iqra.info

بیوی کو ساس سسر کے ساتھ رکھنے یا علیحدہ رکھنے کا تفصیلی شرعی حکم

بیوی کا نفقہ واجب ہے

اور نفقہ کا ایک جزء بیوی کو رہنے کے لیے گھر دینا ہے۔ اس کے متعلق ایک عام غلطی میں اکثر لوگ مبتلا ہیں۔ وہ یہ کہ بیوی کو جداگانہ (علیحدہ) گھر دینا اپنے ذمہ واجب نہیں سمجھتے بس اپنے عزیزوں رشتہ داروں، میں عورت کو لا ڈالتے ہیں۔ سو اس میں حکم یہ ہے اگر شامل رہنے پر (یعنی سب کے ساتھ رہنے پر) عورت بخوشی راضی ہو تب تو خیر (ٹھیک ہے) ورنہ اگر وہ سب سے جدا رہنا چاہے تو مرد پر اس کا انتظام کرنا واجب ہے اور یہاں بھی راضی ہونے کے یہی معنی ہیں کہ طیب خاطر (یعنی دل) سے راضی ہو حتیٰ کہ اگر مرد کو پختہ قرائن سے معلوم ہو جائے کہ وہ علیحدہ رہنا چاہتی ہے مگر زبان سے درخواست نہ کر سکے تب بھی مرد کو شامل رکھنا (یعنی سب کے ساتھ رکھنا) جائز نہیں۔ (اصلاح انقلاب: ص ۲)

بیوی پر ساس کی خدمت کرنا فرض نہیں

بعض آدمی اس کو بڑی سعادت سمجھتے ہیں کہ بیوی کو اپنی ماں کا محکوم و مغلوب بنا کر رکھیں اور اس کی بدولت بیویوں پر بڑے بڑے ظلم ہوتے ہیں۔ سو خوب سمجھ لینا چاہیے بیوی پر فرض نہیں کہ ساس کی خدمت کیا کرے۔ تم سعادت مند ہو تو خدمت کرو خدمت کے لیے نوکر لاؤ۔

(اصلاح انقلاب: ص ۱۸۸ / ج ۲)

میری رائے تو یہ ہے کہ عورتوں کے ذمہ (قضاً) کھانا پکانا واجب نہیں میں نے اس آیت سے استدال کیا ہے وَمِنْ آيَاتِهِ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا اِلَيْهَا۔ حاصل یہ کہ عورتیں اس واسطے بنائی گئی ہیں کہ ان سے تمہارے قلب کو سکون ہو قرار ہو۔ تو عورتیں جی بہلانے کے واسطے ہیں نہ کہ روٹیاں پکانے کے واسطے۔ (حقوق الزوجین: ص ۱۵۵)

بیوی کو علیحدہ مکان دینے کا مطلب اور اس کی آسان صورت

اتنی گنجائش ہے کہ اگر پورا گھر نہ دے سکے تو بڑے گھر میں سے ایک کوٹھری یا کمرہ ایسا دینا کہ اس کی ضروریات کو کافی ہو سکے اور وہ اس میں اپنا مال و اسباب (سامان) مقفل کر کے (تالہ وغیرہ لگا کر) رکھ سکے اور آزادی کے ساتھ اپنے میاں کے ساتھ تنہائی میں بیٹھ اٹھ سکے، بات جیت کر

Brought To You By www.e-iqra.info

سکے۔ یہ واجب کے ادا کرنے کے لیے کافی ہوگا۔

چولہا تو ضرور ہی علیحدہ ہونا چاہیے زیادہ تر آگ اس چولہے ہی سے بھڑکتی ہے۔

(اصلاح انقلاب ص: ۱۸۷تا۱۸۸/ج ۲)

لڑکے اور بیوی کو الگ نہ رہنے دینا ظلم ہے

ایک ظلم بیوی پر اور بھی ہوتا ہے جس میں دینداری کے مدعی (دم بھرنے والے) بکثرت مبتلا ہیں۔ وہ یہ کہ بیوی الگ رہنا چاہے تو الگ نہیں کرتے کہتے ہیں کہ گھر کی ہوا نکل جائے گی۔ پرانی بوڑھیوں کے زیادہ تر ایسے ہی خیالات ہوتے ہیں یاد رکھو حق تعالیٰ کی معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں۔

اگر بیوی الگ رہنا چاہے تو الگ رہنا اس کا حق ہے اور ضروری ہے بلکہ اس زمانہ میں اسی میں مصلحت ہے کہ الگ رہیں شامل (ساتھ) رہنے میں بہت سے فسادات ہیں۔ یہ پرانی عورتیں اکثر بہوؤں کو بہت ستاتی ہیں۔

اور عجیب بات ہے اگر بیٹا بیوی کی طرف متوجہ ہوا ہے تو اس سے بھی جلتی ہیں اور اگر متوجہ نہ ہو تو نہ نمک پڑھواتی پھرتی ہیں، تعویذ کراتی ہیں۔ الگ رہنے میں ان سب بکھیڑوں سے نجات ہے۔

اور اگر یہ کہو کہ آج کل بہوویں نالائق ہیں ساسوں سے لڑتی ہیں ان کو دق (اور پریشان) کرتی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اس کا مقتضی بھی یہی ہے کہ ان کو الگ کر دو۔ غرض علیحدہ رہنے میں طرفین (دونوں کو یعنی ساس بہو) کو راحت ہے۔ (الظلم: ص ۲۲، ارشادات حکیم الامت: ص ۴۰۹)

بعض بہوؤں کی زیادتی

بعض عورتیں یہ کرتی ہیں کہ خاوند کے گھر میں آتے ہی ماں باپ سے اس کو جدا کرنا چاہتی ہیں۔ ہر چند کہ مناسب یہی ہے کہ نکاح ہوتے ہی جوان اولاد ماں باپ سے علیحدہ رہیں مگر جدا ہونے کا بھی تو طریقہ ہے۔ بے طریقہ جدا کرنے کا عورت کو کیا حق ہے۔ (حقوق الیت: ص ۴۸)

مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ بیوی راضی ہو تب بھی اس کو علیحدہ ہی رکھے

آج کل کی طبیعتوں اور واقعات کا مقتضی تو یہ ہے اگر عورت ساتھ میں رہنے پر راضی بھی ہو اور علیحدہ رہنے سے سب اعزہ (رشتہ دار) ناخوش بھی ہوں تب بھی مصلحت یہی ہے کہ جدا ہی رکھے اس میں ہزاروں مفاسد کا انسداد، ہزاروں خرابیوں کی روک تھام ہے اور اگر اس میں چند روز کے لیے عزیزوں (رشتہ داروں) کا ناک منہ چڑھے گا، اور ناراض ہوں گے برا بھلا کہیں گے، مگر

Brought To You By www.e-iqra.info

اس کی مصلحتیں جب مشاہد ہو جائیں گی تو سب خوش ہو جائیں گے۔

خصوصاً چولہا تو ضرور ہی علیحدہ ہونا چاہئے زیادہ تر آگ اسی چولے سے بھڑکتی ہے۔

(اصلاح انقلاب: ص ۱۸۸ / ج ۲)

پہلی بیوی کی اولاد کے ساتھ بھی دوسری بیوی کو رہنے پر مجبور نہیں کر سکتے

فقہا نے یہاں تک فرمایا ہے کہ مرد کی اگر پہلی بیوی سے کچھ اولاد ہو دوسری بیوی کو اس کے ساتھ شامل رہنے پر مجبور نہیں کر سکتا اور آج کل واقعات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بالخصوص دوسری اولاد کے ساتھ شامل رہنا بڑے بڑے فسادوں کی جڑ ہے کہ دوسرے عزیزوں کے ساتھ اتنا فساد نہیں ہوتا جتنا اس میں ہوتا ہے۔ (اصلاح انقلاب: ص ۱۸۸ / ج ۲۱)

حضرت تھانوی کا قصہ اور ایک عمدہ نمونہ

فرمایا والد مرحوم نے مجھے شادی کر کے فوراً علیحدہ کر دیا تھا اور ہمارے یہاں اکثر یہی قاعدہ رہا ہے کہ جب بڑے ہو گئے علیحدہ کر دیا اور رہنے کو مکان اور اپنے پاس سے سب خرچ دیا۔ ہمیں غیرت آئی اور نوکری کی فکر ہوئی اللہ کا شکر کہ اس کا انتظام ہو گیا پچیس روپے کی تنخواہ مقرر ہوئی۔ میں سوچا کرتا تھا کہ پچیس روپے کیا کریں گے۔ ہم تو سمجھا کرتے تھے کہ بس دس روپے کی تنخواہ کافی ہے۔ چند روز میں تنہا رہا پھر گھر میں سے وہیں (کانپور) بلا لیا پھر تجربہ سے معلوم ہو کہ وہ پچیس روپے ایسے زائد نہ تھے سب خرچ ہو جاتے تھے۔

گھر میں ہمیشہ مجھ سے یہ کہا کرتی کہ ایک مکان رہنے کے لیے جدا بنا لو لیکن میں ان کو ٹال دیتا تھا کہ چند روزہ زندگی کے لیے کیا مکان بناتی ہو جب حج کرنے گیا اور بعد میں گھر میں سے بھی پہنچ گئیں تو انھوں نے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے شکایت کی کہ میں گھر بنوانے کو کہتی ہوں اور یہ گھر نہیں بناتے۔

حضرت نے مجھ سے فرمایا تمہارے گھر میں گھر بنوانے کو کہتی ہیں کیا حرج ہے یہ تو اچھی بات ہے اپنے خاص گھر میں آرام ملتا ہے۔ میں نے جی میں کہا مکان بنوانے کی ترکیب اچھی نکالی ہے۔ میں نے عرض کر دیا بہت اچھا بن جائے گا۔ واپسی کے بعد مکان بن گیا تو میں نے حضرت کو قصداً لکھا حضرت نے فرمایا گھر مبارک ہو۔ (حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گھر بنانے کے بعد معلوم ہوا کہ اس کے بغیر راحت نہیں ہوتی باقی اگر کسی کو تنگی ہو اور وہ نہ بنا سکے تو اور بات ہے۔ (ملفوظات جدید ملفوظات: ص ۱۳۷ تا ۱۴۰)

www.e-iqra.info

Brought To You By www.e-iqra.info

باب:۳

شوہر، بیوی کی چیزوں میں صفائی معاملات کی ضرورت

عرب کا دستور:

اہل عرب کی عادت تھی کہ اثاث البیت (گھر کے سامان) میں سے ہر چیز شوہر اور بیوی کے درمیان بٹی ہوئی تھی۔ عورت کی (ملک) الگ اور مرد کی الگ۔ جیسے آج کل یورپ میں ہے کہ صاحب کی چیزیں الگ ہوتی ہیں میم صاحب کی الگ۔ صفائی معاملات کا یہ طریقہ ہمارے یہاں تھا جواب یورپ میں ہے۔ ہندوستان میں بھی یہی رواج ہو جائے تو اچھا ہے۔ (التبلیغ ص ۴۰)

شوہر، بیوی کی اشیاء اور املاک علیحدہ اور ممتاز ہونا چاہیے

آج کل ہم لوگوں کی معاشرت اتنی گندی ہوگئی ہے کہ کسی کے حق کی بھی پرواہ نہیں رہی اور جہالت کی یہ حد ہے کہ ہم کو یہ بھی یاد نہیں رہا کہ صفائی معاملات اور باہمی حقوق کے فرق کا طریقہ ہمارے یہاں کا تھا جواب یورپ میں ہے۔

معاملہ کی صفائی یہی ہے کہ میاں بیوی کی املاک (ملکیت) ممتاز ہوں۔ مگر ہمارے یہاں تو حالت یہ ہے کہ گھروں میں یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ چیز کس کی ہے اور وہ چیز کس کی ہے۔ اس کی چیز پر وہ قابض اور اس کی چیز پر یہ۔

عورت کے پاس زیور ہوتا ہے تو اس میں امتیاز نہیں کہ کون سا باپ کے گھر کا ہے اور کون سا خاوند کے گھر کا ہے اور پھر وہ عورت کی ملک کر دیا گیا ہے یا عاریت ہے۔ اگر کوئی مرد اس کی تنقیح (وضاحت) کرنا چاہے کہ میری ملک کون سی اور دوسرے کی کون سی تو اس پر بڑی انگشت نمائی ہوتی ہے اور پورے خاندان میں اسے بدنام کیا جاتا ہے کہ صاحب اپنی ذرا ذرا سی چیز فلاں شخص الگ کرتا ہے اور اس قدر کنجوس اور اس قدر بخیل ہے کہ اپنی چیز کو کسی کا ہاتھ لگنا گوارہ نہیں کرتا۔ مطلب یہ کہ سخی وہ ہے جو بالکل بدانتظام مغفل (بے وقوف) اور مجہول ہو جس کو نہ اپنی ملک کی خبر اور نہ دوسرے کی۔ (التبلیغ وعظ کساء النساء: ۱۴۱ رج ۷)

بدمعاملگی کا انجام

پھر اس سخاوت کا لطف اس وقت آتا ہے جب ان میں کوئی کھسک جائے (یعنی مرجائے)

Brought To You By www.e-iqra.info

اور ترکہ تقسیم کیا جائے۔ اس وقت ایک کہتا ہے کہ یہ چیز مرنے والے نے مجھ کو دے دی تھی۔ ایک کہتا ہے کہ یہ چیز میت کی نہیں تھی، میری تھی۔ ایک عورت کہتی ہے کہ یہ سامان میرے باپ کے گھر کا ہے۔ اب کوئی سبیل (صورت) نہیں کہ اس معاملہ کو کس طرح طے کیا جائے۔ پھر وہ جوتے بازی ہوتی ہے کہ دیکھنے والے ہنستے ہیں۔

اور جو خاندان بڑا مہذب ہوا تو وہاں یہ جوتے بازی تو نہیں ہوتی کیونکہ یہ باتیں تہذیب اور شرافت کے خلاف ہیں۔ مگر دلوں میں رنجشیں اور عداوتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ شکایت کی نوبت آتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گھر جیل خانہ بن جاتا ہے۔ یہ اس معاشرت میں دنیا کی خرابی ہے۔

(التبلیغ: ۴۲/۴۲ ج ۷)

دین کی خرابی اور آخرت کا نقصان

اور دین کی خرابی یہ ہے کہ دوسرے کی ملک میں بلا اجازت تصرف کرنے سے آدمی گنہگار ہوتا ہے اور وہ چیز ضائع ہو جائے تو ضامن ہوتا ہے قیامت کا معاملہ بہت نازک ہے۔ تین پیسے بھی جس کے ذمہ رہ جائیں گے اس کی سات سو مقبول نمازیں چھین کر حق والے کو دلوا دی جائیں گی۔ یہ کس قدر ڈرنے کی بات ہے کہ ساری عمر نماز پڑھی اور قیامت میں سب چھین لی گئی۔

یہ نتیجہ ہے گول مول باتوں کا دنیا بھی برباد کیوں کے رنجشیں پیدا ہوتی ہیں جس سے سارے گھر کی زندگی تلخ (بدمزہ) ہو جاتی ہے اور آخرت بھی برباد کہ کی کرائی عبادت اپنے پاس نہ رہی۔

(حوالہ مذکور)

بدمعاملگی کی وجہ سے مصیبت اور پریشانی

ہمارے یہاں ایک شخص آئے اور کہا کہ میری بیوی مرگئی ہے اس کا ترکہ (میراث) شرعی قاعدہ کے موافق تقسیم کر دو۔ میں نے کہا کہ بیوی کی مملوک (جن کی وہ مالک تھی) چیزوں کی فہرست بنا کر میرے پاس لاؤ۔ اس سوال کے جواب میں ان کو اس قدر مصیبت ہوئی کہ پریشان ہو گئے۔ کیونکہ پتہ ہی نہیں تھا کہ کون سی چیز ان کی ملک تھی اور کون سی چیز بیوی کی ملک۔ میں نے کہا کہ اس مصیبت کے ساتھ یہ جرمانہ الگ ہے کہ جس چیز میں شبہ رہے وہ سب بیوی کی ملک سمجھی جائے گی۔ سب وارثوں کو جمع کرو سب اپنی اپنی چیزیں الگ کرلیں جس میں شک ہو وہ سب میت کی ملک سمجھو۔ اس میں میراث جاری ہوگی۔

چنانچہ یہی کیا اور بڑی مشکل سے ترکہ تقسیم ہو سکا۔ یہ اس شخص کی دینداری تھی کہ مصیبت

Brought To You By www.e-iqra.info

اٹھائی اور کام کر کے ہی چھوڑا۔

غرض جیتے جی تو سب کو اچھا معلوم ہوتا ہے کہ سب سامان گڑبڑ رہے اور کسی چیز میں کسی کا نام لگنا ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ مگر ایک کے مرنے کے بعد بڑی مصیبت پیش آتی ہے۔

اس کی وجہ یہی ہے کہ ہماری معاشرت گندی ہے اور بات گول مول رہتی ہے۔

(التبلیغ: ص ۴۴ ج ۷)

صفائی معاملات نہ ہونے کی وجہ سے شوہر بیوی میں نااتفاقی

گھر کا خرچ دینے میں بھی یہی خرابی ہے کہ میاں جو کچھ کماتے ہیں بیوی کو دے دیتے ہیں بیوی سمجھتی ہے کہ یہ سب مجھے دے دیا یعنی سب میری ملک کر دیا اور جس طرح چاہتی ہیں اڑاتی ہیں۔ اس میں سے خیرات کرتی ہیں۔ اسی میں سے اپنے میکہ والوں کو خوب دل کھول کر دیتی ہیں کیونکہ اطمینان ہے کہ میری ملک ہے۔

بعض وقت جب میاں دیکھتے ہیں کہ اس بے دردی کے ساتھ میری کمائی اڑائی جا رہی ہے اور باز پرس (پوچھ تاچھ) کرتے ہیں تو بی بی صاحبہ کہتی ہیں کہ یہ رقم تم نے مجھے دے دی تھی۔ لہٰذا مجھے اختیار ہے جہاں چاہوں خرچ کروں۔ میاں صاحب کہتے ہیں میں تجھے کیوں دیتا، میں نے تو بطور امانت کے دیا تھا۔ غرض خوب تکرار (بحث) ہوتی ہے۔ یہ خرابی اس گول مول بات کی ہے معاملہ صاف رکھو جو کچھ دو اس کے متعلق تصریح کر دو کہ یہ کس مد میں دیا ہے

(امانت ہے یا ہدیہ اور گھر کا خرچ ہے یا جیب خرچ اس کی صراحت ضروری ہے)

(التبلیغ: ص ۴۵ ج ۷)

صفائی معاملات نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ کے مسئلہ میں گڑبڑ

زکوٰۃ کے متعلق جو شرعی حقوق ہیں مثلاً (زیور کی) زکوٰۃ میں بھی کوتاہی ہوئی ہے۔ میاں بے فکر ہیں کہ میرے کام میں تھوڑی آرہا ہے۔ میرے اوپر اس کی زکوٰۃ کیوں ہو اور بیوی بے فکر ہیں کہ میری ملک تھوڑی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کوئی بھی نہیں دیتا اور جب خاوند کھسک گئے تو اب بیوی صاحبہ کہتی ہیں کہ میری ملک ہے۔ انہوں نے مجھے دے دیا تھا۔ عجیب بات ہے کہ یہ زیور تو تمام عمر پہننے کے لیے تھا اس لیے زکوٰۃ شوہر کے ذمہ کی جاتی تھی اور مرنے کے بعد مالک بننے کے لیے بیوی صاحبہ موجود ہیں۔ غرض خرچ کے لیے تو خاوند، مالک اور آمدنی کے لیے بیوی؟ یہ خرابی کیوں پیدا ہوئی صرف اس وجہ سے کہ ملک علیحدہ نہیں کی گئی اور اگر بنوانے کے بعد ہی تصریح

Brought To You By www.e-iqra.info

کردی جاتی کہ یہ کس کی ملک ہے تو یہ کوتاہی نہ ہوتی اور زکوٰۃ دینے کے وقت یہ حیلہ بھی ذہن میں نہ آتا کہ ہر چیز میری ہی چھوڑی ہے۔ بس معاملہ صاف ہونا چاہئے۔ اگر زیور بیوی کی ملک کردیا گیا ہے تو زکوٰۃ اسی کے ذمہ ہوگی اور اگر عاریتاً (پہننے) کے لیے دیا گیا ہے تو زکوٰۃ خاوند کے ذمہ ہوگی۔ یہ بات ہے کہ بیوی کی طرف سے بھی اس کی اجازت سے خاوند زکوٰۃ ادا کردے۔
(التبلیغ: ص ۴۹ ، ج ۷)

زیور کے مسئلہ میں ایک اور بڑی خرابی

ایک خرابی اور لیجئے کہ بیوی کو زیور ہزاروں روپے کے دیئے جاتے ہیں مگر تصریح کرتے کہ یہ زیور مہر میں محسوب (شمار) ہے۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیوی کو سب کچھ دے دیا مگر مہر کا ایک پیسہ بھی ادا نہیں ہوا۔ لاکھ روپے خرچ ہو گئے مگر قرض دار کے قرض دار ہی رہے جو حق العبد ہے اور حق العبد (بندہ کا حق) کا جو نتیجہ ہوتا ہے وہ آپ سن چکے ہیں کہ تین پیسہ کے بدلے میں سات سو مقبول نمازیں چھین لی جائیں گی۔

پھر یہ کیا عقلمندی ہوئی کہ خرچ تو دین مہر (یعنی مہر کے قرضہ) سے زیادہ ہو گیا مگر قرضہ ذمہ میں بدستور باقی رہا۔

ہاں جب دنیا میں مہر کا مطالبہ ہوتا ہے کہ بیوی مرگئی اور وارثوں نے مہر کا دعویٰ کیا، یا طلاق کا اتفاق ہوا اور بیوی نے مہر کا دعویٰ کیا تو اب شوہر صاحب کہتے ہیں کہ یہ سب زیور میں نے مہر میں تو دیا تھا۔ کوئی اس سے پوچھے کہ خدا کے بندے خدا تو نیت کو جانتا ہے بندوں کو نیت کی کیا خبر؟ تو نے کب کہا تھا کہ زیور مہر میں ہے۔

یوں تو کسی کو لاکھ روپے بخش دو اگر اس کا ایک پیسہ آپ کے ذمہ قرض ہے تو وہ تمہارے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ قرض جب ادا ہوتا ہے جب یہ کہہ کردو کہ یہ قرض کی رقم ہے۔ اگر زیور مہر میں دینا ہے تو دیتے وقت تصریح کردینا چاہیے کہ یہ مہر میں ہے اور اس کا حساب لکھو یا ذہن میں رکھو۔ غرض گول مول بات کیوں رکھتے ہو۔ یہ حقوق کا معاملہ ہے۔ ایک پیسہ بھی رہ جائے گا تو قرض ہی رہے گا۔ غرض جو کام ہو باضابطہ ہو گول مول نہ ہو۔ (التبلیغ: ص ۵۰ ، ج ۷)

اسلامی طریقہ

(۱) ہم کو ابتداء (شروع ہی) میں لازم ہے کہ جب کوئی زیور یا کوئی چارپائی بنے یا کوئی چیز خریدی جائے تو اسی وقت زبان سے کہہ دیں کہ یہ سامان تمہارا ہے یا ہمارا بس معاملہ صاف ہو

Brought To You By www.e-iqra.info

جائے یہ تو اثاث البیت (گھر کے سامان) کے متعلق ہوا۔

(۲) گھر کا خرچ دینے میں بھی معاملہ صاف رکھو جو کچھ دو اس کے متعلق تصریح (وضاحت) کردو کہ یہ کس مد میں دیا ہے۔

میری رائے یہ ہے کہ بیوی کو جو گھر کے خرچ کے لیے دو اس کے متعلق بھی تصریح کردو کہ یہ رقم امانت ہے گھر کے خرچ ہی میں صرف کرسکتی ہو۔

لیکن بیوی کو کچھ رقم ایسی بھی دو جس کو جیب خرچ کہتے ہیں جس کو وہ اپنے جی کے مطابق خرچ کرسکے۔

اگر بیوی کو کوئی رقم ذات خاص کے خرچ کے لیے نہ دی گئی جس کو جیب خرچ کہتے ہیں تو وہ امانت میں خیانت کرے گی اس صورت میں اس پر تشدد کرنا ظلم اور بے حمیتی ہے۔

(۳) زیور میں بھی یہی چاہیے کہ جب بنوایا جائے تو تصریح کردی جائے اور صاف کہہ دیا جائے کہ بیوی یہ تمہاری ملک ہے اور اگر ان کی ملک کرنا نہیں ہے تو صاف کہہ دیا جائے کہ ملک میری ہے اور تمہارے واسطے عاریت ہے صرف پہننے کی اجازت ہے۔

یہ طریقہ ہے صحیح معاشرت کا اس میں جانبین کا دین محفوظ رہ سکتا ہے، مگر ہم لوگوں کے رسم ورواج کچھ ایسے خراب ہوگئے ہیں کہ اب اگر ایسا کیا جائے کہ گھر کی چیزوں کو الگ الگ میاں بیوی کے نامزد کیا جائے تو ایک اچنبھے کی بات معلوم ہوگی اور سب ناک بھوں چڑھانے لگیں گے تمام کنبہ (پورے خاندان) اور برادری میں چرچا ہونے لگے گا۔

(التبلیغ: ص ۴۶ تا ۴۸ رج ۷)

عمدہ نمونہ اور اصلاح کا عام طریقہ

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے ہاں کوئی چیز بھی گول مول نہیں مثلاً چارپائیاں گھر میں ہیں اُن میں ایک چارپائی میری ہے میرے ایک دوست نے دی تھی اس کو میں نے اپنے نام کرلیا اور باقی چارپائیاں گھر کے لوگوں کی ہیں اسی طرح ہر چیز بٹی ہوتی ہے یوں برتنیں اور استعمال میں تو سب کے آتی ہیں مگر یہ تو معلوم ہے کہ یہ ملک کسی کی ہے۔

موت وحیات سب کے ساتھ لگی ہوئی ہے اگر کوئی آدمی گھر میں سے کم پھر جائے تو معاملہ صاف ہونے کی وجہ سے گڑبڑ تو نہ ہوگی کہ یہ چیز کس کی ہے وہ کہے فلانے کی ہے وہ کہے فلانے کی ہے۔

سارے گھروں میں یہ انتظام ہونا چاہیے اور لوگوں کو اس سے جو وحشت ہوتی ہے اور برا مانتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ رسم عام نہیں ہے اگر ایک دو آدمی ایسا کرتے ہیں تو نئی سی بات

Brought To You By www.e-iqra.info

معلوم ہوتی ہے اگر یہی رسم عام پھر جائے تو کوئی بُرا ماننے گا نہ اس سے وحشت ہوگی اور اس کے فوائد دیکھ کر سب اس کے قائل ہو جائیں گے اور (اس طرز عمل کی) تحسین (تعریف) کرنے لگیں گے۔ (التبلیغ: ص ۴۷)

عملی نمونہ کا ایک واقعہ

ہمارے یہاں ایک عورت نے ایک کٹورا ہدیہ میں دیا تو میں نے پوچھا یہ تم نے کس کو دیا ہے؟ مجھ کو یا گھر کے لوگوں کو؟ تو اب سوچنے لگیں کہ کیا جواب دوں کیوں کہ وہ تو رسم ورواج کے مواقع اس واسطے لائی تھیں کہ گھر میں کام آئے گا۔ اس سے کیا بحث کہ کس کی ملک ہوگا۔ جب ہو پہلے سے کوئی نیت کر کے لائی ہی نہ تھیں تو میرے سوال کے جواب میں کیا کہتیں۔ آخر بہت سوچنے کے بعد کہا کہ میں نے تو دونوں کو دیا ہے۔ میں نے کہا خیر یہی معلوم ہو گیا کہ کٹورا مشترک ہے۔

(التبلیغ: ص ۴۶)

شوہر، بیوی کو ایک دوسرے کا سامان بغیر اس کی مرضی کے استعمال کرنا جائز نہیں

(شوہر بیوی) دونوں کی ملک جدا جدا ہے۔ یہ شوہر کے لیے بھی ظلم ہوگا کہ عورت کے مال میں بلا اس کی رضا مندی کے تصرف کرے اور عورت کے لیے بھی خیانت ہوگی اگر مرد کے مال میں بلا اس کی رضا مندی سے تصرف کرے مراد یہ ہے کہ قرائن قویہ سے مالک کا یقینی طور پر دلی رضا مند ہونا معلوم ہو جائے۔ (اصلاح انقلاب: ص ۱۸۶)

اذن بطیّب نفس (دلی رضا مندی) کی حقیقت یہ ہے کہ دوسرے کو عدم اذن (اجازت نہ دینے) پر بھی قدرت ہو۔ (انفاس عیسیٰ: ص ۳۱۵)

شوہر کے مال جوڑنا اور بغیر شوہر کی اجازت کے خرچ کرنا جائز نہیں

بعض عورتیں رقمیں جوڑ جوڑ کر خاوند سے چھپا کر اپنے گھروں کو بھرا کرتی ہیں کسی بہانے سے باپ کو دے دیا کسی بہانے سے ماں کو دے دیا۔ یہ سخت گناہ ہے۔ مرد کے مال میں عورت کے عزیزوں کا شرعاً کوئی حق نہیں۔ اگر دینا ہے تو مرد سے پوچھ کر دینا چاہیے۔ خاوند جو مال عورت کو بالکل بطور ملک دے ڈالے اس میں بلا اجازت عورت کو صرف کرنا جائز ہے اور جو مال اس کو ہبہ نہ

Brought To You By www.e-iqra.info

کرے۔ بلکہ گھر کے خرچ کے واسطے دے۔ یا جمع رکھنے کے لیے دے (یا عورت نے چپکے سے جوڑ لیا ہو، اس میں بلا شوہر کی اجازت کے صرف کرنا ہرگز جائز نہیں۔ حتیٰ کے سائل کو دینا بھی جائز نہیں۔

(کسی کے ساتھ احسان کرنے یا صدقہ کرنے میں) بھی شرط یہ ہے کہ وہ احسان شریعت کے موافق ہو شریعت کے خلاف نہ ہو۔ مثلاً بیوی کے پاس خاوند کا روپیہ ہے اور بیوی کو کسی پر رحم آجائے تو اس کو ان روپوں میں سے دینا جائز نہیں اور اگر دے دیا تو گنہگار ہوگی۔ اگرچہ اس نے اپنے نزدیک بہت نیک کام کیا ہے، مگر چونکہ وہ روپیہ اس کا نہیں بلکہ شوہر کا ہے اور اس نے اجازت نہیں دی۔ یا پوچھنے کے بعد بکراہیت دی (یعنی ناپسندگی کے ساتھ خوش دلی سے نہیں دی) اس لیے خلاف شرع کام ہوا پس ثواب بھی نہ ہوگا بظاہر تو یہ کام بڑی ہمت کا معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے پر رحم کرنے میں اپنے گنہگار ہونے کا بھی خیال نہ کیا مگر خدا کے پاس بالکل قبول نہ ہوگا۔

ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے ہر حکم میں نہایت اعتدال وانصاف کیا ہے۔

(مواساۃ المصابین ملحقہ آداب انسانیت: ص۳۹۴)

شوہر سے چھپا کر اس کی جوڑی ہوئی رقم کا حکم

بعض عورتیں مرد سے چھپا کر روپیہ جوڑا کرتی ہیں اس خیال سے کہ شاید مرد پہلے مر جائے تو یہ بعد میں میرے کام آئے گی۔ اب اگر اس کو مثلاً چالیس روپے ماہوار دیئے گئے تو اس میں بیس ۲۰ کو اٹھا کر جمع رکھتی ہیں۔ پھر اگر اتفاق سے مرد پہلے مر جائے تو یہ جمع رقم خالص انہیں کے پاس رہتی ہے اس کی کسی کو خبر نہیں کرتیں۔ یاد رکھو یہ ناجائز ہے، اس رقم میں ورثاء کا بھی حق ہے۔

اگر کچھ جمع کرنا ہو تو مرد کو اس کی اطلاع کردو اور اس سے یہ رقم (جمع شدہ) اپنے واسطے مرض موت سے پہلے (حالت صحت میں) ہبہ کرالو۔ اس طرح کرنے سے تو یہ رقم تمہاری ملک ہو جائے گی۔ ورنہ اس میں سب وارثوں کا حق ہے اور تنہا عورت کو اس کا مالک بننا حرام ہے۔

(اسباب الغفلہ ملحقہ دین ودنیا: ص۴۹۱)

شوہر کے مال میں تصرف کرنے کے حدود

عورتیں بعض دفعہ خاوند کے مال میں تصرف کرتے ہوئے یہ سمجھتی ہیں کہ وہ اجازت دے دے گا اور بعض دفعہ وہ خاموش بھی ہو جاتا ہے، مگر بعض مرتبہ خوب خفا ہوتا ہے اور میاں بیوی میں اچھی طرح تو تو میں میں ہوتی ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

اس لیے جب تک صراحتہً اجازت نہ ہو یا اجازت کا ظن غالب نہ ہو اس وقت تک عورتوں کو چندہ میں (یا کسی کو بھی کچھ) نہ دینا چاہیے۔

البتہ اگر کوئی ایسی معمولی چیز ہو جس میں غالب احتمال اجازت کا ہو وہ تو خیر (جائز ہے) اور یہ سائلوں (فقیروں) کو دینے کے متعلق ہے (مثلاً کسی مانگنے والے کو ایک آدھ روٹی دے دی) تو یہ جائز ہے یہ تفصیل اس صورت میں ہے جبکہ خاوند کا مال دیا جائے۔

جب معمولی چیز دینے کے متعلق بھی اتنی احتیاط اور شرط ہے کہ غالب گمان اجازت کا ہو۔ تو بھلا ماں باپ بھائی بہن کا گھر بھرنے کی کب اجازت ہوگی، کیونکہ ان کو تو معمولی چیزیں نہیں دی جاتیں ان کو ایک روٹی یا روٹی کا ٹکڑا کون دیتا ہے وہاں تو نقد روپے یا کپڑوں کے جوڑے بھیجے جاتے ہیں جس میں غالب گمان یہ ہوتا ہے کہ خاوند کو اطلاع ہو جائے تو شاید اسے ناگوار ہو اور اسی وجہ سے اپنے عزیزوں کو عورتیں خفیہ خفیہ (چپکے چپکے) بھرتی ہیں اور خاوند کو ذرا بھی خبر نہیں ہونے دیتیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ غریب جو کچھ کماتا ہے سب دوسروں کو لگ جاتا ہے۔

(اسباب الغفلہ: ص۴۹۴)

عورت کو اپنے مال میں بھی شوہر کی اجازت کے بغیر تصرف نہیں کرنا چاہیے

یہ تفصیل اس صورت میں ہے جب کہ خاوند کا مال دیا جائے۔ اگر خاص عورت ہی کا ہو تو اگر چہ اس میں خاوند کی اجازت ضرورت نہیں۔ مگر اس سے مشورہ ضرور کر لینا چاہیے۔

نسائی میں ایک حدیث ہے۔

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لا یجوز لامراۃ ھبتہ فی ما لھا اذا ملک زوجھا عصمتھا الا باذن زوجھا (نسائی)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا نکاح کے بعد عورت کو اپنے مال میں سے ہبہ کرنا (یعنی کسی کو دینا) شوہر کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔

اس میں بعض علمائے نے مالھا سے مراد ادنیٰ ملابست کی وجہ سے زوج کا مال مراد لیا ہے، لیکن اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو اس پر محمول کیا جائے کہ عورتیں چونکہ ناقصات العقل ہوتی ہیں۔ اگر یہ اپنے مال میں خود مختار ہوں گی تو نہ معلوم کہاں کہاں روپیہ برباد کریں گی۔ اس لیے آپ ناقصاب العقل (عورتوں کے) طبقہ کو حکم فرماتے ہیں کہ تم اپنے مال میں جو بھی تصرف کرو اس میں

Brought To You By www.e-iqra.info

اپنے مرد سے مشورہ کرلیا کرو۔ یہ بات جی کو لگتی ہے اور اس میں بڑی مصلحت یہ ہے کہ اس طرح بر تاؤ کرنے میں میاں بیوی میں اتحاد بڑھتا ہے اور مرد کو عورت سے محبت زیادہ ہوتی ہے کہ اس کو مجھ سے اتنا تعلق ہے کہ اپنے مال میں بھی کوئی کام بغیر میرے مشورہ کے نہیں کرتی اور اگر عورت اپنی جمع شدہ رقم کو الگ رکھ کر (اپنی ملکیت میں) اپنی رائے سے تصرف کرے تو اس صورت میں ایک قسم کی اجنبیت سی معلوم ہوتی ہے۔

اس وجہ سے میرے نزدیک حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ مال زوج مراد لینے کی کوئی ضرورت نہیں (علامہ سندی کے کلام سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔

قال السندی. وھو عند اکثر العلماء علی معنی حسن العشر و استطابہ نفس الزوج. الخ

تو جب عورت کو اپنے مال میں بھی مرد سے مشورہ لینے کی ضرورت ہے تو شوہر کے مال میں (اجازت لینے کی) کیسے ضرورت نہ ہوگی۔ (اسباب الغفلہ محلقہ دین دینا: ص ۴۹۳)

......☆☆☆☆☆......

Brought To You By www.e-iqra.info

باب:۴

شوہر بیوی کے باہمی تعلقات شوہر بیوی میں تعلق فطرۃً ہوتا ہے

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (عورتیں تمہارے لیے لباس ہیں اور تم عورتوں کے لیے لباس ہو۔

اس تشبیہ میں شدت تعلق کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے۔یعنی اس تشبیہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ زوجین (میاں بیوی) میں بہت شدید اور گہرا تعلق ہے۔

اور یہ اللہ کی رحمت ہے کہ میاں بیوی کے درمیان ایسا قوی اور مضبوط تعلق پیدا کر دیتے ہیں کہ اس سے زیادہ گہرا دنیا میں کوئی تعلق نہیں ہوتا۔کیونکہ بغیر شدید تعلق کے حقوق زوجیت کا آسانی سے ادا ہونا دشوار تھا (اس لیے اللہ تعالیٰ نے حقوق کی ادائیگی کی آسانی کے لیے زوجین میں ایسا قوی تعلق پیدا کیا ہے جس کی وجہ سے گویا دونوں متحد (ایک) ہیں۔دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ دو قالب (جسم) ایک جان ہیں۔

خلاصہ یہ کہ آیت میں زوجین کو لباس کے ساتھ تشبیہ دے کر اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ہم نے زوجین کے متعلق جو حقوق رکھے ہیں ان کی آسانی اس طرح کر دی گئی ہے کہ طرفین میں (دونوں طرف) قوی تعلق رکھ دیا جس سے حقوق کی ادائیگی آسان ہو گئی۔

اور یہاں سے معلوم ہوا کہ حقوق کی ادائیگی نہایت ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کا اس قدر اہتمام ہے کہ اس کی آسانی کا ایسے طریقہ سے انتظام فرمایا جو بندہ کے اختیار سے باہر تھا۔جس چیز کا اللہ تعالیٰ اہتمام فرمائیں ہمارے ذمہ اس کی نگہداشت (اور حفاظت) نہایت ضروری ہے۔

(رفع الالتباس ملحقہ حقوق الزوجین: ص ۱۳۵، ۱۴۶)

میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کی زینت ہیں

ایک وجہ تشبیہ اور میرے ذہن میں آئی کہ جیسے لباس میں ستر کی شان ہے اسی طرح عورت مرد کی ساتر (چھپانے والی) اور مرد عورت کے لیے ساتر ہے۔یعنی ہر ایک دوسرے کے عیوب کے لیے ساتر ہے۔

اور جس طرح لباس زینت ہے اسی طرح زوجین میں عورت مرد کے لیے اور مرد عورت کے لیے زینت ہے۔لباس کا ہونا تو خود نص سے ثابت ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

یبنی ادم خذوا زینتکم۔ میں بالاتفاق زینت سے مراد لباس ہے۔
اوپر سے لباس ہی کا ذکر ہو رہا ہے چنانچہ اس سے پہلے ارشاد ہے۔
یبنی ادم قدانزلنا علیکم لباسا یواری سوا تکم وریشا۔
یہاں لباس کو گو صراحۃً زینت نہیں کہا گیا، مگر زینت کا جو نتیجہ ہے وہ یہاں بھی مذکور ہے یعنی یواری سوا تکم یعنی ہم نے تمہارے لیے ایسا لباس ایجاد کیا جو تمہاری بدنمائی کو ڈھانکتا ہے اور یہی زینت کا حاصل ہے کہ بدنمائی اور عیوب پوشیدہ ہو جائیں اور ریش سے مراد پرندوں کے پر ہیں کہ وہ حیوانات کے لیے زینت ہیں۔
غرض جس طرح لباس زینت ہے اسطرح شوہر بیوی کی زینت ہے اور بیوی اپنے مرد کے لیے زنیت ہے۔ عورت سے تو مرد کی زینت یہ ہے۔ کہ بیوی بچوں والا آدمی لوگوں کی نگاہ میں معزز ہوتا ہے اور مرد سے عورت کی عزت یہ ہے کہ لوگ اس کے اوپر کسی قسم کا شبہ نہیں کرتے اور نکاح سے پہلے عورت کی عزت وآبرو ہر وقت خطرہ میں رہتی ہے۔ (رفع الالتباس: ص ۱۶۵)

مرد عورت دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں

ایک وجہ شبہ کی اور میرے ذہن میں آئی ہے کہ جیسے بغیر کپڑے کے انسان سے صبر نہیں ہو سکتا اسی طرح بغیر نکاح کے مرد عورت کو صبر نہیں آسکتا محض تقاضائے نفس ہی کی وجہ سے نہیں بلکہ اعانت وغیرہ میں عورت اپنے خاوند کی محتاج ہے اور خدمت وراحت رسانی میں مرد عورت کا محتاج ہے۔
چنانچہ بیماری کے زمانہ میں بیوی سے زیادہ کوئی خدمت نہیں کر سکتا ایک بوڑھے میاں نے ستر ۷۰ اسی ۸۰ برس کی عمر میں پہلی بیوی کے انتقال کے بعد دوسری شادی کا ارادہ کیا حالانکہ ان کی بہو بیٹیاں بہت تھی سب نے منع کیا کہ تمہاری خدمت کے لیے ہم موجود ہیں نکاح کی کیا ضرورت ہے۔ بڑے میاں نے کہا کہ بیوی کے برابر کوئی خدمت نہیں کر سکتا اور موقع پر میں تم کو بتلا دوں گا۔
چنانچہ نکاح ہوا اور چند سال بعد بڑے میاں کو ایک مرض ہوا اس میں دست آنے لگے تو ساری بہو بیٹیاں بدبو سے گھبرا کر الگ ہو گئیں اور بیوی کی یہ حالت تھی کہ ان کو پیروں پر بٹھلا کر پاخانہ کراتی اور استنجاء کر کے کپڑوں کو پاک وصاف کرتی۔ دن میں بیس ۲۰ پچیس ۲۵ دست بھی آتے تو وہ ہر دفعہ اس کو پاک وصاف کر کے لٹاتی تھی تو اس وقت بڑے میاں نے کہا کہ میں نے اس دن کے واسطے نکاح کیا تھا۔ دیکھ لو آج اس کے سوا میرے کوئی کام نہیں آیا۔
بس لباس کی طرح مرد کو عورت سے استغناء نہیں۔ عورت کو مرد سے استغناء نہیں مرد عورت کا معاون ہے۔ عورت مرد کی خادم ہے۔ (رفع الالتباس: ص ۱۶۱)

Brought To You By www.e-iqra.info

میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کے تابع

(مرد کو عورت اور عورت کو مرد سے یعنی تشبیہ باللباس یعنی (لباس سے تشبیہ دینے میں) ایک نکتہ اور سمجھ میں آیا وہ یہ کہ لباس تابع ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتیں مردوں کے تابع ہیں پھر لباسیت نساء (عورتوں کے لباس ہونے کا) ذکر پہلے کیا گیا ہے اس معلوم ہوا کہ تابعت (تابع ہونے میں) عورتیں مقدم ہیں۔

یہاں سوال یہ ہوگا کہ آگے تو مردوں کو بھی عورتوں کا لباس کہا گیا ہے تو کیا وہ بھی عورتوں کے تابع ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں ایک درجہ میں وہ بھی تابع ہیں، لیکن ان کی تابعیت بعد میں ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ عورتیں تو فطرۃً اور قانوناً مردوں کے تابع ہیں اور مرد محبت کی وجہ سے تابع ہو جاتے ہیں۔ (رفع الالتباس: ص ۱۷۰)

میاں بیوی کے تعلق کی حیثیت

عورت بیشک محکوم ہے لیکن وہ ایسی محکوم نہیں ہے جیسے ماما، لونڈی، نوکر اور نوکرانی) محکوم ہوتی ہے۔ بلکہ اس کو مرد کے ساتھ دوستی کا بھی تعلق ہے اور اس تعلق کا خاصہ ہے کہ اس میں ایک قسم کا ناز بھی ہوتا ہے۔ اس تعلق کے ساتھ مرد کا عورت پر وہ رعب نہیں ہوسکتا جو نوکروں پر ہوا کرتا ہے۔ مرد یہ چاہتے ہیں کہ بیوی پر بھی اسی طرح رعب جمائیں جس طرح نوکر پر جمایا کرتے ہیں نہایت سنگدلی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اس تعلق کی حقیقت کو نہیں سمجھا۔

صاحبو! یہ وہ تعلق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی بعض دفعہ ازواج مطہرات ناز میں آکر برابر کے دوستوں کا سا برتاؤ کرتی تھیں حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کون ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر کمال میں بے نظیر تھے کوئی آپ کے برابر کا نہ تھا۔ نیز اس کے ساتھ آپ صاحب سلطنت تھے سلطنت کا رعب بھی آپ میں بہت زیادہ تھا۔ (سلاطین آپ کا نام سن کر کانپتے تھے) مگر ان سب کے باوجود بیویوں پر آپ نے کبھی رعب سے اثر نہیں ڈالا بلکہ ان کے ساتھ آپ کا ایسا برتاؤ تھا جس میں حکومت اور دوستی کے دونوں پہلو ملحوظ رہتے تھے۔

تعلق حکومت کا تو یہ اثر تھا کہ ازواج مطہرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی مخالفت کبھی نہ کرتی تھی۔ آپ کی تعظیم وادب اس درجہ کرتی تھیں کہ دنیا میں کسی کی عظمت بھی ان کے دل میں حضور کے برابر نہ تھی۔

Brought To You By www.e-iqra.info

اور تعلق دوستی کا یہ اثر تھا کہ بعض دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ پر ناز کرتیں مگر کبھی آپ کو نا گوار نہ ہوتا تھا۔ (حقوق البیت: ص ۲۳)

مرد عورت میں مساوات نہیں، ہاں عدل وانصاف ہے

بیبیوں! تم مردوں کے برابر کیسے ہو سکتی ہو تم تو ہر طرح اور ہر معاملہ میں پیچھے رکھی گئی ہو۔ دیکھو تمہاری امامت جائز نہیں، میراث شہادت، امارت، ولایت وغیرہ میں ہر طرح مردوں سے پیچھے ہو تم آگے کیوں بڑھنا چاہتی ہو؟

امام صاحب کا قول ہے کہ اگر صف میں مرد کے برابر عورت کھڑی ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ جب عبادات میں مساوات نہیں (چنانچہ مخصوص ایام میں عورت نماز روزہ نہیں کر سکتی) جس میں زیادہ ہمت زیادہ عقل کی بھی ضرورت نہیں تو معاملات میں کہ جن میں بہت سے ان امور کی ضرورت ہے جو خاص مردوں میں پائے جاتے ہیں کیسے برابر ہو سکتی ہو؟

مردوں عورتوں میں قدرتی فرق ہے یہ کسی طرح مردوں کی برابری نہیں کر سکتیں، عقل ان میں کم، برداشت کی قوت ان میں کم قویٰ (اور اعضا) ان کے کمزور اس لیے یہ جلدی ضعیف بھی ہو جاتی ہیں۔ جب خدا نے تم کو ہر بات میں مردوں سے کم رکھا ہے تو آخر کس بات میں تم مساوات کی دعویدار ہو۔

غرض یہ بات شریعت سے ثابت ہے کہ عورت کسی قدر مرد سے درجہ میں گھٹی ہوئی ہے مثلاً وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے) یعنی مردوں کا درجہ عورتوں سے زیادہ ہے اس کے آگے ہے واللّٰہ عزیز حکیم اس کا حاصل یہ ہے کہ اس فضیلت میں کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ یہ اللہ کی دی ہوئی ہیں جو غالب ہیں ان کے حکم کو کوئی روکنے والا نہیں اور یہ حکم محض حاکمانہ نہیں کیونکہ وہ حکیم بھی ہیں انہوں نے جو کچھ بھی حکم دیا ہے حکمت سے خالی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا کچھ چون وچرا کی گنجائش نہیں۔

صفات خلقیہ (پیدائشی اوصاف) میں مرد عورتوں سے بڑھے ہوئے ہیں جیسے کمال عقل، شجاعت، قوت، عقل تدبیر۔ ان ملکات میں حق تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے۔ عورت چاہے کیسی ہی امیر زادی ہو کتنی ہی حسین وجمیل ہو لیکن ان صفات میں وہ مردوں سے گھٹی ہوئی ہے اسی لیے فرمایا وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ مردوں کا درجہ عورتوں سے زیادہ ہے۔

(التبلیغ: ص ۹۷،۱۴۷ ارج ۷)

Brought To You By www.e-iqra.info

مرد حاکم عورت محکوم ہے اور یہی فطرت وانصاف کا تقاضہ ہے

عورت میں عقل کم ہوتی ہے اور جس میں عقل کم ہو اس سے ہر کام میں غلطی کرنے کا احتمال ہے۔لہٰذا اس کے واسطے سلامتی اسی میں ہے کہ وہ زیادہ عقل والے کا تابع ہو۔

اسی واسطے حق تعالیٰ نے مرد کو ان پر حاکم بنایا چنانچہ فرماتے ہیں۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ (مرد عورتوں پر حاکم ہیں) تاکہ ان کے سب کام ان کی نگرانی میں ہوں اور غلطی سے حفاظت رہے۔اس کا نام سختی نہیں ہے بلکہ یہ تو عدل وحکمت وشفقت ہے۔

دیکھو بچے ناقص العقل ہوتے ہیں اگر ان کو خودسر بنادیا جائے (آزاد چھوڑ دیا جائے) اور وہ کسی کے تابع ہو کر نہ رہیں تو ان کا کیا انجام ہوگا؟ بس یہ حق تعالیٰ کی نہایت رحمت (اور فطرت کا عین مقتضیٰ ہے) کہ عورتوں کو خودسر (آزاد) نہیں بنایا ہے ورنہ ان کا کوئی کام بھی درست نہ ہوتا۔ دین اور دنیا سب کاموں میں ان سے غلطیاں ہوا کرتیں۔

حق تعالیٰ نے جو عورتوں کو محکوم اور خاوند کو حاکم بنایا ہے اس کو سختی اور ظلم نہ سمجھنا چاہیے۔ بلکہ عورتوں کے حق میں یہ عین رحمت وحکمت ہے کیوں کہ تابع ہونے میں بڑی راحت ہے اور مساوات میں کبھی نظام اور تمدن قائم نہیں ہوتا ہمیشہ جھگڑا اور فساد ہی ہوتا ہے۔

(التبلیغ وعظ کسا النساء: ص ۱۹۹ التبلیغ: ص ۱۱۲ ج ۷)

سلامتی اسی میں ہے کہ عورت مرد کے تابع اور مطیع وفرمانبردار ہے

خودسری آزادی میں بڑی مصیبت ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِیْکُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ یُطِیْعُکُمْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ

یعنی خوب سمجھ لو اے مسلمانو! کہ تمہارے پاس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں اگر بہت سی باتوں میں یہ تمہارا کہنا مانتے تو تم بڑی مصیبت میں پڑ جاتے۔

مطلب یہ ہے کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع بن کر رہنا چاہیے نہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے تابع ہوتے تو تم مصیبت میں پڑ جاتے۔ معلوم ہوا کہ عافیت اور سلامتی اسی میں ہے کہ چھوٹا بڑے کا تابع اور ناقص العقل کامل العقل کے تابع ہو۔

غور کرنے کی بات ہے کہ آیت میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے تابع ہو کر رہیں تو حضور کو تکلیف پہنچے گی بلکہ یہ فرمایا کہ تم خود مصیبت میں پڑ جاتے۔ معلوم ہوا کہ چھوٹے کو بڑے کا تابع بن کر رہنے میں خود چھوٹے کا نفع ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

اس طرح (اے عورتوں) اگر تم مردوں کے تابع ہو کر رہو یہ تمہارے ہی واسطے سلامتی اور عافیت کی بات ہے۔ غرض اس کو بڑی رحمت سمجھو کہ حق تعالیٰ نے تم کو خودسر (آزاد) نہیں بنایا ورنہ تمہارے لیے بڑی مصیبت ہوتی۔ کیونکہ اول تو عورتوں میں سمجھ کم ہوتی ہے۔ دوسرے ان میں ضد کا مادہ بھی ہے جس کام پر اڑ جائیں گی اس کو کر ہی کے چھوڑیں گی تو ان کو دو وجہ سے تکلیف پہنچتی ہے ایک تو عقل کم ہونے کی وجہ سے جو کام کرتی ہیں بے سوچے سمجھے اور بلا غور و فکر کے کرتی ہیں پھر ضد کا مادہ ان میں اس قدر ہے کہ جو چڑھ گئی سو چڑھ گئی گو معلوم بھی ہو جائے کہ یہ کام مضر (نقصان دہ) ہے مگر اس کو چھوڑ نہیں سکتیں۔ چنانچہ دیکھا ہوگا کہ ذرا ذرا سی بات پر عورتیں کنویں میں کود پڑتی ہیں (آگ لگا لیتی ہیں) اس کا سبب کم عقلی اور ضد ہی تو ہے پس عورتوں کی سلامتی اسی میں ہے کہ ان کو تابع بنایا جائے ان کے اوپر کوئی ایسا حاکم مسلط رہے جو ان کو ہر وقت سنبھالتا رہے۔

(التبلیغ: ص ۱۰۰ ج ۷)

میاں بیوی میں اتحاد و اتفاق اور گھر کا نظام کس طرح قائم رہ سکتا ہے؟

خوب یاد رکھو! دنیا اور دین دونوں کا نظام اسی طرح قائم رہ سکتا ہے کہ ایک تابع (اطاعت کرنے والا) ہو اور ایک متبوع (جس کی اطاعت کی جائے)۔

لوگ آج کل (اتحاد و اتفاق کے لیے بڑی لمبی لمبی تقریریں کرتے ہیں اور تجویز پاس کرتے ہیں مگر جڑ کو نہیں دیکھتے۔

اتحاد و اتفاق کی جڑ یہ ہے کہ ایک کو بڑا مان لیا جائے اور سب اس کے تابع ہوں جس جماعت میں متبوع اور تابع کوئی نہ ہو سب مساوات ہی کے مدعی (دعویدار) ہوں ان میں کبھی اتحاد نہیں ہوسکتا۔ جب یہ بات سمجھ میں آ گئی تو مساوات کا خیال تو عورتوں کو اپنے دل سے بالکل نکال دینا چاہیے کیوں کہ یہی فساد کی جڑ ہے۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا عورتیں متبوع (حاکم) اور مرد تابع (محکوم و ماتحت) یا مرد متبوع اور عورتیں تابع ہوں۔ اس کا فیصلہ انصاف کے ساتھ خود عورتوں ہی کو اپنے دل سے کر لینا چاہیے کہ متبوع بننے کا قابل وہ ہیں یا مرد؟ سلیم الفطرت عورتیں کبھی اس کا انکار نہیں کر سکتیں کہ عقل اور طاقت میں مرد ہی بڑھے ہوئے ہیں۔ وہی عورتوں کی حفاظت و حمایت کر سکتے ہیں عورتیں مردوں کی حفاظت نہیں کر سکتیں۔ پس مردوں ہی کو متبوع (حاکم) اور عورتوں کو تابع ہونا چاہیے یہی شریعت کا فیصلہ ہے (چنانچہ ارشاد ہے "اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ" (کہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔)

(التبلیغ: ص ۱۱۵ ج ۷)

Brought To You By www.e-iqra.info

میاں بیوی میں باہمی مودۃ ورحمت

وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً (اور کردیا اللہ نے تمہارے درمیان آپس میں محبت وہمدردی) یہ جو فرمایا ہے کہ تمہارے درمیان محبت وہمدردی پیدا کردی۔

میں کہتا ہوں کہ مودۃ یعنی رحمت کا زمانہ تو جوانی کا ہے اس وقت جانبین میں جوش ہوتا ہے اور ہمدردی کا زمانہ ضعیفی (کمزوری وبڑھاپے) کا ہے دونوں کا اور دیکھا بھی جاتا ہے کہ ضعیفی کی حالت میں سوائے بیوی کے دوسرا کوئی کام نہیں آسکتا۔ (نصرۃ النساء: ص ۵۵۱)

مرد کے واسطے اظہار محبت زینت ہے اور عورت کو اس سے شرم آتی ہے

بعض مردوں کو اس سے بڑا شبہ ہوتا ہے کہ مرد تو اظہار محبت کرتا ہے اور عورت اظہار محبت نہیں کرتی مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد کے لیے تو اظہار محبت زینت ہے اور عورت کے لیے عیب ہے۔ اس کو حیا شرم مانع ہوتی ہے۔ گو اس کے دل میں سب کچھ ہوتا ہے جس کا رات دن مشاہدہ ہوتا ہے۔ (نصرۃ النساء: ص ۴۵۵)

میاں بیوی کا تعلق صرف حاکم محکوم کا نہیں محبّ ومحبوب کا بھی ہے

خاوند بیوی میں محض حاکم اور محکومیت ہی کا تعلق نہیں بلکہ دو تعلق ہیں ایک حکومت کا دوسرے محبوبیت کا۔ دونوں کے حقوق ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

اگر کبھی ضرورت ہو دباؤ بھی دھمکاؤ بھی کوئی حرج نہیں۔ حاکم کو حاکم ہو کر رہنا چاہیے اور محکوم کو محکوم بن کر، لیکن حدود کی رعایت رکھو اور ظلم تک نوبت نہ پہنچاؤ، لیکن جیسے محکوم کے ذمہ حاکم کے حقوق ہیں اسی طرح حاکم کے ذمہ محکوم کے بھی حقوق ہیں ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے برتاؤ کرنا چاہیے۔

ہر حال میں ہر شئی کے حدود ہیں عورتوں کو مجبور اور کمزور سمجھ کر ظالم تو نہ بننا چاہیے بادشاہ اپنی رعیت پر حکومت کرے مگر ظلم گوارا نہیں اور یہاں میاں بیوی میں تو محض حاکم ومحکومیت کا تعلق نہیں بلکہ دو تعلق ہیں ایک حکومت کا دوسرے محبوبیت کا دونوں کے حقوق ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

(نصرۃ النساء: ص ۴۵۵، حقوق الزوجین: ص ۵۵۱، ۵۵۴)

......☆☆☆☆☆......

Brought To You By www.e-iqra.info

باب: ۵

شوہر کے حقوق کا بیان

شوہر کی اطاعت اور حقوق کے متعلق چند احادیث

اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بڑا حق بنایا ہے اور بہت بزرگی دی ہے۔ شوہر کا راضی اور خوش کرنا بڑی عبادت ہے اور اس کا ناخوش اور ناراض کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

☆...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنی عزت وآبرو کو بچائے رہے یعنی پاکدامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری اور فرمانبرداری کرتی رہے تو اس کو اختیار ہے جس دروازہ سے چاہے جنت میں چلی جائے۔ (مشکوۃ: ص ۲۸۱)

☆...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی موت اس حالت میں آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنتی ہے۔ (ترمذی)

☆...... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سواء کسی اور کو سجدہ کرنے کے لیے کہتا تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ اپنے میاں کو سجدہ کیا کرے اور اگر مرد اپنی عورت کو حکم دے کہ اس پہاڑ کے پتھر اٹھا کر اس پہاڑ تک لے جائے اور اس پہاڑ کے پتھر اٹھا کر تیسرے پہاڑ تک لے جائے تو اس کو یہی کرنا چاہیے۔ (مشکوۃ: ص ۲۸۱)

☆...... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مرد اپنی بیوی کو اپنے کام کے لیے بلائے تو ضرور پاس آجائے اگرچہ چولہے پر بیٹھی ہو تب بھی چلی آئے۔ مطلب یہ ہے کے چاہے جتنے ضروری کام پر بیٹھی ہو سب چھوڑ چھاڑ کر چلی آئے۔

☆...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی مرد نے اپنے پاس اپنی عورت کو لیٹنے کے لیے بلایا اور وہ نہ آئی پھر وہ اسی طرح غصہ میں لیٹ رہا تو صبح تک سارے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔

☆...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں جب کوئی عورت اپنے میاں کو ستاتی ہے تو جو حور قیامت میں اس کی بیوی بنے گی۔ یوں کہتی ہے کہ خدا تیرا ناس کرے تو اس کو مت ستا یہ تو

www.e-iqra.info

Brought To You By www.e-iqra.info

تیرے پاس مہمان ہے۔ تھوڑے ہی دنوں میں تجھ کو چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آئے گا۔

☆...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین طرح کے آدمی ایسے ہیں جن کی نہ تو نماز قبول ہوتی ہے نہ کوئی اور نیکی منظور ہوتی ہے۔

ایک تو وہ لونڈی غلام جو اپنے مالک سے بھاگ جائے۔

دوسرے وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناخوش ہو۔

تیسرے وہ جو نشہ میں مست ہو۔

☆...... کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ سب سے اچھی عورت کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ عورت جب اس کا میاں اس کی طرف دیکھے تو خوش کر دے اور جب کچھ کہے تو اس کی بات مانے اور جان و مال میں کچھ اس کے خلاف نہ کرے جو اس کو ناگوار ہو۔

(ماخوذ از بہشتی زیور و حیات المسلمین)

شوہر کی عظمت اور اس کا رتبہ

اے عورتو! تم تو مردوں کے سامنے اتنی چھوٹی ہو کہ حدیث میں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کے لیے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ کچھ ٹھکانہ ہے مرد کی عظمت کا؟ کہ اگر خدا کے بعد کسی کے لیے سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو مرد کے سجدہ کا حکم ہوتا۔ مگر اب عورتیں مردوں کی یہ قدر کرتی ہیں کہ ان کے ساتھ زبان درازی اور مقابلہ سے پیش آتی ہیں۔

اگر تم یہ کہو کہ صاحب مرد کے غصہ سے ہم کو بھی غصہ آتا ہے تو سمجھ کہ غصہ ہمیشہ اپنے چھوٹے یا برابر والے پر آیا کرتا ہے اور جس کو آدمی اپنے سے بڑا سمجھا کرتا ہے اس پر کبھی غصہ نہیں آیا کرتا۔ چنانچہ نوکر کو آقا پر غصہ نہیں آسکتا چاہے وہ اس پر کتنا ہی غصہ کرے کیونکہ یہ اس کو اپنے سے بڑا سمجھتا ہے۔

بیبیو! تم کو مرد کے غصہ سے غصہ آنا یہ بتلاتا ہے کہ تم اپنے کو مرد سے بڑا یا برابر درجہ کا سمجھتی ہو۔ اور یہ خیال ہی سرے سے غلط ہے۔ اگر تم اپنے کو مرد سے چھوٹا اور محکوم (تابع) سمجھو تو چاہے وہ کتنا ہی غصہ کرتا تم کو ہرگز غصہ نہ آسکتا تھا۔ پس تم اس خیال فاسد کو اپنے دل سے نکال دو اور جیسا خدا نے تم کو بنا دیا ویسا ہی اپنے کو مرد سے چھوٹا سمجھو اور اس کے غصہ کے وقت زبان درازی کبھی نہ کرو۔

(حقوق البیت: ص ۵۱)

Brought To You By www.e-iqra.info

شوہر، بیوی کا باہمی رتبہ اور درجہ

اے عورتو! تمہارا رتبہ لونڈی سے بھی کم ہے اس لیے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر خدا کے سوا کسی غیر کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اور یہ نہیں فرمایا کہ (اگر سجدہ کی اجازت غیر اللہ کے لیے ہوتی تو باندی، لونڈی کو حکم دیتا کہ اپنے مولیٰ کو سجدہ کرے۔

معلوم ہوا کہ تمہارا مرتبہ (شوہر کے مقابلہ میں) لونڈی سے بھی کم ہے اور شوہر کا مرتبہ مالک سے بھی زیادہ ہے۔

مگر تمہاری حالت یہ ہے کہ خاوند سے دبنا عار (اور شرم کی بات) سمجھا جاتا ہے۔ تم ان احکام کو دین ہی نہیں سمجھتیں۔ دین کا بڑا شوق ہوگا تو وظائف اور سبحان اللہ الحمد للہ کی بہت سی تسبیح پڑھ ڈالیں گی۔ میں کہتا ہوں کہ وظائف کا مرتبہ تو ان سب سے پیچھے ہے۔ بڑی فضیلت اس میں ہے جس میں نفس کے خلاف ہو اور خاوند کے عظمت واحترام اور طاعت نفس کے خلاف ہے۔ اس لیے اس کی فضیلت زیادہ ہے۔ (اصلاح النساء حقوق الزوجین: ص ۱۹۰)

شوہر بمنزلہ پیر کے ہے

پیر مرید کی اصلاح کیا کرتا ہے لیکن ان (عورتوں) کے لیے بیعت کا پیر کافی نہیں کیونکہ وہ ہر وقت کیسے ساتھ رہ سکتا ہے ان کے لیے تو بیت (گھر کا پیر چاہیے یعنی گھر کا پیر جو گھر میں ہر وقت موجود ہے اور وہ کون ہے وہی گھر والا یعنی خاوند۔ یہ پیر اور (دوسرے) قسم کے پیروں سے بہتر اور افضل اور ان کے لیے زیادہ نفع بخش ہے اور اسی کا رتبہ بھی سب سے زیادہ ہے۔

یہ گھر کا پیر کیسا اچھا پیر ہے کہ دین کی درستگی بھی کرتا ہے اور کھانے پہننے کو بھی دیتا ہے۔ دین کا بھی ذمہ دار ہے اور دنیا کا بھی ہے۔ بیعت کے پیر میں یہ بات کہاں دنیا کا تو نفع ان سے کچھ ہے ہی نہیں بلکہ ان کو اور گھر سے نذرانے دینے پڑتے ہیں اور دین کا نفع بھی اتنا نہیں ہوسکتا جتنا خاوند سے ہوسکتا ہے۔ کیونکہ پیر صاحب سے اتنا ہی ہوسکتا ہے کہ جب کبھی ان سے کچھ پوچھا جائے تو بتادیں گے یا کبھی ان کے پاس جانا ہو تو کچھ اصلاح ہو جائے۔ سو اس کی نوبت برسوں میں کہیں آتی ہے خصوصاً عورتوں کے لیے اور خاوند تو ہر وقت پاس میں موجود ہے وہ بات بات کی نگرانی کرسکتا ہے۔

اسی لیے میں نے کہا کہ ان کے لیے بجائے بیعت کے پیر کے بیت کا پیر سب سے افضل ہے۔

اور بعض عورتوں کے لیے بجائے بیت کے بید (چھڑی) کا پیر بہت نافع ہے۔ یعنی جو عورتیں

Brought To You By www.e-iqra.info

مہذب اور شائستہ سمجھدار ہیں ان کے لیے تو بیت (گھر) کا پیر کافی ہے اور جو عورتیں غیر مہذب اور کم سمجھ بدتمیز ہیں ان کے واسطے بید (لکڑی) کا پیر ہونا چاہیے جو اعلیٰ ضرب ہے جس سے پٹائی ہوتی ہے۔ (التبلیغ: ص ۱۰۱ / ج ۷)

بیوی شوہر سے افضل ہو سکتی ہے یا نہیں؟ عورت کتنی ہی رتبہ والی ہو شوہر کی اطاعت ہر صورت میں لازم ہے

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مردوں کو عورتوں پر علی الاطلاق فضیلت ہے اور عورت مرد کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں۔ یہ غلط ہے بلکہ بعض باتوں میں مرد کے برابر ہے اور بعض باتوں میں مرد سے بڑھ سکتی ہے یعنی اعمال میں نماز روزہ کرے گی تو مرد سے زیادہ درجہ حاصل کر سکتی ہے۔

اور شریعت اللہ و رسول کے حکم کو کہتے ہیں، تو یوں کہو کہ اللہ و رسول کے سامنے خاوند کا حکم نہ مانا جائے گا اور اس حکم میں سب عورتیں برابر ہیں جس عورت کا پیر نہ ہو تب بھی وہی کرنا چاہیے جو اللہ و رسول کا حکم ہو۔

خلاصہ یہ کہ اللہ و رسول کا حق بیشک خاوند کے حق سے زیادہ ہے باقی اور کسی کا حق خاوند سے زیادہ نہیں۔ مگر چوں کہ اللہ و رسول کا حکم عوام کو خود نہیں معلوم ہو سکتا بلکہ علماء مشائخ کے واسطے سے معلوم ہوتا ہے تو مجازاً کہہ سکتے ہیں کہ احکام شریعہ اور دین کی باتوں میں پیر (علماء و مشائخ) کا حق خاوند سے زیادہ ہے۔

اور اگر خاوند کا حکم دین کے خلاف نہ ہو تو اب اس کے مقابلہ میں کسی کے حکم کو بھی ترجیح نہ ہوگی۔ خاوند کا حق سب سے زیادہ ہے۔ (التبلیغ: ص ۱۱۰ / ج ۷)

اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو عورت خاوند سے زیادہ دیندار ہو اس کو خاوند کی اطاعت اور تعظیم لازم نہ رہے گی۔ بلکہ خاوند کی اطاعت اور تعظیم ہر حال میں کرنا پڑے گی۔

کیوں کہ فضیلت کی دو حدیثیں ہیں ایک باعتبار زوجیت کے اس اعتبار سے عورت کو خاوند پر کسی طرح بھی فضیلت حاصل نہ ہوگی بلکہ اس حیثیت سے ہمیشہ خاوند ہی کو بیوی پر فضیلت ہے گو بیوی کے حقوق بھی شوہر پر ہیں، لیکن خاوند کو بہر حال فضیلت ہے۔

اور ایک فضیلت دین اور اعمال کے اعتبار سے ہے سو اس میں بیوی شوہر سے بڑھ سکتی ہے اور ممکن ہے کہ حق تعالیٰ کے یہاں اس کے حسنات اور درجات زیادہ ہوں کیوں کہ اس کا مدار اعمال

Brought To You By www.e-iqra.info

پر ہے مگر اس فضلیت کی وجہ سے بیوی خاوند کی مخدومہ نہیں بن سکتی بلکہ خادمہ ہی رہے گی۔
(التبلیغ: ص۱۴۹ ارج ۷)

خدااور رسول کے بعد سب سے زیادہ حق شوہر کا ہے

بیبیو! خوب سمجھ لو کہ دین کے کاموں اور شرعی احکام کے سوا باقی سب کاموں میں خاوند کا حق پیر سے زیادہ ہے۔ اگر خاوند کا حکم دین کے خلاف نہ ہو تو اب اس کے مقابلہ میں کسی کے حکم کو بھی ترجیح نہ ہوگی تو خاوند کا حق اللہ و رسول کے بعد سب سے زیادہ ہے۔

خاوند اگر ایک کام کا حکم کرے اور پیر اس کو اس لیے منع کرے کہ وہ شریعت کے خلاف ہے تو اس صورت میں تو خاوند کا حکم نہ مانا جائے گا۔ بلکہ پیر کا حکم مانا جائے گا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ شریعت کے حکم کو مانا جائے گا۔

شوہر کے اطاعت کی حدود اور اس کا ضابطہ

اگر عورت کا ہر معاملہ میں خاوند کی اطاعت کا حکم ہوتا تو بہت سے لوگ عبادت الٰہی سے محروم رہ جاتے جو انسان کی پیدائش کا اصل مقصد ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ اور ہم نے جنات اور انسانوں کو اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عبادت الٰہی مخلوق کی پیدائش کا اصلی مقصد ہے۔ لہٰذا ہر جگہ اس کو مقدم رکھا جائے۔ صحیح حدیث میں ہے" لا طاعته للمخلوق فی معصیته الخالق" (خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی کسی طرح تابعداری نہیں ہے۔) یعنی کسی مخلوق کا کسی قسم کا حکم ماننا جو خالق کے حکم کے خلاف ہو ہرگز جائز نہیں۔

(اگر کسی کے شوہر) کسی گناہ کا حکم دیں کہ فلاں گناہ کرو مثلاً فرمائیں کہ زکوٰۃ نہ دو یا (نماز نہ پڑھو) دینی تعلیم نہ کرو یا اور کوئی ایسی ہی بات کا حکم دیں تو اس صورت میں ان کا کہنا ماننا حرام ہے اور ان کی مخالفت فرض ہے جب کہ وہ کام ضروری ہو (یعنی فرض یا واجب یا سنت موکدہ ہو) جس سے وہ روکتے ہیں اور اگر کسی مستحب سے روکیں تو ان کے حکم کی تعمیل واجب ہے۔

(ازالۃ الرین عن حقوق الوالدین: ص۳۴)

آج کل بہت جگہ عورتوں کو فیشن کا بہت اہتمام ہو گیا ہے دوسری قوموں کی وضع (شکل وشباہت) بناتی ہیں بعض جگہ عورتیں خود ایسا نہیں کرتیں مگر مردان عورتوں کو اس پر مجبور کرتے ہیں مگر سمجھ لیجئے "لا طاعته للمخلوق فی معصیته الخالق" کہا کہ اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

پس عورتوں کو چاہیے کہ مردوں کے کہنے سے ایسا لباس ہرگز نہ پہنیں کیونکہ اس میں مردوں کے ساتھ (یا غیروں کے ساتھ تشبہ ہے۔ (حقوق الزوجین: ص ۳۴۴)

خلاصہ یہ کہ جائز اور مکروہ تنزیہی امور میں اس کی اطاعت کرسکتی ہے اور فرض واجب وسنت مؤکدہ اس کے کہنے سے نہیں چھوڑ سکتی۔ (ازالۃ الرین)

شوہر کے حقوق کا ضابطہ

بیوی کوئی مباح (اور جائز) کام ایسا نہیں کرسکتی جس میں خاوند کی خدمت وغیرہ میں خلل پڑے۔ دنیا میں بیوی پر خاوند کا جتنا حق ہے اتنا کسی کا کسی پر نہیں۔ جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے (متعدد احادیث ماقبل میں گزر چکی ہیں) لیکن شوہر کے ہر حکم کا ماننا ضروری نہیں۔ ہاں شوہر کا وہ حکم جس کے نہ کرنے سے اسے تکلیف ہو، اس کی خدمت کا حرج ہو۔ یا کسی کام کے کرنے سے ایسا ہو تو ضروری ہے کہ ایسے امور میں (بشرطیکہ وہ امور خلاف شرع نہ ہوں) خاوند کی تابعداری کرے اور اس کی خدمت میں کوتاہی نہ کرے اور کسی طرح اس کے حقوق میں کمی نہ کرے۔

(ازالۃ الرین)

بیوی کے ذمہ شوہر کے اہم ضروری حقوق

☆......بیوی کے ذمہ خاوند کی خدمت اور اس کی خواہش کو پورا کرنا لازم ہے اور فرض ہے۔

(ازالۃ الرین)

☆......ایک حق مرد کا یہ بھی ہے کہ اس کے پاس ہوتے ہوئے اس کی اجازت کے بغیر نفل روزے نہ رکھا کرے اور اس کی اجازت کے بغیر نفل نماز نہ پڑھا کرے۔ (بہشتی زیور)

☆......ایک حق یہ ہے کہ میاں کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر کہیں نہ جائے نہ عزیز رشتہ دار کے گھر نہ کسی غیر کے گھر۔ (بہشتی زیور: ص ۳۸ ج ۴)

☆......ایک حق اس کا یہ بھی ہے کہ اپنی صورت کو بگاڑ کر اور میلی کچیلی (گندی پھوہڑ) نہ رہا کرے بلکہ بناؤ سنگار سے رہا کرے یہاں تک کہ اگر مرد کے کہنے پر بھی عورت بناؤ سنگار نہ کرے تو مرد کو مارنے کا اختیار ہے۔

مردوں کو دیندار بنانا بھی عورتوں کی ذمہ داری ہے

عورتیں دینی حقوق میں ایک کوتاہی یہ کرتی ہیں مرد کو جہنم کی آگ سے بچانے کا اہتمام نہیں

Brought To You By www.e-iqra.info

کرتیں یعنی اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتیں کہ مرد ہمارے واسطے حلال وحرام میں مبتلا ہے اور کمانے میں رشوت وغیرہ سے احتراز نہیں کرتا اس کو سمجھائیں کہ تم حرام آمدنی مت لیا کرو۔ ہم حلال ہی میں اپنا گزارا کرلیں گے۔ علیٰ ہذا (اسی طرح) اگر مرد نماز نہ پڑھتا ہو تو اس کو بالکل نصیحت نہیں کرتیں حالانکہ اپنی غرض کے لیے اس سے سب کچھ کرا لیتی ہیں۔

اگر عورت مرد کو دیندار بنانا چاہے تو اس کو کچھ مشکل نہیں مگر اس کے لیے ضرورت اس کی ہے کہ پہلے تم دیندار بنو نماز اور روزہ کی پابندی کرو، پھر مرد کو نصیحت کرو تو ان شاء اللہ اثر ہوگا۔

اگر عورت ذرا بھی مضبوطی (اور ہمت) اختیار کرے تو مرد کو بجبوری متقی بننا پڑے بہت سی مثالیں ایسی موجود ہیں کہ عورتوں نے مردوں پر زور دیا کہ اگر تم رشوت نہ چھوڑو گے (زکاۃ نہ دو گے نماز نہ پڑھو گے) تم ہم تمہاری کمائی نہیں کھائیں پییں گے۔ ادھر مرد عورت کا عشق ومحبت کا تعلق ادھر اس خلوص کی برکت اس مجموعہ کا اثر یہ ہوا کہ مردوں کو رشوت سے توبہ کرنا پڑی۔

(اصلاح انقلاب :ص ۱۸۴)

عورت کے ذمہ شوہر کے حقوق یہ ہیں

☆...... ہر امر میں اس کی اطاعت کرنا بشرطیکہ معصیت نہ ہو۔

☆......اس کے مقدور (حیثیت) سے زیادہ نان نفقہ طلب نہ کرنا.

☆......اس کے اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں نہ آنے دینا۔

☆......اس کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلنا۔

☆......اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے کسی کو کوئی چیز نہ دینا۔

☆......اس کی اجازت کے بغیر نفل نماز نہ پڑھنا اور نفل روزہ نہ رکھنا۔

☆......اگر صحبت کے لیے بلائے تو شرعی مانع (حالت حیض ونفاس) کے بغیر اس سے انکار نہ کرنا۔

☆......اپنے خاوند (شوہر) کو اس کے افلاس (غربت) یا بدصورتی کی وجہ سے حقیر نہ سمجھنا۔

☆...... اگر کوئی امر خلاف شرع خاوند میں دیکھے تو ادب سے منع کرنا۔

☆......اس کا نام لے کر نہ پکارنا۔

☆......کسی کے روبرو خاوند کی شکایت نہ کرنا۔

☆......اس کے روبرو (آمنے سامنے) زبان درازی نہ کرنا۔

☆...... اس کے اقارب (رشتہ داروں) سے تکرار (لڑائی جھگڑا و بحث مباحثہ) نہ کرنا۔ (وقس ذلک)

Brought To You By www.e-iqra.info

جانبین کے حقوق بہت ہیں اس وقت ذہن میں جو مستحضر تھے لکھ دیئے۔

هذا ما اخذت من احياء العلوم وغيره۔ (امداد الفتاویٰ: ص ۱۸۶ سوال نمبر ۲۷۸)

شوہر بیوی کے حقوق کا خلاصہ

شوہر کے ذمہ یہ حقوق ہیں۔

☆......اپنی وسعت کے موافق اس کے نان ونفقہ میں دریغ نہ کرے۔

☆......ان کو دینی مسائل سکھلاتا رہے اور نیک عمل کی تاکید کرتا رہے۔

☆......اس کے محارم اقارب (قریبی رشتہ داروں) سے کبھی کبھی اس کو ملنے دیا کرے۔

☆......اس کی غلطیوں پر صبر وسکوت کرے اگر کبھی تنبیہ کی ضرورت ہو توسط (یعنی اعتدال) کا لحاظ رکھے (زیادہ سختی نہ کرے)

بیوی کے ذمہ یہ حقوق ہیں

☆......اس کی اطاعت اور ادب وخدمت دلجوئی ورضا جوئی پورے طور سے بجالائے البتہ ناجائز امر میں عذر کردے۔

☆......اس کی گنجائش سے زیادہ اس پر فرمائش نہ کرے۔

☆......اس کا مال اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔

☆......اس کے رشتہ داروں کے ساتھ سختی نہ کرے جس سے شوہر کو رنج پہنچے۔ بالخصوص شوہر کے ماں باپ کو اپنا مخدوم (اور بڑا) سمجھ کر ادب وتعظیم) سے پیش آئے۔ (حقوق الاسلام: ص ۱۴)

شوہر کی اطاعت سے متعلق چند ضروری مسائل

خاوند کی موجودگی میں نفلی عبادت کا حکم

اگر خاوند مکان پر موجود ہو تو نفلی روزہ نماز اس کی اجازت کے بغیر نہ کرے۔

اس لیے کہ شاید اس کی خدمت میں اس کی وجہ سے کوتاہی ہو جائے۔ ہاں اس کی اجازت سے پڑھے۔ حدیث شریف میں مکان موجود ہونے کی قید آئی ہے اگر باہر ہو (سفر وغیرہ میں) تو بغیر اجازت کے بھی کوئی مضائقہ نہیں۔

اور اسی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جو امور (باتیں) خاوند کے حقوق میں خلل انداز ہوں ان کا کرنا اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔ (ازالۃ الرین عن حقوق الوالدین: ص ۸۴)

Brought To You By www.e-iqra.info

شوہر کی اجازت کے بغیر کسی بزرگ سے بیعت ہونا

شوہر کی اجازت کے بغیر کسی بزرگ سے بیعت ہونا جائز ہے۔ ہاں اگر کسی فساد کا اندیشہ ہو تو اس فساد کو رفع (ختم) کرنے کی وجہ سے یہ جائز ہے کہ بیعت نہ ہو۔ مثلاً خاوند منع کرے کہ تو بیعت نہ ہو اور وہ بیعت ہونا چاہتی ہے تو اگر باہمت ہو تو اللہ کے بھروسہ پر بیعت ہو جائے، لیکن اگر کوئی رنج یا تکلیف اس وجہ سے پیش آئے تو صبر کرے۔ ناشکری نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں کو طرح طرح کی تکلیفیں پیش آتی ہیں۔ آخرت میں ایسے لوگوں کا بڑا درجہ ہے۔ (حوالہ مذکورہ بالا)

شوہر کے حکم سے مکروہ تنزیہی کا ارتکاب

اور یہی حکم ان کاموں کا ہے جو مکروہ تنزیہی ہیں اور خاوند ان کے کرنے کو کہے (یعنی اگر باہمت ہو تو وہ کام نہ کرے ورنہ کرلے) اور اگر کسی گناہ کا حکم دیں کہ فلاں گناہ کرو (مثلاً یہ کہ زکوٰۃ نہ دو۔ (فرض نماز ادا نہ ادا کرو۔ نامحرموں سے پردہ نہ کیا کرو غیر وغیرہ) تو اس صورت میں ان کا کہنا ماننا حرام ہے اور ان کی مخالفت فرض ہے اور اگر کسی مستحب کام سے روکیں تو ان کے حکم کی تعمیل واجب ہے۔ (ازالۃ الرین)

کسی رشتہ دار یا ساس کی خدمت کرنے میں شوہر کی بات ماننا ضروری ہے یا نہیں؟

اگر شوہر اپنے رشتہ دار کا یا کسی غیر کا کوئی جائز کام اپنی عورت سے بغیر کسی مجبوری کے کروائے تو اس کا کرنا عورت کا ذمہ ضروری نہیں۔ مثلاً کسی کے لیے روٹی پکوائے۔ یا کپڑا سلوائے یا کوئی ایسا ہی کام کرائے۔ (البتہ) اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کرائے تو چونکہ اس کام کے نہ کرنے میں خاوند کو تکلیف ہوگی اس لیے ضروری ہے کہ کردے۔ (ازالۃ الرین: ص ۴۹)

بعض آدمی اس کو بڑی سعادت مندی سمجھتے ہیں کہ بیوی کو اپنی ماں کا محکوم و مغلوب بنا کر رکھیں اور اس کی وجہ سے بیبیوں پر بڑے بڑے ظلم ہوتے ہیں سو سمجھ لینا چاہیے کہ بیوی پر فرض نہیں کہ ساس کی خدمت کیا کرے۔ تم سعادت مند ہو تو خود خدمت کرو۔ خدمت کے لیے نوکر لاؤ۔

(اصلاح انقلاب: ص ۱۸۸ ج ۲)

Brought To You By www.e-iqra.info

عورت اپنی مرضی سے کسی اجنبی مرد کا کام کر سکتی ہے یا نہیں؟

اگر عورت کسی غیر محرم کا بغیر سخت مجبوری کے کپڑا سیئے تو اگر وہ شخص اچھا دیندار ہے اور کوئی فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو کوئی گناہ نہیں اور اگر وہ شخص بد دین اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو سینا درست نہیں بعض بدچلن لوگ سلائی (کڑھائی) دیکھ کر لذت حاصل کرتے ہیں۔ (ازالۃ الرین: ص ۴۹)

جائز موقع پر مال خرچ کرنے سے منع کرے تو اس کی اطاعت واجب نہیں

اگر خاوند عورت کے مملوک مال میں جائز موقع میں خرچ کرنے سے روکے تو عورت کو اس کے حکم کی تعمیل واجب نہیں جب کہ بغیر کسی شرعی وجہ کے روکے۔

لیکن یہ ضروری ہے کہ آپس میں فساد (اور نا اتفاقی) کرنا اچھا نہیں اس لیے حتی الامکان خوب موافقت سے رہنا چاہیے۔

بعض شوہر چونکہ دیندار نہیں ہوتے اس وجہ سے ایسے موقعوں پر مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ ایسے فساد (اور اختلاف) سے بچنے کے جائز اور مکروہ تنزیہی امور اطاعت کر سکتی ہے۔ ہاں فرض واجب وسنت مؤکدہ کو اس کے کہنے سے نہیں چھوڑ سکتی۔ (ازالۃ الرین: ص ۴۸)

ایک ضروری مسئلہ

خاوند اور بیوی کا مال شرعاً جدا جدا سمجھا جاتا ہے جس چیز کی خرید وفرخت اور ہر قسم کے تصرف کا حق بیوی کو حاصل ہو وہ مال اس کی ملک ہوگا اور جس مال پر اسی طرح شوہر کا تصرف ہو تو وہ مال شوہر کا ہے خلط ملط اور گڑبڑ کرنے سے اگر مال نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ وغیرہ ساقط نہ ہوگی۔ پس اگر خاوند کہے کہ میرا اور تیرا ایک معاملہ ہے تو زکوۃ نہ ادا کر۔ تو ہرگز اس کی بات نہ مانے کیونکہ اس میں خدا کے حکم کی مخالفت ہے اور کسی مخلوق کی اطاعت اللہ کی مخالفت میں جائز نہیں لوگ اس میں کوتاہی کرتے ہیں۔ (ازالۃ الرین: ص ۴۷)

شوہر کے واسطے زینت اختیار کرنا شوہر کا حق ہے

شریعت کا حکم ہے کہ عورت کو شوہر کے لیے خوب زیب وزینت کرنا چاہیے اس صورت میں اس کو زینت کرنے سے ثواب ملتا ہے۔

آج کل عورتوں کی یہ حالت ہے کہ شوہر کے سامنے تو بھنگنوں کی طرح (گندی میلی کچیلی)

Brought To You By www.e-iqra.info

رہتی ہیں اور کہیں برادری میں جاتی ہیں تو سر سے پیر تک آراستہ ہوتی ہیں اور اگر کوئی بیچاری شوہر کے خاطر زینت کرے تو اس کو نکو بتاتی ہیں کہ ہائے اسے ذرا بھی حیاء و شرم نہیں یہ اپنے شوہر کے واسطے کیسے چوچلے کرتی ہے۔

افسوس جس جگہ زینت کا حکم تھا وہاں تو اس طعن ہوتا ہے اور جہاں ممانعت ہے وہاں اہتمام کیا جاتا ہے۔ جب شوہر زینت اختیار کرنے کو کہے تو دولہن کو خراب وخستہ رہنے کا کیا حق ہے۔

(خیر الارشاد التبلیغ: ص ۵۹ / ج ۱۴)

عورتوں کی زبردست غلطی

یہ عجیب بات ہے کہ عورتیں گھر میں تو بھنگنوں اور ماماؤں (نوکرانیوں) کی طرح رہیں اور ڈولی (رکشا وغیرہ) آتے ہی بن سنور کر بیگم صاحب بن جائیں۔

ہر چیز کی کوئی غرض وغایت ہوتی ہے کوئی ان سے پوچھے کہ اچھے کپڑے پہننے کی غرض وغایت کیا ہے؟ صرف غیروں کو دکھانا ہی اس کی غرض وغایت ہے؟

تعجب ہے کہ جس کے واسطے یہ کپڑے بنے اور جس کے دام لگے اس کے سامنے تو کبھی نہ پہنے جائیں اور غیروں کے سامنے پہنے جائیں۔ یہ باتیں ذرا شرم کی ہیں۔ مگر ضرورت کی وجہ سے اصلاح کے لیے کہی جاتی ہیں۔

حیرت ہے کہ خاوند سے کبھی سیدھے منہ نہ بولیں کبھی اچھا کپڑا اس کے سامنے نہ پہنیں اور دوسرے کے گھروں میں جائیں تو شیریں زبان بھی بن جائیں اور کپڑے بھی ایک سے ایک بڑھے چڑھے پہن کر جائیں۔ کام آئیں غیروں کے اور دام لگیں خاوند کے یہ کون سا انصاف ہے؟

(دواء العیوب التبلیغ: ص ۹۱ / ج ۴)

ایک اہم فتویٰ

ماں باپ کی رعایت میں بیوی کو خرچ نہ دینے یا ان کو تنگ کرنے کا شرعی حکم جو امر شرعاً واجب ہو اور ماں باپ اس سے منع کریں اس میں ان کی اطاعت جائز بھی نہیں واجب ہونے کا تو کیا احتمال۔ مثلاً اس شخص کے پاس مالی وسعت اس قدر کم ہے کہ اگر ماں باپ کی خدمت کرے تو بیوی بچوں کو تکلیف ہونے لگے تو اس شخص کو جائز نہیں کہ بیوی بچوں کو تکلیف دے اور ماں باپ پر خرچ کرے۔

اور مثلاً بیوی کا حق ہے کہ وہ شوہر کے ماں باپ سے جدا رہنے کا مطالبہ کرے۔ پس اگر وہ

Brought To You By www.e-iqra.info

اس کی خواہش کرے اور ماں باپ اس کو ساتھ رکھنا چاہیں تو شوہر کو جائز نہیں کہ اس حالت میں بیوی کو ان کے ساتھ رکھے۔ بلکہ واجب ہوگا کہ اس کو جدا رکھے۔ (امدادی الفتاوی)

عورت کو گھر میں اپنے شوہر کے سامنے کیسے رہنا چاہیے

ایک بزرگ عورت اللہ کی مقبول بندی کی حکایت

ایک بزرگ بی بی کا قصہ ہے کہ وہ ہر رات کو عشاء کی نماز کے بعد خوب زینت کرتیں، عمدہ لباس پہنتیں، زیور سے آراستہ ہو کر کنگھی سرمہ لگاتیں اور اس حالت میں شوہر کے پاس آکر ان سے دریافت کرتیں کہ آپ کو میری حاجت ہے؟ اگر وہ کہتے کہ ہاں تو ان کے پاس کچھ دیر لیٹ جاتیں اور اگر ہو، کہتے کہ مجھے حاجت نہیں تو پھر کہتیں کہ اچھا اب مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اپنے خدا کے ساتھ مشغول ہوں۔ چنانچہ شوہر کی اجازت کے بعد وہ اپنا لباس اور زیور وغیرہ اتار کر رکھ دیتیں اور سادہ لباس پہن کر تمام رات عبادت کرتیں۔

دیکھیے یہ بزرگ بی بی ایک وقت میں کیسی زینت کرتیں اور دوسرے وقت کمبل اور ٹاٹ میں رہتیں۔ اب اگر کوئی زینت کے وقت ان کو دیکھا تو یہی کہتا کہ یہ کیسی بزرگ ہیں جو اس قدر زیب و زینت کا اہتمام کرتی ہیں، مگر کسی کو کیا خبر کہ وہ کس لیے زینت کرتی تھیں وہ نفس کی خواہش کے لیے ایسا نہ کرتی تھیں چونکہ شریعت کا حکم ہے کہ عورت کو شوہر کے لیے خوب زیب و زینت کرنا چاہیے (اس لیے کرتی تھیں) اس صورت میں اس کو زینت کرنے سے ثواب ملتا ہے۔

وہ بزرگ بی بی حکم شرعی کے تابع تھیں جہاں شریعت کا حکم تھا وہاں خوب زینت کرتیں کیونکہ جب شوہر زینت کو کہے تو دولہن کو خستہ و خراب رہنے کا کیا حق ہے۔ مگر جب شوہر کو کچھ غرض نہ ہوتی تو وہ اپنے نفس کے لیے زینت کا اہتمام نہ کرتی تھیں کاملین (اللہ والے) زینت اور ترک زینت میں حکم کے تابع ہوتے ہیں وہ اپنے نفس کے لیے کچھ نہیں کرتیں۔ (التبلیغ: ص ۵۹، ج ۱۴)

......☆☆☆☆☆......

Brought To You By www.e-iqra.info

باب:٦

اپنے شوہر کے ساتھ نباہ کا طریقہ اور ضروری دستورالعمل

عورت کے لیے ضروری ہدایات اور نصیحتیں

سمجھ دار بیویوں کو تو کچھ بتلانے کی کوئی ضرورت نہیں وہ خود ہی ہر بات کے نیک و بد (اچھا براہونے) کو دیکھ لیں گی، لیکن پھر بھی ہم بعض ضروری باتیں بیان کرتے ہیں۔ جب تم ان کو خوب سمجھ لوگی تو اور باتیں بھی اسی سے معلوم ہو جایا کریں گی۔ (بہشتی زیور: ص۳۹؍ج۴)

اتحاد و اتفاق اور اطاعت وفرمانبرداری کی ضرورت

خوب سمجھ لو میاں بیوی کا ایسا رشتہ ہے کہ ساری عمر اسی میں بسر کرنا ہے۔ اگر دونوں کا دل ملا رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور اگر خدانخواستہ دلوں میں فرق آگیا تو اس بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے شوہر کا دل ہاتھ میں لیے رہو اور اس کے آنکھ کے اشارے پر چلا کرو۔ اگر وہ حکم کرے کہ رات بھر ہاتھ باندھے کھڑی رہو تو دنیا وآخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ دنیا کی تھوڑی سی تکلیف گوارا کر کے آخرت کی بھلائی اور سرخروئی حاصل کرو۔ کسی وقت کوئی بات ایسی نہ کرو جو اس کے مزاج کے خلاف ہو۔ اگر وہ دن کو رات بتائے تو تم بھی دن کو رات بتانے لگو۔ (بہشتی زیور)

شوہر کے مزاج کی رعایت اور اس کے ادب واحترام کی ضرورت

ہر وقت مزاج دیکھ کر بات کرو۔ اگر دیکھو کہ اس وقت ہنسی اور دل لگی میں خوش ہے تو ہنسی دل لگی کرو اور نہیں تو ہنسی دل لگی نہ کرو جیسا مزاج دیکھو ویسی بات کرو۔

اور خوب سمجھ لو کہ میاں بیوی کا تعلق خالی خولی محبت کا نہیں ہوتا بلکہ محبت کے ساتھ میاں کا ادب کرنا بھی ضروری ہے۔ میاں کو اپنے برابر درجہ میں سمجھنا بڑی غلطی ہے۔

شوہر سے ہرگز کوئی کام مت لو۔ اگر وہ محبت میں آکر کبھی ہاتھ یا سر دبانے لگے تو تم نہ کرنے دو بھلا سوچو اگر تمہارا باپ ایسا کرے تو کیا تم کو گوارا ہوگا؟ پھر شوہر کا رتبہ تو باپ سے بھی زیادہ ہے۔ اٹھنے بیٹھنے میں بات چیت کرنے میں غرض کہ ہر بات میں ادب وتمیز کا خیال رکھو۔
(بہشتی زیور: ص۴۰)

Brought To You By www.e-iqra.info

شوہر کی حیثیت سے زیادہ کسی چیز کی فرمائش نہ کرو

شوہر کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگو جو کچھ ملے اپنا گھر سمجھ کر چٹنی روٹی کھا کے بسر کر لو۔ اگر کبھی کوئی کپڑا یا زیور پسند آیا تو اگر شوہر کے پاس خرچ نہ ہو تو اس کی فرمائش نہ کرو نہ اس کے نہ ملنے پر حسرت (آفسوس) کرو بالکل منہ سے بھی نہ نکالو۔ خود سوچو اگر تم نے کہا تو وہ اپنے دل میں کہے گا کہ اس کو ہمارا کچھ خیال نہیں کہ ایسی بے موقع فرمائش کرتی ہے۔

بلکہ شوہر اگر مال دار ہو تب بھی جہاں تک ہو سکے خود کسی بات کی فرمائش ہی نہ کرو۔ بلکہ وہ خود پوچھے کہ تمہارے واسطے کیا لائیں تو خیر بتلا دو۔ (لیکن از خود فرمائش نہ کرو کیونکہ فرمائش کرنے سے آدمی نظروں سے گھٹ جاتا ہے اور اس کی بات کی ہیٹی ہو جاتی ہے۔ (بہشتی زیور: ص ۳۹)

شوہر کے سفر سے واپسی میں ضروری ہدایات و آداب

(تمہارے شوہر) جب کبھی پردیس سے (یعنی سفر سے) واپس آئیں تو مزاج پوچھو خیریت دریافت کرو کہ وہاں کس طرح رہے، تکلیف تو نہیں ہوئی۔ ہاتھ پاؤں پکڑ لو کہ تھک گئے ہوگے۔ بھوکا ہو تو روٹی پانی کا انتظام کرو۔ گرمی کا موسم ہو تو پنکھا جھل کر ٹھنڈا کرو۔ غرض یہ کہ اس کی راحت و آرام کی باتیں کرو۔ روپے پیسے کی باتیں ہر گز نہ کرنے لگو۔ کہ ہمارے واسطے کیا لائے۔ کتنا خرچ لائے۔ خرچ کا بٹوا (بیگ، کہاں ہے۔ دیکھیں کتنا ہے؟ جب وہ خود دیں تو لے لو۔ یہ حساب نہ پوچھو کہ تنخواہ تو بہت ہے اتنے مہینے میں بس اتنا ہی لائے تم بہت خرچ کر ڈالتے ہو۔ کیا کر ڈالا۔ کبھی خوشی کے وقت سلیقہ کے ساتھ باتوں باتوں میں پوچھ لو تو خیر اس کا کچھ حرج نہیں۔

(بہشتی زیور: ص ۴۰)

شوہر کے لائے ہوئے سامان کی قدر و منزلت اور ناشکری کی مذمت

اگر (تمہارا شوہر) تمہارے لیے کوئی چیز لائے تو پسند آئے یا نہ آئے ہمیشہ اس پر خوشی ظاہر کرو۔ یہ نہ کہو کہ یہ چیز بری ہے ہم کو پسند نہیں ہے۔ اس سے اس کا دل ٹوٹ جائے گا اور پھر کبھی کچھ لانے کو جی نہ چاہے گا۔

اور اگر اس کی تعریف کر کے خوشی سے لے لو گی تو دل اور بڑھے گا اور پھر اس سے زیادہ چیز لائے گا۔

کبھی غصہ میں آکر خاوند کی ناشکری نہ کرو اور یوں نہ کہنے لگو کہ اس گھر میں آکر میں نے دیکھا

Brought To You By www.e-iqra.info

کیا بس ساری عمر مصیبت بھری اور تکلیف ہی سے کٹی میرے باپ دادا نے میری قسمت پھوڑ دی مجھے ایسی مصیبت میں پھنسا دیا۔ ایسی آگ جھونک دیا۔

ایسی باتوں سے پھر دل میں جگہ نہیں رہتی حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں نے دوزخ میں عورتیں بہت دیکھیں کسی نے پوچھا، یا رسول اللہ! دوزخ میں عورتیں کیوں زیادہ جائیں گی۔؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ لعنت بہت کیا کرتی ہیں۔ تو خیال کرو یہ ناشکری کتنی بری چیز ہے۔" (بہشتی زیور: ص ۳۹)

گھر اور شوہر کے سامان کی نگہداشت تہذیت وسلیقہ کی ضرورت

شوہر کی چیزوں کو خوب سلیقہ اور تہذیب سے رکھو۔ رہنے کا کمرہ صاف رکھو گندہ نہ رہے۔ بستر میلا کچیلا نہ ہو۔ شکن نکال ڈالو۔ تکیہ میلا ہو گیا ہو تو غلاف بدل ڈالو نہ ہو تو سی ڈالو۔

جب خود اس نے کہا اور اس کے کہنے پر تم نے کیا تو اس میں بات کیا رہی۔ لطف تو اسی میں ہے کہ بغیر کہے ہوئے سب چیزیں ٹھیک کر دو۔ جو چیزیں تمہارے پاس رکھی ہوں ان کی حفاظت سے رکھو۔ کپڑے ہوں تو تہہ کر کے رکھو۔ یوں ہی اِدھر اُدھر نہ ڈالو۔ کہیں قرینہ سے رکھو۔ کبھی کسی کام میں حیلہ حوالہ نہ کرو۔ نہ کبھی جھوٹی باتیں بناؤ کہ اس کی وجہ سے اعتبار جاتا رہتا ہے پھر کبھی سچی بات کا بھی یقین نہیں آتا۔ (بہشتی زیور: ص ۴۱)

ضد اور ہٹ دھرمی اور بدزبانی سے احتراز

کم فہمی اور انجام نہ سوچنے کی وجہ سے بعض بیویاں ایسی باتیں کر بیٹھتی ہیں جس سے مرد کے دل میں میل آجاتا ہے کہیں بے موقع زبان چلا دی۔ کوئی طعن و تشنیع کی کہہ ڈالی۔ غصہ میں جلی کٹی باتیں کہہ دیں کہ خواہ مخواہ سن کر برا لگے۔ پھر جب اس کا دل پھر گیا تو روتی پھرتی ہیں۔

یہ خوب سمجھ لو کہ دل پر میل آجانے کے بعد اگر دو چار دن میں تم نے کہہ سن کر منا بھی لیا تب بھی وہ بات نہیں رہتی جو پہلے تھی۔ پھر ہزار باتیں بناؤ عذر معذرت کرو لیکن جیسا پہلے دل صاف تھا اب ویسی محبت نہیں رہتی۔ جب کوئی بات ہوتی ہے تو یہی خیال آجاتا ہے کہ یہ وہی ہے جس نے فلانے فلانے دن ایسا کہا تھا اس لیے اپنے شوہر کے ساتھ خوب سوچ سمجھ کر رہنا چاہیے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی خوشی ہو اور تمہاری دنیا آخرت دونوں درست ہوں۔

دیکھو کبھی کسی بات پر ضد اور ہٹ دھرمی نہ کرو اور اگر کوئی بات تمہارے خلاف بھی ہو تو اس

Brought To You By www.e-iqra.info

وقت جانے دو۔ پھر کسی دوسرے وقت مناسب طریقہ سے طے کر لینا۔
اگر میاں کے یہاں تکلیف سے گزرے تو کبھی زبان پر نہ لاؤ ہمیشہ خوشی ظاہر کرتی رہو نا کہ مرد کو رنج نہ پہنچے اور تمہارے اس نباہ کرنے اس کا دل بس تمہاری مٹھی میں ہو جائے۔

(بہشتی زیور: ص ۳۹/ ج ۴)

شوہر کے غصہ اور ناراضگی میں عورت کو کیا کرنا چاہیے؟

(تمہارا شوہر اگر) کسی بات پر تم سے خفا ہو کر روٹھ گیا ہو تو تم بھی منہ پھلا کر نہ بیٹھ رہو بلکہ خوشامد کر کے عذر معذرت کر کے ہاتھ جوڑ کے جس طرح بنے اس کو منالو چاہے تمہارا قصور نہ ہو شوہر ہی کا قصور ہو تب بھی تم ہر گز نہ روٹھو اور ہاتھ جوڑ کر قصور معاف کرانے کو اپنا فخر اور اپنی عزت سمجھو۔

اور اگر خود تمہارا ہی قصور ہو تو ایسے وقت خفا ہو کر الگ بیٹھنا تو اور بھی پوری بیوقوفی اور نادانی ہے۔ ایسی باتوں سے دل پھٹ جاتا ہے۔

شوہر کو اگر کسی بات پر غصہ آ گیا ہو تو ایسی بات مت کہو کہ غصہ اور زیادہ ہو جائے۔

اور اگر غصہ میں کبھی کچھ برا بھلا کہے تو تم ضبط (برداشت) کرو اور بالکل جواب نہ دو چاہے وہ کچھ کہے تم چپکی بیٹھی رہو۔ غصہ اترنے کے بعد دیکھنا خود شرمندہ ہوگا اور تم سے کتنا خوش رہے گا اور پھر کبھی ان شاء اللہ تعالیٰ تم پر غصہ نہ ہوگا اور اگر تم بھی بول اٹھیں تو بات بڑھ جائے گی پھر نہ معلوم نوبت کہاں تک پہنچے۔ (بہشتی زیور: ص ۴۱)

شوہر کا اگر کسی اجنبی لڑکی یا عورت سے غلط تعلق ہو

ذرا ذرا سے شبہ پر تہمت مت لگاؤ کہ تم فلانی کے ساتھ بہت تکا کرتے ہو۔ وہاں زیادہ جایا کرتے ہو۔ وہاں بیٹھے کیا کرتے ہو۔

اس میں اگر مرد بے قصور ہو تو تم خود ہی سوچو کہ اس کو کتنا برا لگے گا اور اگر سچ مچ اس کی عادت ہی خراب ہے تو یہ خیال کرو کہ تمہارے غصہ کرنے بکنے جھکنے سے کوئی دباؤ ڈال کر زبردستی کرنے سے تمہارا ہی نقصان ہے۔ اپنی طرف سے دل میلا کرنا ہو تو کر الو، ان باتوں سے کہیں عادت چھوٹتی ہے؟ عادت چھڑانا ہو تو عقل مندی سے رہو تنہائی میں چپکے سے سمجھاؤ بجھاؤ۔ جس دن سے میاں کو اللہ نے ہدایت دی اس دن سے بس بیوی کے غلام ہی ہو جائیں گے اور اگر سمجھانے اور تنہائی میں غیرت دلانے سے بھی عادت نہ چھوٹے تو خیر صبر کر کے بیٹھی رہو۔ لوگوں کے سامنے

Brought To You By www.e-iqra.info

گاتی مبت پھر واور اس کو رسوانہ کرو۔ نہ گرم ہو کر اس کو زیر کرنا چاہو کہ اس میں اور زیادہ ضد ہو جاتی ہے اور غصہ میں آ کر اور زیادہ کرنے لگتا ہے۔ اگر غصہ کرو گی اور لوگوں کے سامنے بک جھک کرکے رسواء کرو گی تو جتنا تم سے بولتا تھا اتنا بھی نہ بولے گا۔ پھر اس وقت روتی پھرو گی۔ (بہشتی زیور)

شوہر کو تابع کرنے کی تدبیر

یہ خوب یاد رکھو کہ مردوں کو خدا نے شیر بنایا ہے دباؤ اور زبردستی سے ہرگز تابع نہیں ہو سکتے ان کے زیر کرنے (اور تابع کرنے) کی بہت آسان ترکیب خوشامد اور تابعداری ہے۔ ان پر غصہ کر کے دباؤ ڈالنا بڑی غلطی اور نادانی ہے اگرچہ اس کا انجام ابھی سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن جب فساد کی جڑ پڑ گئی تو کبھی نہ کبھی ضرور اس کا خراب نتیجہ پیدا ہو گا۔ (بہشتی زیو: ص ۴۱)

سسرال میں رہنے کا طریقہ

خاندان کے ساتھ مل جل کر رہو۔ اپنا معاملہ شروع سے ادب ولحاظ کا رکھو چھوٹوں پر مہربانی اور بڑوں کا ادب کیا کرو۔ اپنا کوئی کام دوسروں کے ذمہ نہ رکھو اور اپنی کوئی چیز پڑی نہ رہنے دو کہ فلانی اس کو اٹھالے گی جو کام ساس، نند کرتی ہیں تم اس کے کرنے سے عار نہ کرو۔ تم خود بے کیے ان سے لے لو اور کر دو۔ اس سے ان لے دلوں میں تمہاری محبت پیدا ہو جائے گی۔ جب دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان سے الگ ہو جاؤ اور اس کی ٹوہ مت لگاؤ کہ آپس میں کیا باتیں ہوتی تھیں اور خواہ مخواہ یہ خیال نہ کرو کہ ہماری باتیں ہوتی ہوں گی۔

یہ بھی ضرور خیال نہ رکھو کہ سسرال میں بے ادبی سے مت رہو اگرچہ نیا گھر نئے لوگ ہونے کی وجہ سے جی نہ لگے، لیکن جی کو سمجھانا چاہیے نہ کہ وہاں رونے بیٹھ گئیں۔

اور جب دیکھو بیٹھی رو رہی ہیں۔ جائے دیر نہیں ہوئی اور آنے کا تقاضہ شروع کر دیا۔

بات چیت میں خیال رکھو نہ تو آپ ہی آپ اتنا بک بک کرو جو بری لگے۔ نہ اتنی کم کہ خوشامد کے بعد بھی نہ بولو کہ یہ بھی برا اور غرور سمجھا جاتا ہے اگر سسرال میں کوئی بات بری اور ناگوار لگے تو میکے میں آ کر چغلی اور شکایت نہ کرو۔ سسرال کی ذرا ذرا سی بات آ کر ماں سے کہنا اور ماں کا کھود کھود کر پوچھنا بڑی بری بات ہے اسی سے لڑائیاں ہوتی ہیں جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

اگر شوہر کے ماں باپ زندہ ہوں اور وہ روپیہ پیسہ سب ان ہی کو دے تمہارے ہاتھ پر نہ رکھے تو کچھ برا نہ مانو۔ بلکہ اگر تم کو دے بھی تب بھی عقلمندی کی بات یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ میں نہ

www.e-iqra.info

Brought To You By www.e-iqra.info

لواور یہ کہو کہ ان ہی کو دیں تا کہ ان کا دل میلا نہ ہو اور تم کو برا نہ کہیں کہ بہو نے لڑکے کو اپنے پھندے میں کرلیا۔ (بہشتی زیور: ص ۴۰)

ساس ونندوں کے ساتھ اتحاد واتفاق اور حسن سلوک

قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے نسب کے ساتھ علاقہ مصاہرۃ (سسرالی رشتہ) کو بھی ذکر فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سسر کا بھی کسی قدر حق ہوتا ہے۔ اس لیے ان تعلقات میں بھی احسان واخلاق کی رعایت کسی قدر خصوصیت کے ساتھ رکھنا چاہیے۔ (حقوق الاسلام: ص ۱۵)

جب تک سسر اور ساس زندہ رہیں ان کی خدمت کو ان کی تابعداری کو فرض جانو اسی میں اپنی عزت سمجھو اور ساس نندوں سے الگ ہو کر رہنے کی ہرگز فکر نہ کرو کہ ساس نندوں سے بگاڑ ہو جانے کی یہی جڑ ہے۔ خود سوچو کہ ماں باپ نے اس کو پالا پوسا اور اب بڑھاپے میں اس آسرے پر اس کی شادی (بیاہ) کیا کہ ہم کو آرام ملے اور جب بہو آتی تو گھر آتے ہی یہ فکر کرنے لگی کہ میاں آج ہی سے ماں باپ کو چھوڑ دیں۔ پھر جب ماں کو معلوم ہوتا ہے یہ بیٹے کو ہم سے چھوڑاتی ہے تو فساد پھیلتا ہے۔ (بہشتی زیور: ص ۴۱)

(لیکن یہ سب اخلاق تعلیم ہے ورنہ شرعاً عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی ساس وسسر سے علیحدہ رہنے کا مطالبہ کرے اور شوہر اس کا مطالبہ کا پورکرنا لازم ہے۔ بلکہ ساتھ رہنے میں اگر نا اتفاقی کا ظن غالب ہو جیسا کہ آج کل عموماً ہوتا ہے۔ اس وقت اخلاق کا مقتضی بھی یہی ہے کہ علیحدہ ہی رہائش اختیار کی جائے۔ مزید تفصیل باب ا میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مرتب)

......☆☆☆☆☆......

www.e-iqra.info

Brought To You By www.e-iqra.info

باب: ۷

عورتوں کی باہم لڑائیاں

عورتوں کی نااتفاقی (اور باہم لڑائیاں) شدید تو نہیں ہوتیں مگر مدید (لمبی ہوتی ہیں کہ ان میں آپس میں کشیدگی ہوتی ہے تو زمانہ دراز تک اس کا سلسلہ چلتا ہے۔

نیز ان میں ایک بری عادت ایسی ہے کہ جب کسی بات پر لڑائی ہوگی تو پہلے گڑھے مردے اکھیڑے جاتے ہیں۔ مردوں میں یہ مرض کم ہے مگر عورتیں جن باتوں کی صفائی کر چکتی ہیں۔ دوبارہ لڑائی کے موقع پر پہلی باتوں کو پھر دہراتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس وقت کا معاملہ اگرچہ ہلکا بھی ہو تو پہلی باتوں کی یاددہانی سے سنگین ہو جاتا ہے۔ خصوصاً جب کہ یاددہانی بھی دل خراش الفاظ سے ہو۔ جس میں عورتوں کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ طعن کے موقع پر اپنے احسان کو بھی ایسے عنوان سے جتلاتی ہیں کہ دوسرے کا کلیجہ پاش پاش ہو جائے۔ (الانسداد للفساد: ص ۳۲۶)

مردوں، عورتوں کے غصہ اور لڑائی کا فرق

مردوں کے مزاج میں حرارت ہوتی ہے اس واسطے ان کی ناراضگی (اور غصہ) کا اثر مارنے پیٹنے چلانے وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہو جاتا ہے اور عورتوں کی فطرت میں حیا و برودت رکھی گئی ہے۔ اسی واسطے اس ناراضی کا اثر نہیں ہوتا ہے۔ ورنہ درحقیقت اس ناراضی میں عورتیں مردوں سے کچھ کم نہیں۔ بلکہ زیادہ ہیں۔ ان کو ایسے موقع پر بھی غصہ آجاتا ہے جہاں مردوں کو نہیں آتا کیونکہ ان کی عقل میں نقصان ہے۔ تو ان کے غصہ کے مواقع بھی زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ چیخنے چلانے کی نسبت میٹھا غصہ دیرپا ہوتا ہے اور چیخنے چلانے کی غصہ ابال کی طرح سے اٹھ کر دب جاتا ہے اور میٹھا غصہ دل کے اندر جمع ہوتا ہے اس کو کینہ کہتے ہیں۔ کینہ کا منشاء غصہ ہے۔ سو ایک عیب تو وہ غصہ تھا اور دوسرا عیب یہ کینہ۔ تو میٹھے غصہ میں دو عیب ہیں۔ کینہ میں ایک عیب اور ہے کہ جب غصہ نکلا نہیں تو اس کا خمار دل میں بھرا رہتا ہے اور بات بہانہ اور رنجیدگیاں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں تو کینہ صرف ایک گناہ نہیں ہے بلکہ بہت سے گناہوں کی جڑ ہے اور کینہ میٹھے غصہ میں ہوتا ہے۔

اور میٹھا غصہ عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے تو عورتوں کا غصہ ہزاروں گناہوں کا سبب ہے مردوں کا غصہ ایسا نہیں ہے مردوں کا غصہ جوشیلا اور عورتوں کا غصہ میٹھا ہے۔

(غوائل الغضب: ص ۲۲)

Brought To You By www.e-iqra.info

عورتوں کی لڑائی کرانے کی عادت

عورتیں غیبت کرتی ہیں خود بھی حکایت شکایت کرتی ہیں اور دوسروں سے بھی سنتی ہیں اور اس کی جستجو میں رہتی ہیں۔ کوئی عورت باہر سے آئی اور پوچھنا شروع کیا کہ فلاں مجھ کو کیا کہتی تھی گویا منتظر ہی تھیں۔ آنے والی نے کچھ کہ یوں یوں کہتی تھی بس پھر تو پل باندھ لیا۔ خوب سمجھ لو کہ اس غیبت سے نا اتفاقی ہو جاتی ہے آپس میں عداوت قائم ہو جاتی اس کے علاوہ غیبت کرنا اور اس کا سننا خود بڑا گناہ بھی ہے کلام اللہ میں اس کی بڑی مذمت آئی ہے۔ (حقوق الزوجین: ص ۳۴۴)

عورتوں کی وجہ سے مردوں میں لڑائی

(کبھی عورتوں کی لڑائی) کا فساد شدید بھی ہو جاتا ہے کہ بعض دفعہ یہ اپنے آپس کے تکرار اور لڑائیوں کو مردوں سے بیان کر دیتی ہیں کہ فلانی نے مجھے یوں کہا اور تجھے یوں کہا۔ مردوں میں حرارت ہوتی ہے ان پر زیادہ اثر ہوتا ہے پھر یہ بات ہی تک نہیں رہتے بلکہ ہاتھ سے بھی بدلہ لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے (قتل اور) خون تک ہو جاتے ہیں۔ (الانسداد: ص ۳۲۷)

عورتوں کی بری عادت اور گھریلو لڑائیاں

عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ایک ذرا سا بہانہ مل جائے اس کو مدتوں تک نہ بھولیں گی اور اس کی شاخ میں شاخ نکالتی چلی جائیں گی ان کا کینہ کسی طرح نکلتا ہی نہیں۔ کوئی گھر ایسا نہیں جس کی عورتیں اس میں مبتلا نہ ہوں۔ ماں بیٹی آپس میں لڑتی ہیں، ساس بہو آپس میں لڑتی ہیں اور دیورانی جیٹھانی تو پیدا ہی اس لیے ہوتی ہیں (کہ لڑائی کریں)۔

اور دیکھا جائے تو ان لڑائیوں کی بنیاد صرف اوہام پر ہے کسی کے بارے میں ذرا سا شائبہ ہوا اور اس پر حکم لگا کر لڑائی شروع کر دی دوسری نے جب کوئی لڑائی دیکھی تو شبہ کی اور زیادہ گنجائش ہے ادھر سے سیر بھر لڑائی تھی ادھر سے پانچ سیر بھر ہونا کچھ بات ہی نہیں اور جب اصل بات کی تحقیق کی جائے تو بات کیا نکلتی ہے کہ فلانی نے کہا تھا کہ وہ بی بی (عورت) تمہاری شکایت کر رہی تھیں۔ سننے والی کہتی ہے کہ میری جالا ہی (نقل کرنے والی عورت پڑوسن) بہت ایماندار ہے بے سنے اس نے کبھی نہیں کہا ہوگا۔

گھروں میں ہمیشہ لڑائی ایسی ہی باتوں پر ہوتی ہے۔ کسی خدا کی بندی کو یہ توفیق نہیں ہوتی کہ جب شکایت سنے تو اس بیچ کے واسطے کو قطع کر کے خود اس شکایت کرنے والی سے پوچھ لیں کہ تم نے میری شکات کی ہے؟

Brought To You By www.e-iqra.info

مسنون طریقہ بھی یہی ہے کہ اگر کسی سے کچھ شکایت دل میں ہو تو اس شخص سے ظاہر کردے کہ تمہاری طرف سے میرے دل میں شکایت ہے اس شخص سے اس کا جواب مل جائے گا اور اگر وہ شکایت غلط تھی بالکل دفعیہ ہو جائے گا۔

اور سنی سنائی باتوں پر اعتبار کر لینا اور اس پر کوئی حکم لگا دینا بالکل نصوص (شریعت) کے خلاف اور جہالت ہے اسی موقعہ کے لیے قرآن شریف میں موجود ہے۔

اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ

"بدگمانیوں سے بچو بیشک بہت سی بدگمانیاں گناہ ہوتی ہیں۔"

اور ارشاد ہے اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ یعنی (بدگمانی سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے)۔

ہم نے تو تجربہ سے تمام عمر دیکھا کہ سنی ہوئی بات شاید کبھی سچ نکلتی ہو۔ ایک شخص کا قول ہے کہ ایسے واقعات کی روایتیں کہ جن سے راوی (نقل کرنے والے) کا کچھ ذاتی تعلق بھی نہ ہو اور راوی بھی ایسا ہو کہ جھوٹ کا عادی نہ ہو تب بھی جب کبھی دیکھا گیا اور تحقیق کی گئی تو تمام باتوں میں چوتھائی بات بھی سچ نہیں نکلی اور ان باتوں کی روایت کا تو پوچھنا ہی کیا جن میں راوی کی ذاتی غرض بھی شامل ہو۔

خانہ جنگیاں (گھریلو لڑائیاں) جہاں کہیں ہیں وہ سب ان ہی بھنگنوں کمہاروں وغیرہ (اس جیسی عورتوں) کی روایتوں کی بناء پر ہیں کہ اصلیت کچھ بھی نہیں ہوتی۔ کچھ حاشیئے اس پر روایت کرنے والی لگاتی ہیں۔ اس سے یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ فلانی ہماری مخالف ہے بس اس خیال و وہم سے کچھ حاشیئے (مزید باتیں اور بدگمانی) یہ سننے والی لگا لیتی ہیں بس اچھی خاصی لڑائی ٹھن جاتی ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے جنگل میں آدمی رات کے وقت اکیلا ہو اور اس کو شیر کا خوف ہو تو جب وہ ایک طرف کو دھیان جماتا ہے تو کوئی درخت اسے شیر معلوم ہونے لگتا ہے۔

پھر جب خیال کو ترقی ہوتی ہے تو اسی خیالی صورت میں ہاتھ پیر بھی نظر آنے لگتے ہیں اور سچ مچ کا شیر بن جاتا ہے حالانکہ واقع میں کچھ بھی نہیں ہوتا۔ صرف وہم کی کارگزاری ہوتی ہے۔ اس طرح سنی سنائی باتوں میں نفس اختراع کرتا ہے کہ اول تو کچھ آمیزش نقل کرنے والے سے شروع ہوتی ہے پھر جس کے سامنے وہ خبر بیان کی گئی وہ پہلے سے عیب جوئی کے لیے تیار ہوتی ہے۔ ذرا سا بہانہ پا کر سب اگلی پچھلی باتوں کو تازہ اور خیالات کو واقعات (اور حقیقت) پر محمول کر لیتی ہیں۔ اب بنی بنائی شکایت موجود ہوتی ہے۔ (غوائل الغضب: ص ۲۲۴)

Brought To You By www.e-iqra.info

عورتوں کی تو دیکھی ہوئی باتیں بھی اس قابل نہیں کہ ان کو صحیح کہا جائے اکثر عورتیں اپنی دیوارنی جیٹھانی وغیرہ سے اپنی چشم دید باتوں پر ناراض رہتی ہیں اور جب ان کو سمجھایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جس بات پر تم ناراض ہو وہ بات یوں ہے تم نے غلط سمجھا تو کہتی ہیں کہ کیا میں بچی ہوں کیا میں سمجھتی نہیں۔ فلاں کام میرے ہی چڑانے کے لیے کیا گیا تھا پھر لاکھ سمجھائے لیکن اس فعل کی جو وجہ اپنے ذہن سے گھڑی ہے ہی رہے گی اور اسی پر رڈے پر رڈے رکھتی چلی جائیں گی اور ذرا دیر میں آپس میں رنج ہو جائے گا۔ اب طرفین سے غیبت شروع ہوگی اور ایک دوسرے کی عیب جوئی اور نیچا دکھانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گی۔ یہ سب نتائج غصہ کے ہیں۔ عورتیں غصہ سے مغلوب ہو جاتی ہیں۔ (غوائل الغضب: ص ۲۲۵)

بھابھی کا غصہ اور دیور و یتیم پر ظلم و زیادتی

بہت جگہ ایسا ہوتا ہے کہ گھر کا کوئی بزرگ مر گیا اور بڑی اولاد کے ساتھ چھوٹے بچے بھی چھوڑے۔ وہ چھوٹے بچے بڑے بھائیوں کی پرورش میں آجاتے ہیں اور بھاوج کا اختیار ہوتا ہے۔ چونکہ بچے گھر میں رہتے ہیں اس واسطے ان کی نگرانی وغیرہ عورتوں ہی کے ہاتھ میں زیادہ رہتی ہے بڑا بھائی باہر رہتا ہے اور بھاوج صاحبہ ان سے دل کے کیسے نکالتی ہیں۔ ہر بات پر مارنا برا بھلا کہنا ہر چیز کو رسانا کھانا پیٹ بھر کر نہ دینا کپڑے کی خبر نہ لینا اور نوکروں سے زیادہ ذلیل کر کے ان کو رکھنا یہ ان کا برتاؤ رہتا ہے اور اس پر بھی چین نہیں بطور حفظ ماتقدم خاوند سے الٹے شکایت کرتے رہنا غرض ایسے خلاف انسانیت برتاؤ رکھتی ہیں کہ ان کا بیان کرنا بھی مشکل ہے۔

میں مردوں کو بھی خطاب کرتا ہوں کہ یتیم بچوں کی خود بھی نگرانی رکھو۔ عورت کے کہنے میں ایسے نہ رہو کہ ہر بات کو سچ جان لو جب یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ بھاوج دیوروں کے ساتھ مغائرت (غیرت) کا تعلق رکھتی ہے تو اس کی شکایتوں کا کیا اعتبار میں تو کہتا ہوں کہ ایسے موقعوں پر مردوں کو چاہیے کہ عورتوں کو سنا دیں کہ تم سچ بھی کہو گی تو بھی ہم جھوٹ سمجھیں گے۔ میں سب مردوں کو نہیں کہتا ہوں بہت سے مرد ایسے بھی ہیں کہ واقعی مرد ہیں اور ایسے موقع پر پوری عقل سے کام لیتے ہیں اور اس ساتھ رہنے کو بھیڑیئے، بکرے کا ساتھ سمجھتے ہیں جہاں بھیڑیا بکری اکٹھا ہوں گے وہاں بھیڑیئے کی طرف سے بکری کے ساتھ ایذاء تکلیف رسانی ہی ہوگی۔ کبھی نہیں کہا جا سکتا کہ بھیڑیا، بکری کی طرف داری یا اس پر رحم کرے گا۔

عورت کے کہنے سے بھائیوں کو نہ ستاؤ۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ یتیم بچہ زندوں میں شمار ہی نہیں ہوتا ہے۔ اپنے ماں باپ کے ساتھ وہ بھی مر گیا۔ پھر مرے ہوئے کو مارنا کیا جوانمردی ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

اگر حد سے زیادہ دلداری کرو گے تب بھی اس کا دل زندہ نہیں ہو سکتا یتیم کی صورت میں مردنی چھائی ہوئی ہوتی ہے۔ دو بچوں کو برابر بٹھاؤ جن میں سے ایک یتیم ہو اور دوسرا نہ ہو اور ایک چیز دونوں کے سامنے رکھ دو اور کہہ دو کہ جو پہلے اٹھا لے یہ چیز اسی کی ہے یقین کامل ہے کہ یتیم کا ہاتھ نہیں اٹھے گا۔ وجہ یہی ہے کہ اس کا دل مر چکا ہے۔

(غوائل الغضب: ص ۲۲۷)

لڑائی جھگڑوں سے حفاظت کی عمدہ تدبیریں

☆......مردوں کو چاہیے کہ عورتوں کی باتوں پر اعتماد نہ کیا کریں اور عورتوں کو بھی لازم ہیکہ مردوں سے ایسی باتیں (جن سے غصہ آئے بیان نہ کیا کریں۔

☆......جب کسی کی شکایت سنو تو یہ سوچو کہ بیان کرنے والے نے ایک بات میں دس باتیں غلط ملائی ہوں گی۔

اگر ہم نے وہ بات اپنی آنکھ سے دیکھی ہوتی تو اگر تدارک کرتے (اور بدلہ لیتے) تو ایک بدی (برائی) کا بدلہ ایک کرتے اور اب دس بدی کریں گے تو کیا انجام ہوگا۔ یہ تو ایسا ہوا کہ جیسے ہمارا کوئی ایک پیسہ کا نقصان کرے اور ہم اس کے بدلہ میں دس پیسہ کا نقصان کر دیں۔ جب یہ مقدمہ حاکم کے پاس جائے گا تو گو زیادتی پہلے اس کی تھی مگر اب ہم ملزم ہو گئے۔

مثلاً کسی کی شکایت سنی کہ اس نے ہماری غیبت کی ہے اور اس سے تم نے یہ بدلہ لیا کہ تم نے بھی غیبت کر لی تو یہ بدلہ ہو گیا اور مان لیا جائے کہ بالکل برابر سرابر کا بدلہ ہے یعنی کمیت میں برابر ہے کہ ایک غیبت اس نے کر لی مگر اس کا کیا اطمینان ہے کہ تمہارا بدلہ کیفیت میں بڑھا ہوا نہیں ہے۔ یا آئندہ نہ بڑھ جائے گا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی کی طرف سے برائی دل میں بیٹھ جاتی ہے تو انسان اس سے صرف زیادتی کے بدلہ ہی پر اکتفا نہیں کرتا اور بدلہ لے کر اس کی برائی دل سے نکل نہیں جاتی بلکہ کینہ رہ جاتا ہے یا حسد پیدا ہو جاتا ہے اور کینہ اور حسد غیبت سے کیفیت (درجہ) میں بہت زیادہ برا ہے۔ حسد کے بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ حسد نیکوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاتی ہے تو یہ برائی جو تمہارے دل میں اس غیبت کے مقابلہ میں پیدا ہوئی کیفیت میں بدرجہا زیادہ ہے کہ تمہاری اور نیکوں کو بھی غارت کرے گی۔ یہاں قوت واہمہ سے کام لو اور نفس کے خلاف سوچو کہ اگر ہم اس ایک غیبت کے بدلہ میں ان برائیوں میں پڑ گئے تو کیسے برے نتیجے ہوں گے یہ خیال کر کے ذرا ڈرو۔

(غوائل الغضب: ص ۲۲۴)

Brought To You By www.e-iqra.info

خانگی فسادات گھریلو جھگڑے سے بچنے کی عمدہ تدبیر

فرمایا خانگی مفسدات (گھریلو جھگڑوں) سے بچنے کی ایک عمدہ تدبیر یہ ہے کہ چند خاندان (اور کئی عورتیں) ایک گھر میں اکٹھے نہ رہا کریں کیونکہ چند عورتوں کا ایک مکان میں رہنا ہی زیادہ فساد کا سبب ہوتا ہے۔ (ملفوظات اشرفیہ: ص ۲۷، الانسداد للفساد: ص ۳۳۷)

اپنوں سے معاملہ نہ کرنے میں عافیت ہے

فرمایا مشہور تو یہ ہے کہ "تعاملو اکالا جانب وتعاشرو اکالاخوان" یعنی اپنوں سے معاملہ کرو اجنبیوں کی طرح اور معاشرت (برتاؤ) کرو بھائیوں کی طرح، لیکن چونکہ آج کل یہ مشکل ہے کہ اخوان (اپنوں اور بھائیوں) کے ساتھ معاملہ تو ہو مگر اجنبیوں کا سا۔ اس لیے میں ترمیم کی ہے یعنی "تعاملوا مع الا جانب وتعاشرو اکالاخوان" یعنی معاملہ کرو اجنبیوں کے ساتھ اور معاشرت کرو بھائیوں کے ساتھ یعنی اخوان (اپنوں) کے ساتھ معاملہ بھی نہ کرو۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اپنوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں خرابی ہوتی ہے۔ (تعلقات بگڑتے ہیں۔ ناانصافیاں ہوتی ہیں) اور نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔

(ملفوظات اشرفیہ: ص ۲۳۴، حسن العزیز: ص ۵۹۵)

......☆☆☆☆☆......

www.e-iqra.info

Brought To You By www.e-iqra.info

باب:۸

گھریلو ذمہ داریاں

گھر کی ذمہ داری عورتوں پر ہے

حدیث پاک میں ہے ''المرأةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَ وَلَدِه وَ هِيَ مَسْؤُلَةٌ عنهُم ''یعنی عورت سے متعلق شوہر کا گھر ہوتا ہے اور اس کے بال بچے ہوتے ہیں ان میں اس کو اختیار دیا گیا ہے اور ان کے متعلق اس سے دریافت کیا جائے گا کہ تم نے شوہر کے گھر اور اولاد کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ (حقوق البیت: ص ۱۵)

بعض عورتیں گھر کا کام نہیں کرتیں، گھر کی نگرانی نہیں کرتیں۔ حدیث میں ہے کہ عورتیں گھر میں حاکم ہیں۔ گھر کے انتظام کے متعلق ان سے پوچھا جائے گا۔ نگرانی نہ کرنے سے گھر میں چوری ہوتی ہے۔ اس کا بہت خیال کرنا چاہیے۔ دوسروں پر نہ چھوڑنا چاہیے۔

(حقوق الزوجین: ص ۳۴۴)

بعض عورتیں اپنے ذمہ مردوں کے یہ حق سمجھتی ہیں کہ کھانا پکا کے دیدیا، رات کو بستر لگا دیا اور دھوبن کو مردوں کے کپڑے شمار کر کے دیدیئے۔ جب لائی شمار کر کے لے لی اور حفاظت سے بکس میں بند کر کے رکھ دے۔

اس کے علاوہ کاموں کو عورتیں اپنے ذمہ سمجھتی ہی نہیں بلکہ وہ اپنے ذمہ صرف اتنا سمجھتی ہیں کہ مردوں کو کھلا دیا پلا دیا اور اگر کوئی بچہ ہو تو اس کو ہگا، موتا دیا اور یہ بھی اس وقت جب کہ گھر میں بچہ لینے کو کوئی تو کر نہ ہو اور یہ کام انہیں خود کرنا پڑے ورنہ ان کو اس کی بھی خبر نہیں ہوتی کہ بچے کہاں ہیں اور کسی طرح ہیں اور اگر گھر میں کھانا پکانے والی نوکرانی بھی ہوئی تو ان کو چولہے کی بھی خبر نہیں ہوتی اب نوکرانی سیاہ وسفید کی مالک ہے جو چاہے کرے۔

غرض شوہر کے مال کی حفاظت کا عورتوں کو بالکل خیال نہیں ہوتا۔ (حقوق البیت: ص ۱۸)

گھر کا کام کرنا بھی عبادت ہے

بعض عورتیں دینداری پر آتی ہیں تو یہ طریقہ اختیار کر لیتی ہیں کہ تسبیح اور مصلی لے کر بیٹھ گئیں اور گھر کو ماماؤں (نوکرانیوں) پر ڈال دیا۔ یہ طریقہ اچھا نہیں۔ کیونکہ گھر کی نگہبانی اور خاوند کے

Brought To You By www.e-iqra.info

مال کی حفاظت عورت کے ذمہ فرض ہے جس میں اس صورت سے بہت خلل واقع ہوتا ہے اور جب فرض میں خلل آ گیا تو یہ نفلیں اور تسبیح کیا نفع دیں گی۔ اس لیے دینداری میں اتنا غلو بھی نہ کرو کہ گھر کی خبر ہی نہ لو نماز روزہ اس طرح کرو کہ اس کے ساتھ گھر کا بھی پورا حق ادا کرو اور تمہارے واسطے یہ بھی دین ہی ہے کیونکہ تم کو گھر کے کام کاج میں بھی ثواب ملتا ہے اگر اس نیت سے کرو کہ اللہ تعالیٰ نے گھر کی حفاظت اور خبر گیری میرے ذمہ کی ہے اس لیے حق تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتی ہوں۔ ہاں گھر کے کاموں میں ایسی منہمک نہ ہو کہ دین کو چھوڑ دو بلکہ اعتدال سے کام لو۔

اللہ اللہ تو گھر کا کام کرتے ہوئے بھی ہو سکتا ہے یہ کیا ضروری ہے کہ تسبیح اور مصلیٰ ہی کے ساتھ اللہ اللہ کیا جائے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ''لا یزال لسانک رطبامن ذکر اللّٰہ'' یعنی زبان کو ہر وقت خدا کی یاد سے تر رکھنا چاہیے اور ظاہر ہے کہ تسبیح اور مصلیٰ ہر وقت ساتھ نہیں رہ سکتا تو معلوم ہوا کہ ذکر اللہ کے لیے کسی قید اور پابندی کی ضرورت نہیں بلکہ ہر وقت اور ہر حال میں ہو سکتا ہے۔

(حقوق البیت: ص ۵۴)

غلط فہمی کا ازالہ

بعض عورتیں یہ سن کر بڑی خوش ہوں گی کہ یہ تو بڑی اچھی بات بتلائی گئی نیت کرنے سے دنیا بھی دین ہو جاتا ہے بس وہ کفایت کرلیں گی کھانے پکانے پر اور خانہ داری (گھر) کے کام پر اور سمجھ لیں گی کہ بس دین کا کام تو کر ہی لیا (یہ بھی تو عبادت ہے) اب آگے کیا ضرورت ہے نماز وغیرہ کی۔ اس لیے میں نے کہا کہ یہ چیزیں اپنی ذات میں دین نہیں ہیں۔ یہ اعمال نماز روزہ کے قائم مقام نہ ہوں گے۔ بعض عورتیں اسی کو بڑی عبادت سمجھتی ہیں کہ گھر کا کام کرلیا شوہر کو آرام پہنچا دیا خانہ داری کا بندوبست (گھر کا انتظام) کرلیا بس آگے اور کچھ نہیں بہت سی عورتیں ایسے مزاج کی بھی ہیں۔

خوب سمجھ لیجئے کہ نماز روزہ تو اپنی ذات کے اعتبار سے دین ہے اور یہ چیزیں اپنی ذات کے اعتبار سے دین نہیں بلکہ یہ ملحق بہ عبادت (یعنی عبادت کے ساتھ لاحق وشامل) ہو جاتی ہیں قائم مقام نہیں ہو سکتیں۔ کہاں نماز روزہ کہاں امور خانہ داری۔

مگر ہاں ایک خاص اعتبار سے دین ہے۔ اب رہی یہ بات کہ وہ نیت کیا ہوگی جس سے یہ چیزیں عبادت ہو سکیں۔ تو وہ نیت یہ ہوگی کہ ہم شوہر کی خدمت کریں گے اس کو آرام پہنچائیں گے تو اس کا حق ادا ہوگا بس نیت سے دنیا دین ہو جائے گی۔

(حقوق الزوجین وعظ العاقلات الغافلات: ص ۳۲۰)

Brought To You By www.e-iqra.info

نوکرانی ہوتے ہوئے گھر کا کام خود بھی کرنا چاہیے

بلکہ میں کہتا ہوں کہ جن کو خدا نے مامائیں اور نوکر دیئے ہوں وہ اپنے ہاتھ سے بھی کچھ کام کیا کریں۔ یہ نہ ہو کہ دن رات پلنگ ہی توڑتی رہیں اور کسی کام کو ہاتھ نہ لگائیں۔ کیونکہ اس طرح تو کام کی عادت چھوٹ جاتی ہے اور آدمی ہمیشہ کے لیے محتاج بن جاتا ہے اور کام کرتے رہنے سے کام کی عادت بھی رہتی ہے اور قوت وصحت بھی اچھی رہتی ہے حدیث میں ہے۔ "المومن القوی خیر من المومن الضعیف وفی کلٍ خیر " کہ قوی مسلمان کمزور مسلمان سے اچھا ہے اور یوں تو سب ہی اچھے ہیں تو ہمت کی بات یہ ہے کہ گھر کے کام کو بھی دیکھو۔ نوکروں باندیوں سے اپنی نگرانی میں کام لو اور کبھی کسی کام کو اپنے ہاتھ سے بھی کرلیا کرو اور اس کے ساتھ کچھ وقت نکال کر نفلیں اور تسبیح بھی پڑھو۔ اگر زیادہ وقت نہ ملے تو چلتے پھرتے اللہ اللہ کرتی رہا کرو۔

(حقوق البیت: ص ۵۵)

گھر کا کام کرنے میں خود عورتوں کا فائدہ ہے

ایک صاحب نے عرض کیا کہ عورتیں خود ہی گھر کے اس قدر کام کرتی ہیں مشقتیں اٹھاتی ہیں کہ کسی وقت چین سے نہیں بیٹھتیں تو وہ خود ہی اپنی راحت نہیں چاہتیں۔

فرمایا ان کے ایسا کرنے میں ان کی ذاتی مصلحت اور فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اس سے ان کی تندرسی ٹھیک رہتی ہے۔ مثلاً کھانا پکانا ہے، پیسنا ہے کوٹنا ہے۔ خود ہمارے گھروں میں سب کام اپنا اپنے ہاتھ سے کرتی ہے حتیٰ کہ ضرورت ہو تو سیر دو سیر پیس بھی لیتی ہیں۔ سو اگر وہ اپنی رائے اور مصلحت سے مشقت اختیار کریں تو یہ دوسری بات ہے مگر ان پر ظلم کی راہ سے مشقت ڈالنا نہایت بے رحمی اور بے مروتی کی بات ہے۔ (نصرۃ النساء: ص ۵۵۰)

جب سے عورتوں نے اس قسم کی محنتیں چھوڑ دیں تندرستیاں خراب ہو گئیں۔ ہمیشہ دوا کا پیالہ منہ سے لگا رہتا ہے اور جن قوموں میں اب بھی ان کا رواج ہے دیکھو کیسی تندرست رہتی ہیں۔ خدا غارت کرے اس شیخی کو دین کا گناہ تو ہے ہی دنیاوی نتائج بھی اس کے ایسے ہیں کہ صحت جیسی چیز غارت (برباد) ہوگئی۔ (التبلیغ: ۹۲ رج ۴، دواء العیوب)

گھریلو انتظامات میں عورتوں کی ذمہ داری اور کوتاہی

اکثر عورتیں کہتی ہیں کہ ہماری دھوبن بڑی ایماندار ہے یہ خود گن کر کپڑے لے جاتی ہے۔ پھر نہ دیتے ہوئے کپڑوں کی شمار ہوتی ہے نہ لیتے ہوئے۔ دھوبن کی ایمانداری پر پورا اعتماد ہوتا

Brought To You By www.e-iqra.info

ہے اور وہی مختار کل ہے جو چاہے کرے۔

اور جن گھروں میں حساب کا خیال ہوتا ہے تو وہاں یہ طریقہ ہے کہ دیوار پر کوئلے سے لکیر کھینچ دیتی ہیں۔ میں نے دیکھا ایک مکان میں تمام دیوار سیاہ تھی۔ حالانکہ دیوار کی لکیر کوئی معتبر چیز نہیں ذرا سا ہاتھ لگنے سے مٹ سکتی ہے اور ایک آدھ لکیر پنساری بڑھا بھی سکتی ہے پھر اس صورت میں وہی دینا پڑے گا جو پنساری بتلا دے۔ بعض دفعہ گھر والوں اور پنساری میں اختلاف ہوتا ہے ہو کچھ کہتی ہے اور پنساری کچھ کہتی ہے مگر حجت کسی کے پاس نہیں بالآخر جھک مار کر وہی دینا پڑتا ہے جو پنساری نے بتلا دیا۔

آسان صورت یہ ہے کہ قلم سے کسی کاغذ یا تختی ہی پر جو اپنے میں رہے لکیر کھینچ دیا کرے تاکہ کمی بیشی کے احتمال سے محفوظ رہے۔ مگر گھروں میں اس کا بالکل اہتمام نہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ عورتیں ان کاموں کو اپنے ذمہ سمجھتی ہی نہیں۔ (حقوق البیت: ص ۲۱۸)

صفائی معاملات کی ضرورت

فرمایا خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ معاملات کو لکھو ''ذلک ادنیٰ ان لاتعولوا'' لیکن آج کل یہ عیوب میں داخل ہے۔ کہ بڑے وہمی آدمی ہیں حالانکہ بعض دفعہ یاد نہیں آتا کہ کس نے فلاں چیز لی تھی تو پریشانی ہوتی ہے۔ (حسن العزیز: ص ۳۶۴ رج ۲)

چاہے چھوٹا ہی معاملہ ہو اس کو بھی ضرور لکھ لینا چاہیے کیونکہ لکھ لینے سے بہت مدد ملتی ہے اور پھر کوئی شبہ پیدا نہیں ہوتا۔ یہ سب شبہات کا علاج ہے۔ (الافاضات: ص ۳۴۷ رج ۹)

معاملات کی صفائی بڑی اچھی چیز ہے جب کسی سے قرض لے یا دے یا ادا کرے اس کو فوراً لکھ لے مثلاً دھوبی کو کپڑے دیتے وقت لکھ لینے سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ بھول نہیں ہوتی۔ ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر کاغذ کھو بھی جائے تب بھی دھوبی پر رعب رہتا ہے اور وہ پورے ہی کپڑے لاکر حوالہ کرتا ہے۔ حساب کتاب لکھنا پڑھنا اللہ تعالیٰ کے بڑے احسانات میں سے ہے۔

(الافاضات: ص ۳۵۰ رج ۹)

مشغول آدمی کو زبانی یاد پر اکتفا نہیں کرنا چاہیے بلکہ ضروری کاموں کو لکھ لینا چاہیے۔

(حسن العزیز: ص ۵۹۲ رج ۱)

عورتوں پر گھر کا کام کرنا کھانا پکانا واجب ہے یا نہیں

ایک مولوی صاحب فرماتے تھے کہ عورتوں کے ذمہ کھانا پکانا واجب ہے۔ میری رائے ہے

Brought To You By www.e-iqra.info

کہ ان کہ ذمہ واجب نہیں۔ میں نے عدم وجوب پر اس آیت سے استدال کیا ہے۔ وَمِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً۔

حاصل یہ ہے کہ عورتیں اس واسطے بنائی گئی ہیں کہ ان سے تمہارے قلب کو سکون ہو، قرار ہو جی بہلے تو عورتیں جی بہلانے کے واسطے ہیں نہ کہ روٹیاں پکانے کے واسطے۔

(نصرۃ النساء ملحقہ حقوق الزوجین: ص ۵۵۱)

بیوی کے ذمہ کھانا پکانا دیانۃً واجب ہے

ایک صاحب نے سوال کیا کہ زوجہ کے ذمہ کھانا پکانا واجب ہے یا نہیں؟ فرمایا دیانۃً واجب ہے قضاً نہیں۔ اگر زوج (شوہر) فرمائش کردے تو دیانۃً اس کے ذمہ واجب ہے اور یہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ اگر زوج زوجہ کو حکم دے کہ سیاہ پہاڑ کے پتھر سفید پہاڑ پر لے جا اور سفید پہاڑ کے سیاہ پر تو اس کو کرنا چاہیے۔ (شوہر کی) اطاعت کی اس قدر تاکید ہے اور کھانا پکانا تو اس سے کم ہی درجہ میں ہے۔ (حسن العزیز: ص ۳۱۲ / ج ۳)

......☆☆☆☆☆......

Brought To You By www.e-iqra.info

باب:۹

فصل نمبر ا...... بیوی کے حقوق کا بیان

صاحبو! جب اللہ نے ان (عورتوں) کے حقوق مقرر فرمائے ہیں تو ان کو کون بدل سکتا ہے۔ مرد اگر ان کا حق نہ دیں گے تو حق العبد کے گنہگار رہوں گے۔

مردوں کو غور کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے کس عمدہ پیرایہ میں عورتون کی سفارش کی ہے۔ فرماتے ہیں وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔

(ترجمہ) فرماتے ہیں عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اگر کسی وجہ سے تم کو وہ ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کو کوئی چیز ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت بھلائیاں رکھ دیں۔

ظاہر ہے ناپسند ہونا کسی وجہ ہی سے ہوگا اور زیادہ تر عورتوں کے ناپسند ہونے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے اخلاق اچھے نہیں ہوتے اور یہ بات مرد کے لیے باعث اذیت ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا گویا وعدہ ہے کہ عورتوں کی بداخلاقی وغیرہ کو بھی خیر کثیر سے (خوب بھلائی) کا سبب بنا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ حکیم ہیں وہ سب کچھ کر سکتے ہیں مثلاً اس سے اولاد ہی ہو جائے گی جو قیامت میں اس شخص کی دستگیری کرے گی۔

جو آیتیں میں نے پڑھیں ہیں دیکھ لیجئے اس باب میں کس قدر صاف اور واضح ہیں اور ان سے کس قدر عورتوں کے حقوق ثابت ہوتے ہیں۔ (التبلیغ کسا النساء:ص ۱۳۰،۱۳۶)

بیوی کے حقوق کا خلاصہ

زوج (شوہر پر زوجہ (بیوی) کے یہ حقوق ہیں۔

☆......حسن خلق (یعنی اچھے اخلاق سے پیش آنا اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔

☆......ایذاء کا (یعنی بیوی کی طرف سے جو تکلیف پہنچے اس کا) برداشت کرنا لیکن اعتدال کے ساتھ۔

☆......غیرت میں اعتدال کرنا یعنی نہ تو اس سے بدگمانی کرے اور نہ بالکل غافل رہے۔

☆......خرچ میں اعتدال کرنا یعنی نہ تنگی کرے اور نہ فضول خرچ کی اجازت دے۔

☆......حیض وغیرہ کے احکام سیکھ کر اس کو سکھلانا اور نماز اور دین کی تاکید رکھنا اور بدعات

Brought To You By www.e-iqra.info

ومنہیات (ناجائز کاموں) سے منع کرنا۔

☆......اگر کئی عورتیں ہوں حقوق میں ان کو برابر رکھنا۔

☆......بقدر حاجت اس سے وطی (صحبت) کرنا۔

☆......اس کی اجازت کے بغیر عزل (یعنی صحبت کرنے میں انزال) باہر نہ کرنا۔

☆......بقدر کفایت رہنے کے لیے گھر دینا۔

☆......اس کے محارم اقارب رشتہ دار ماں باپ، چچا، پھوپھی، بہن بھائی وغیرہ) سے اس کو ملنے دینا۔

☆......جماع وغیرہ (صحبت اور اس جیسی راز کی باتیں ظاہر نہ کرنا۔)

☆......حد سے زیادہ نہ مارنا۔

☆......بغیر ضرورت کے طلاق نہ دینا۔ (ومثل ذلک)

جانبین کے حقوق کثیرہ ہیں اس وقت جو مستحضر تھے لکھ دیئے۔ ہذا ما اخذت من احیاء العلوم وغیرہ۔ (امداد الفتاوی: ص ۱۸۵/ج ۲ سوال: ۲۷۸)

بیوی کا نفقہ کیوں واجب ہے

فقہاء نے تصریح کی ہے کہ نفقہ احتباس (کسی کے لیے محبوس ومقید ہونے) کی جزاء بھی ہوتا ہے۔ یعنی جو شخص کسی کی مصلحت یا خدمت کے لیے محبوس ومقید ہو اور اس احتباس کی وجہ سے وہ اپنی معیشت کا انتظام نہ کرسکتا ہو اس شخص کا نفقہ اس پر واجب ہوگا جس کی مصلحت ومنفعت کے لیے محبوس ہے۔ اس کی مثال گواہوں کی خوراک ہے کیونکہ وہ ایک خاص وقت تک اس شخص کے لیے (جس کے لیے گواہی دی جارہی ہے) اس کے کام میں مشغول ہے اس لیے اس کو اس سے خوراک دلوائی جاتی ہے، حاکم وقت نے بھی شریعت کے اس مسئلہ کو برقرار رکھا ہے۔ فقہا نے زوجہ (بیوی) کے نفقہ کو بھی جزاء احتباس ہی کہا ہے۔ (اصلاح انقلاب: ص ۱۹۱)

نفقہ کب واجب ہوتا ہے

بیوی کا نفقہ واجب ہونے کی صرف اتنی شرط ہے کہ بیوی کی طرف سے تسلیم نفس (یعنی اپنے آپ کو شوہر کے حوالہ کردینے میں) بلا عذر کوتاہی نہ ہو اور اگر عذر سے ایسا ہو مثلاً مہر معجّل (جلدی والا مقرر شدہ مہر) لینے کے لیے اپنے نفس کو تسلیم (سپرد) نہ کرے اس میں نفقہ واجب رہے گا۔ (کیونکہ قصور مرد کی طرف سے ہے) البتہ اگر سرکشی کی وجہ سے شوہر کے گھر سے چلی گئی اس صورت

Brought To You By www.e-iqra.info

میں جب تک کہ واپس نہ آجائے نفقہ واجب نہ رہے گا۔

بعض عورتوں کی جانب سے یہ غلطی ہوتی ہے کہ شوہر سے مخالفت کر کے اپنے میکے جا بیٹھتی ہیں اور نفقہ کا مطالبہ کرتی ہیں۔ سو اس صورت میں نفقہ واجب نہ ہوگا۔ (اصلاح انقلاب: ص ۱۸۲)

بیوی بالغہ ہو یا نابالغہ ہر صورت میں اس کا نفقہ واجب ہے

اگر بیوی بہت کم سن (چھوٹی عمر کی) ہو کہ ہمبستری کے قابل بھی نہ ہو لیکن اس قابل ہو کہ مرد کے پاس رہنے سے مرد کا جی بہلے اور معمولی خدمت کر سکے تو تسلیم نفس (اپنے آپ کو سپرد کر دینے کے بعد) اس کا نفقہ واجب ہے۔

البتہ اگر اس قابل بھی نہ ہو جیسے بعض قوموں میں ہے کہ بہت ہی کم عمری میں شادی کر دیتے ہیں تو اس کا نفقہ واجب نہ ہوگا۔

لیکن جو تمتع ہم بستری) کے قابل نہ ہو محض انس و خدمت کے لائق ہو خود (شوہر اس کو اپنے گھر رکھنے پر مجبور نہیں ہے بلکہ اس کو اختیار ہے) اگر رکھے گا نفقہ دے گا۔ اگر نہ رکھے گا نہ دے گا۔

بعض قوموں میں یہ بھی عادت ہے کہ جوان عورت کا کم عمر کے لڑکے سے عقد کر دیتے ہیں (جو کسی قابل نہیں ہوتا لیکن عورت کی طرف سے چونکہ تسلیم ہے اور قصور مرد کی طرف سے ہوتا ہے لہٰذا) اس عورت کا نفقہ زوج کے مال سے واجب ہوگا اگر وہ صاحب جائیداد یا نقد کا مالک ہو کیونکہ مانع تمتع مرد کی طرف سے ہے عورت کی طرف سے نہیں۔ کذا فی الدر المختار۔

(اصلاح انقلاب: ص ۱۸۲)

بیوی مالدار ہو یا غریب ہر صورت میں اس کا نفقہ لازم ہے

بعض لوگ بیوی کا نفقہ اس وقت واجب سمجھتے ہیں جب کہ وہ نادار (غریب) ہو اور اگر وہ مالدار ہو تو اس صورت میں اس کا نفقہ واجب نہیں سمجھتے سو یہ بالکل غلط ہے بیوی کا نفقہ دونوں حالتوں میں واجب ہوتا ہے۔

صرف اتنی شرط ہے کہ بیوی کی طرف سے تسلیم نفس (اپنے کو شوہر کے حوالہ کرنے میں) بلا عذر کوتاہی نہ ہو۔ (اصلاح انقلاب: ص ۱۸۲)

بیوی کو علیحدہ مکان دینا بھی نفقہ میں داخل اور عورت کا حق ہے

نفقہ کا ایک جزء بیوی کو رہنے کے لیے گھر دینا بھی ہے۔ اس کے متعلق ایک عام غلطی میں اکثر مرد (اور بڑے بڑے دیندار لوگ) مبتلا ہیں کہ بیوی کو جدا گانہ گھر دینا اپنے ذمہ واجب نہیں

Brought To You By www.e-iqra.info

سمجھتے۔ بس اپنے عزیزوں (رشتہ داروں یا والدین کے پاس) عورت کو لا ڈالتے ہیں۔ سو اس میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر ساتھ رہنے پر عورت بخوشی راضی ہو تب تو خیر (ٹھیک ہے) ورنہ اگر وہ سب سے جدا رہنا چاہے تو مرد پر اس کا انتظام واجب ہے۔

اور راضی رہنے کا مطلب یہ ہے کہ طیب خاطر یعنی خوشی دلی سے راضی ہو حتیٰ کہ اگر مرد کو قرائن (انداز) سے معلوم ہو جائے کہ وہ علیحدہ رہنا چاہتی ہے۔ مگر زبان سے اس کی درخواست نہ کر سکے تب بھی مرد کو (سب کے) ساتھ رکھنا جائز نہیں اور آج کل کی طبیعتوں اور واقعات کا مقتضیٰ تو یہ ہے کہ اگر عورت ساتھ رہنے پر راضی ہو اور علیحدہ رہنے سے سب رشتہ دار ناخوش ہوں تب بھی مصلحت یہی ہے کہ علیحدہ ہی رہے۔ اس میں ہزاروں مفاسد اور خرابیوں کی روک تھام ہے اور گو اس طرح کرنے میں چند روز کے لیے عزیزوں (رشتہ داروں کا ناک منہ چڑھے گا مگر اس کی مصلحتیں جب مشاہد ہوں گی (سامنے آئیں گی) تو سب خوش ہو جائیں گے۔

البتہ اتنی گنجائش ہے کہ اگر پورا گھر جدا نہ دے سکے بڑے گھر میں ایک کوٹھری یا ایسا کمرہ دینا جو ضرورت کے لیے کافی ہو سکے اور اس میں اپنا مال اور سامان مقفل (تالا وغیرہ لگا کر) رکھ سکے اور آزادی کے ساتھ میاں کے ساتھ تنہائی میں اٹھ بیٹھ سکے بات چیت کر سکے۔ واجب ادا کرنے کے لیے یہ کافی ہوگا۔

اور چولہا تو ضرور ہی علیحدہ ہونا چاہیے کیونکہ زیادہ تر آگ اسی چولہے سے بھڑکتی ہے۔ بعض آدمی اس کو بڑی سعادت مندی سمجھتے ہیں کہ بیوی کو اپنی ماں کا محکوم اور مغلوب (تابع بنا کر رکھیں اور اس کی بدولت بیوی پر بڑے بڑے ظلم ہوتے ہیں۔ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ بیوی پر فرض نہیں کہ ساس کی خدمت کیا کرے تم سعادت مند ہو تو خدمت کرو۔ خدمت کے لیے نوکر لاؤ۔

(اصلاح انقلاب: ص ۱۸۷)

مالداروں پر مالداروں اور غریبوں پر غریبوں جیسا نفقہ لازم ہے وسعت ہو تو نوکرانی کا انتظام بھی واجب ہے!!!

خدا نے تم کو جیسی وسعت دی ہے۔ جیسا تم اپنی ذات کے لیے خرچ کرتے ہو ویسا ہی اس کو بھی خرچ کرنے کو دو۔ شریعت کی یہی تعلیم ہے۔

بعض آدمیوں کی طرف سے یہ کوتاہی ہوتی ہے کہ فارغ البالی (وسعت و مالداری) کے

Brought To You By www.e-iqra.info

باوجود بیوی کے خرچ میں تنگی کرتے ہیں اور (نفقہ) اتنا کم دیتے ہیں کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے پکائے تو کافی ہو سکتا ہے۔ ورنہ ماما (نوکرانی) رکھنے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ حلانکہ مرد اگر وسعت والا ہو تو اس کے ذمہ ماما کا خرچ بھی واجب ہے۔ (التبلیغ: ص۱۴۰ ج ۷)

غربت ہو تو عورت کو خود کام کرنا ضروری ہے

اسی طرح بعض عورتوں کی طرف سے یہ کوتاہی ہوتی ہے کہ شوہر کے تنگدست ہونے کے باوجود اس کو مجبور کرتی ہیں کہ ماما (نوکرانی) لائے۔ حالانکہ تنگدستی کی صورت میں شوہر اس پر مجبور نہیں ہے۔

بلکہ دیکھا جائے گا کہ عورت اپنے کام کرنے پر قادر ہے یا نہیں۔ اگر قادر ہے تو اپنا کھانا بھی پکائے اور شوہر کا بھی پکائے۔ (کذافی الدرالمختار) (اصلاح انقلاب: ص۱۸۳)

اگر عورت کام کرنے سے معذور ہو

اور اگر قادر نہیں ہے خواہ کسی مرض کے سبب سے خواہ امیر کبیر (بڑا مالدار اور بڑے گھر کی) ہونے کی وجہ سے تو نہ شوہر ماما (نوکرانی) لانے پر مجبور ہے اور نہ عورت کھانا پکانے پر بلکہ شوہر سے کہا جائے گا کہ تیار شدہ کھانا عورت کو لا کر دے خواہ بازار سے یا کہیں اور سے پکوا کر لائے۔

(کذافی الدرالمختار) اصلاح انقلاب: ص۱۸۳)

موسمی پھل پان وغیرہ کا اوپری خرچ شوہر پر لازم نہیں! دے تو اس کا احسان ہے

بعض عورتوں کی طرف سے یہ کوتاہی ہوتی ہے کہ شوہر کے مال کو بے دریغ اڑاتی ہیں اور سب فضول اخراجات اور تنعمات کا خرچ شوہر کے ذمہ سمجھتی ہیں۔ خصوصاً پان چھالیہ۔ یا بعض عورتیں چائے کافی (چاٹ قلفی) وغیرہ میں اس قدر زیادتی کرتی ہیں کہ خود بھی کھاتی ہیں اور آنے جانے والیوں کو تقسیم کرتی ہیں اور یہ شوہر کے ذمہ سمجھتی ہیں۔ حالانکہ فقہا نے یہاں تک تصریح کی ہے کہ قہوہ، حقہ اور موسمی پھل بھی شوہر کے ذمہ لازم نہیں۔ اگر قہوہ حقہ کی عادت بھی ہو اور اس کے چھوڑنے سے تکلیف بھی ہو تب بھی شوہر کے مال میں یہ خرچ نہ ڈالا جائے۔

قد علم مما ذکرانه لا یلزمه لها القهوه والدخان. وان تضررت بتر کها درالمختار یعنی گزشتہ بیان سے معلوم ہوگیا کہ شوہر پر بیوی کے لیے قہوہ اور دخان (حقہ) لازم نہیں گو عورت اس کی عادی ہو اور اس کے چھوڑنے سے اس کو ضرور ہو۔

Brought To You By www.e-iqra.info

شوہران مصارف میں جتنے کا متحمل ہو جائے (اور خوشی سے برداشت کرلے) اس کا احسان ہے اور شوہر کی شان کے لائق بھی یہی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ وسعت دے تو بی بی کو راحت پہنچانے میں دریغ نہ کرے۔ مگر عورت کو بھی مناسب نہیں کہ اس راحت پہنچانے کا یہ صلہ کرے کہ اس کو تکلیف پہنچائے۔ (اصلاح انقلاب: ص۱۸۴ر ج۲)

حسن سلوک کا مقتضیٰ

خدا تعالیٰ نے تم کو جتنی وسعت دی ہے جیسا تم اپنی ذات کے لیے خرچ کرتے ہو ویسا ہی اس کو بھی خرچ کرنے دو۔ شریعت کی تعلیم یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو عورت کو راحت دو۔ اس کو پریشان اور تنگ مت کرو۔ نان و نفقہ فراغت (کشادگی) کے ساتھ دو۔ اس کی دلجوئی کرو۔ اس کی ایذاؤں پر صبر کرو۔ مسلمانوں کو بیویوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز معاشرت کے موافق عمل کرنا چاہیے۔

ضرورت سے زائد، ہر عید بقرعید اور شادی میں کپڑے بنوانا شوہر پر لازم نہیں

عورتوں کی طرف سے ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ جوڑے کے انبار (ڈھیر ان کے صندوقوں میں ذخیرہ رہتا ہے پھر بھی روزانہ شوہر سے جوڑے بنوانے کے فرمائش کی جاتی ہے سو سمجھ لینا چاہیے کہ شوہر کے گھر کے جوڑے جب تک موجود ہیں اس وقت تک شوہر کے ذمہ نیا جوڑا بنوانا واجب نہیں علیٰ ہذا۔ (اسی طرح) عید بقرعید کے لیے یا شادیوں میں شرکت کے لیے مستقل جوڑا اپنا نا شوہر کے ذمہ واجب نہیں اور یوں وہ بنادے اس کا احسان ہے۔ (اصلاح انقلاب: ص۱۸۵ر ج۲)

عورت کے زیور کی زکوٰۃ اور صدقہ فطر و قربانی شوہر پر لازم نہیں

شوہر کے ذمہ عورت کے مملوکہ زیور کی زکوٰۃ یا اس کی طرف سے صدقہ فطر یا قربانی واجب نہیں۔ البتہ مردوں کے لیے مناسب یہ ہے کہ نفقہ واجبہ کے علاوہ حسب وسعت کچھ خرچ ایسے مواقع کے لیے جداگانہ بھی دے دیا کریں۔

اگر ایسی رقم ان کو مل جایا کرے تو ان واجبات کی ادائیگی میں ان کو سہولت ہوگی، لیکن یہ شوہر پر واجب نہیں ہے اگر شوہر نے نہ دیا تو عورت اپنا زیور بیچ کر یہ سب حقوق (زکوٰۃ قربانی وغیرہ) ادا کرے۔ شوہر کے مال سے اس کی رضامندی کے بغیر ان عبادتوں میں (اس کا) مال صرف کرنا جائز نہ ہوگا۔ عورتیں اس میں بڑی بے احتیاطی کرتی ہیں اور اس کے ناجائز ہونے کا ان کو وسوسہ بھی نہیں آتا۔ (اصلاح انقلاب: ص۱۸۶)

Brought To You By www.e-iqra.info

شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر کسی سائل فقیر یا مدرسہ وغیرہ میں چندہ دینا جائز نہیں

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خاوند کی اجازت کے بغیر عورت کو کچھ دینا جائز نہیں۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''عورت خاوند کے گھر میں بلا اس کی اجازت کے کچھ خرچ نہ کرے۔ عرض کیا گیا کھانا بھی کسی کو نہ دے؟ فرمایا کھانا تو سب سے بہتر مال ہے۔''
(جمع الفوائد)

ایک حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (عورتوں کو صدقہ کی ترغیب دیتے ہوئے) من حلیکن فرمایا ہے من حلی الزوج نہیں فرمایا جس کا مطلب یہ ہوا کی خیرات کی ترغیب اپنے مملوک زیور میں ہے نہ کہ خاوند کے مملوک میں۔ (التبلیغ: ص ۳۹ / ج ۷)

(اس سے یہ معلوم ہوا کہ) دینی مصارف میں بھی مثلاً کسی سائل (فقیر) کو دینا یا کسی مدرسہ وغیرہ کے چندہ میں دینا یا کسی عالم یا واعظ یا یتیم و مسکین و بیوہ اور محتاج کی خدمت کرنا بھی شوہر کی رضامندی کے بغیر اس کے مال میں جائز نہیں اور نہ ایسا دیا ہوا چندہ (اور خیرات) اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول ہے۔

حدیث میں ہے ان اللّٰہ طیّبٌ لا یقبل الا الطیب۔ یعنی اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ ہی قبول کرتا ہے۔ (اصلاح انقلاب: ص ۱۸۵ / ج ۲)

شوہر کے مال سے اس کی مرضی کے بغیر کوئی سامان خریدنا جائز نہیں

اسی طرح اکثر عورتوں کا بیکار (ضرورت سے زائد) چیزوں کی بیحد ریس ہوتی ہے اور اندھا دھند خواہ ضرورت بھی نہ ہو بس پسند آنے کی دیر ہے کہ فوراً ہی خرید لیتی ہیں اور ذخیرہ کرتی چلتی جاتی ہیں پھر لطف یہ کہ نہ وہ چیز کام آتی ہے نہ ان کی حفاظت کرتی ہے یوں ضائع ہو جاتی ہیں۔ تو اس طرح خاوند کے مال کو اڑانا قیامت میں موجب باز پرس ہے (یعنی قیامت میں اس کا حساب ہوگا) اسی طرح عید بقر عید اور شادی کے جوڑے شوہر کے مال سے بلا اس کی رضامندی کے بنانا عورت کے لیے جائز نہیں۔ (اصلاح انقلاب: ص ۱۸۵ / ج ۲)

......☆☆☆☆☆......

Brought To You By www.e-iqra.info

روحانی نفقہ!

فصل نمبر......۲

روحانی نفقہ بھی واجب اور شوہر پر لازم ہے، روحانی نفقہ کی تشریح

نفقات روحانیہ سے مراد دینی تعلیم و تربیت ہے۔ اوپر اہل وعیال کے وہ حقوق بیان کیے گئے تھے جو اتفاق رزق جسی (یعنی مادی رزق روٹی کپڑا مکان) سے متعلق تھے۔ رزق اور اتفاق کی ایک معنوی بھی قسم ہے یعنی اہل عیال کی دینی تعلیم و تربیت کے حقوق۔

جس طرح بیوی اور اولاد اور متعلقین کی جسمانی تربیت ضروری ہے جس کا اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح علم و اصلاح کے ذریعہ سے ان کی روحانی تربیت اس سے زیادہ ضروری ہے۔ قرآن مجید میں نص صریح ہے قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا یعنی اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو یعنی اہل وعیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

اور حدیث پاک میں ہے ''کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ '' تم میں سے ہر ایک حاکم و نگہبان و ذمہ دار ہے اور قیامت کے روز تم میں سے ہر ایک سے اپنے محکوم ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ (اصلاح انقلاب: ص ۱۹۴)

نفقات روحانیہ میں عام کوتاہی

اس میں بھی قسم قسم کی کوتاہیاں کی جاتی ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلی اور بڑی کوتاہی تو یہ ہے کہ بہت سے لوگ اس کو ضروری نہیں سمجھتے۔ یعنی اپنے گھر والوں کو نہ کبھی دین کی بات بتلاتے ہیں نہ کسی امر منکر (غلط اور برے کام) پر ان کو روک ٹوک کرتے ہیں۔ بس ان کا حق صرف اتنا ہی سمجھتے ہیں کہ ان کو ضروریات کے مطابق خرچ دیدیا اور سبکدوش (بری) ہو گئے۔

(اصلاح انقلاب: ص ۱۹۵ رج ۲)

مردوں کو عورتوں کے حقوق میں سے صرف بعض دینوی امور کا اہتمام ہے یعنی زیور کپڑے کا کھانے پہننے کا۔

مردوں نے تو اپنے ذمہ عورتوں کے یہ حقوق سمجھ رکھے ہیں کہ کھانے کو دے دیا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

کپڑا دے دیا، گھر دے دیا، کبھی بیمار ہوئیں تو علاج کرا دیا، کبھی کوئی فرمائش کی تو اس کو پورا کر دیا (یعنی اپنے ذمہ صرف دینوی حقوق سمجھتے ہیں دینی حقوق اپنے ذمہ نہیں سمجھتے کہ ہمارے ذمہ ان کے دین کا بھی کوئی حق ہے۔ مثلاً گھر میں آ کر یہ تو پوچھتے ہیں کہ کھانا تیار ہوا یا نہیں۔ مگر یہ کبھی نہیں پوچھتے کہ تم نے نماز بھی پڑھی یا نہیں اور اگر کھانا کھانے کے واسطے گھر میں آئے اور معلوم ہوا کہ ابھی تیار نہیں ہوا ہے تو خفا ہوتے ہیں۔ یا تیار تو ہو گیا مگر مرضی کے موافق تیار نہیں ہوا تب بھی خفا ہوتے ہیں۔

اور اگر کبھی یہ معلوم ہوا کہ بیوی نے اس وقت کی نماز اب تک نہیں پڑھی (یا اپنے زیور کی اس سال اب تک زکوٰۃ نہیں دی) تو ان کو ذرا بھی ناگواری نہیں ہوتی۔ نہ بیوی پر خفا ہوتے ہیں۔ بلکہ اگر کسی کی بیوی عمر بھر نماز نہ پڑھے (اور کبھی زکوٰۃ نہ دے) تو بہت سے مردوں کو اس کی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔

روحانی نفقہ کی اہمیت اور اس کی ادائیگی کا طریقہ

افسوس کہ ہم کو دینی حقوق پر کچھ توجہ نہیں نہ بیوی کی نماز پر توجہ ہے نہ روزہ پر۔ ان باتوں کو ان کے کانوں میں ڈالتے ہی نہیں۔ یاد رکھو قیامت میں تم سے اس کی باز پرس ہوگی۔ تم نے بیوی بچوں کو دیندار بنانے کی کتنی کوششیں کی تھیں۔

مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ نماز کے لیے ان پر حد سے زیادہ سختی کرو ہر وقت ہاتھ میں لٹھ ہی لیے رہو۔ بلکہ پہلے نرمی سے سمجھاؤ پھر برتاؤ میں ذرا ناراضگی اور رنج ظاہر کرو۔ ان شا اللہ اس کا اچھا اثر ہوگا۔

اور ان کو اردو میں دینی رسالے پڑھاؤ، لکھاؤ سناؤ اس سے ان کے اخلاق بھی درست ہو جائیں گے اور دین کا خیال خود بخود ہوگا اور اگر پڑھنے پر آمادہ نہ ہوں تو اس صورت کے لیے میں نے بہت جگہ یہ طریقہ بتلایا ہے کہ تم ایک وقت مقرر کر کے اول سے آخر تک بہشتی زیور پوری (یا اور کوئی اس جیسی مفید کتاب اہل علم کے مشورہ سے) سنا دو اور پہلے بیوی سے بھی نہ کہو کہ یہاں بیٹھ کر سنو بلکہ خود بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دو ان شا اللہ وہ خود شوق سے آ کر سنے گی۔ چنانچہ اس طرح عمل کرنے سے فوراً ساری شکایتیں جاتی رہیں گی۔

عورتوں کے دل پر بہت جلد اثر ہوتا ہے اگر ان کو دین کی کتابیں سنائی جائیں گی تو ان شا اللہ بہت جلد اصلاح ہو جائے گی۔

Brought To You By www.e-iqra.info

مرد اپنی بیویوں کی شکایتیں تو کرتے ہیں کہ ایسی بدتمیز اور ایسی جاہل ہیں مگر وہ اپنے گریباں میں منہ ڈال کر تو دیکھیں کہ انہوں نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ بس یہ اپنی راحت ہی کے ان سے طالب رہے اور ان کے دین کا ذرا بھی خیال نہیں کیا۔ عورتوں کی تو خطا ہے ہی مگر ان کی بدتمیزی میں مردوں کی بھی خطا ہے کہ یہ ان کے دین کے درستی کا اہتمام نہیں کرتے اور ان کے دینی حقوق کو ضائع کرتے ہیں۔ (حقوق البیت: ص ۴۶)

نفقات روحانیہ میں دینداروں کی کوتاہی اور عورتوں کو دیندار بنانے کا طریقہ

جو لوگ دین دار کہلاتے ہیں اور کچھ خیال ہوتا ہے تو وہ بھی یوں ہی چلتی سی بات کہہ دیتے ہیں کہ بیوی نماز پڑھا کرو۔ نماز کا ترک کرنا بڑا گناہ ہے بس اتنا کہہ کر اپنے نزدیک یہ سبکدوش (بری) ہو گئے اور جب کسی نے ان سے کہا کہ تم اپنی بیوی کو نماز کے لیے تنبیہ کیوں نہیں کرتے؟ تو یہ جواب دیتے ہیں کہ کہہ تو دیا اب وہ نہیں پڑھتی تو میں کیا کروں۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ انصاف سے بتائیے کہ آپ نے نماز (اور زکوٰۃ وقربانی) کے لیے بھی اسی طرح کہا تھا جیسے نمک کے تیز ہونے پر کہا تھا؟ اور اگر ایک دو دفعہ کے کہنے سے اس نے نمک کی درستگی کا اہتمام نہ کیا تو وہاں بھی آپ ایسے ہی خاموش ہو جاتے ہیں جیسے نماز کے لیے ایک دو دفعہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ ہرگز نہیں۔ نمک تیز ہونے پر تو آپ سر توڑنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور ایسی برح طرح ناراضگی ظاہر کرتے ہیں کہ بیوی سمجھ جاتی ہے کہ میاں بہت ناراض ہو گئے ہیں۔ اس لیے وہ بہت جلد نمک کی اصلاح کا اہتمام کرتی ہیں۔

صاحبو! نماز کے لیے آپ نے اس طرح کبھی نہیں کہا جس سے بیوی سمجھ جائے کہ میاں ناراض ہو گئے ہیں اگر یہاں بھی اس طرح ناراضگی ظاہر کرتے تو وہ بھی ضرور اہتمام کرتی اور اگر ایک دفعہ کے کہنے سے نہ پڑھتی تو دوسرے وقت پھر خفا ہوتے۔ پھر نہ پڑھتی تو تیسرے وقت پھر کہتے اور جب تک وہ نماز نہ پڑھتی برابر کہتے رہتے اور مختلف طریقوں سے اپنی ناراضگی ظاہر کرتے۔ مثلاً پاس لیٹنا ترک کر دیتے، یا اس کے ہاتھ کا پکا ہوا نہ کھاتے جیسا کہ نمک تیزی پر ایک ایک بار خفا ہونے سے اثر نہ ہوا تو آپ خاموش نہیں ہو جاتے بلکہ برابر کہتے رہتے ہیں اور وہاں کبھی یہ خیال نہیں ہوتا کہ اتنی دفعہ تو کہہ دیا ہے اب بھی وہ نہیں مانتی تو کیا کروں بس خاموش ہو جاؤں۔

انصاف سے بتائیے کہ ہم نے کھانے کے بارے میں بھی اپنے جی کو اسی طرح سمجھا لیا ہے جیسا کہ نماز کے بارے میں سمجھا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں یہ تو سراسر کوتاہی ہے۔ اگر آپ بیوی کو نمازی

Brought To You By www.e-iqra.info

بنانا چاہیں تو کچھ دشوار نہیں۔ کیونکہ عورت حاکم نہیں بلکہ محکوم (ماتحت وتابع) ہے چنانچہ اپنی اغراض کے لیے ان پر حکومت بھی کی جاتی ہے مگر دین کے لیے اس حکومت سے ذرا بھی کام نہیں لیا جاتا۔ یہ تو کوتاہی ہے۔ (حقوق البیت: ص ۲۰)

......☆☆☆☆☆......

www.e-iqra.info

فصل نمبر......۳

دیگر حقوق ضروریہ کی تفصیل

نفقہ کے علاوہ جیب خرچ بھی بیوی کا حق ہے

بیوی کا یہ بھی حق ہے کہ اس کو کچھ رقم ایسی بھی دو جس کو وہ اپنے جی آئی (مرضی کے مطابق) خرچ کر سکے جس کو جیب خرچ کہتے ہیں) اس کی تعداد اپنی اور اپنی بیوی کی حیثیت کے موافق ہو سکتی ہے مثلاً روپیہ دو روپیہ، دس پچاس روپے جیسی گنجائش ہو۔ یہ رقم خرچ سے علیحدہ دو لیکن صاف کہہ دو کہ وہ رقم صرف گھر کے خرچ کی ہے اور یہ تمہارا جیب خرچ ہے۔ یہ تمہاری ملک ہے۔ اس کو جہاں چاہو خرچ کرو۔

جب تم خرچ الگ دو گے تو تمہارا یہ کہنے کو مُنہ ہو گا کہ یہ رقم جو گھر کے خرچ کے لیے دی ہے امانت ہے۔

کیوں کہ آدمی کے پیچھے بہت سے خرچ ایسے بھی لگے ہوئے ہیں جو اپنی ذات خاص کے ساتھ ہیں۔ اگر بیوی کو کوئی رقم ذات خاص کے خرچ کے لیے نہ دی گئی جس کو جیب خرچ کہتے ہیں تو وہ امانت میں خیانت کرنے پر مجبور ہوگی۔ اس صورت میں اس پر تشدد کرنا ایک گونا ظلم اور بے حمیتی ہے۔ (التبلیغ: ص ۴۶ رج، ۷ ملفوظات اشرفیہ: ص ۱۲۰)

جیب خرچ دینے کی واقعی ضرورت

چونکہ دینی و دینوی مصارف (اخراجات) کی حاجت اکثر واقع ہوتی رہتی ہے اور عورتوں کے پاس اکثر جداگانہ مال نہیں ہوتا اس لیے مردوں کو مناسب ہے کہ نفقہ واجبۃ (اور مہر) کے علاوہ حسب حیثیت کچھ خرچ ایسے مواقع کے لیے علیحدہ بھی دے دیا کریں۔ پھر اس کا حساب نہ لیا کریں۔ تاکہ وہ اپنی مرضی کے موافق آزادی کے ساتھ بے تکلف ایسے مصارف میں صرف کر سکیں۔

نیز شوہر کے ذمہ عورت کے زیور کی زکوٰۃ یا اس کی طرف سے صدقہ فطر یا قربانی واجب نہیں سو ایسی رقم اگر ان کو مل جایا کرے گی تو ان واجبات کی ادائیگی میں ان کو سہولت ہو گی لیکن چونکہ شوہر پر واجب تو ہے نہیں اگر شوہر نے نہ دیا تو عورت اپنے زیور بیچ کر یہ سب حقوق اس سے ادا کرنے شوہر کے مال سے اس کی رضا کے بغیر ان عبادات میں صرف کرنا

Brought To You By www.e-iqra.info

جائز نہ ہوگا۔ عورتیں اس میں سخت بے احتیاطی کرتی ہیں۔ شوہر کے مال کا اپنے کو بالکل مالک سمجھتی ہیں یہ باطل اور بالکل غلط ہے۔ (اصلاح انقلاب: ص ۱۶۸ر ج ۲)

بیوی کی دلجوئی کرنا اور تکلیف دہ بات پر صبر کرنا بھی ان کا حق ہے

صرف نان ونفقہ ہی عورت کا حق نہیں ہے بلکہ یہ بھی حق ہے کہ ان کی دلجوئی کی جائے۔ حدیث میں ہے:

"اِسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ"

"یعنی عورتوں سے اچھا برتاؤ کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس مثل قیدی کے ہیں" اور جو شخص کسی کے ہاتھ میں قید ہو اور ہر طرح اس کے بس میں ہو اس پر سختی کرنا جواں مردی کے خلاف ہے۔

دلجوئی کے معنی یہ ہیں کہ ایسی کوئی بات نہ کہو جس سے اس کا دل دکھے اس کو تکلیف ہو۔ نان نفقہ وغیرہ ضابط کے حقوق کو تو سب جانتے ہیں اور وہ محدود حقوق ہیں، لیکن دلجوئی ایسا مفہوم ہے جس کی تحدید (حدبندی) نہیں ہو سکتی۔ کہ جس بات سے عورتوں کو اذیت ہو وہ مت کرو بھلا اس کی تحدید کیسے ہو سکتی ہے۔ اب کہا جا سکتا ہے کہ عورت کے حقوق غیر محدود ہیں۔

(التبلیغ وعظ کساء النساء: ص ۱۲۲ر ج ۷)

دلجوئی کے خاطر جھوٹ بولنا

بیوی کا صرف یہ حق نہیں کہ اس کو کھانا کپڑا دے دے، بلکہ اس کی دلجوئی بھی ضروری ہے۔ دیکھیے فقہاء کرام نے بیوی کی دلجوئی کو یہاں تک ضروری سمجھا ہے کہ اس کی دلجوئی کے لیے جھوٹ بولنا بھی جائز فرمایا ہے۔ اس سے اس امر کی کتنی بڑی تاکید ثابت ہوتی ہے اور یہاں سے بیوی کے حق کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کی دلجوئی کے لیے خدا نے بھی اپنا حق معاف کر دیا۔

(ملفوظات اشرفیہ: ص ۳۶۴)

فرمایا اپنی عورتوں کی دلجوئی کرنا اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ ان کو یہ خیال نہ ہو کہ اگر ہم بھی پردہ نہ کرتے تو دوسری بے پردہ عورتوں کی طرح ہمارے کام بھی آسانی سے پورے ہوتے۔ (اس لیے) ان کی خدمت کرے تاکہ وہ یقین کر لیں کہ اگر ہم پردہ نہ کرتے تو مرد ہماری اتنی خدمت نہ کرتے۔ حاصل یہ کہ مرد کے طرز عمل سے عورتوں کو پردہ کا موجب راحت ہونا معلوم ہو جائے اور بے پردگی کی ترجیح کا وسوسہ بھی نہ آئے۔ (القول الجلیل: ص ۷۶)

Brought To You By www.e-iqra.info

دلجوئی کا طریقہ

عورتوں کا پردہ ضرور ہو مگر پردہ میں اس کی دلجوئی کے سامان بھی مہیا ہوں یہ نہیں کہ میاں صاحب نماز کو جائیں تو باہر سے تالا لگا کر جائیں۔ کسی کو اس سے ملنے نہ دیں اس کی دسراہت (بات چیت ہنسی تفریح) کا سامان نہ کریں۔ بلکہ مردوں کو لازم ہے کہ پردہ میں عورتوں کی دلچسپی کا ایسا سامان مہیا کریں کہ ان کو باہر نکلنے کی ہوس ہی نہ ہو (بشرطیکہ حدود جواز میں خلاف شرع نہ ہو سمجھنے کی بات ہے کہ اگر مردوں کو کسی وقت وحشت ہوتی ہے تو باہر جا کر ہم جنسوں (یاردوستوں) میں دل بہلا سکتے ہیں۔ بے چاری عورتیں پردہ میں اکیلی کس طرح دل بہلائیں۔

تم کو چاہیے یا تو خود اس کے پاس بیٹھو۔ یا تم کو فرصت نہیں ہے تو کسی اس کی ہم جنس عورت کو اس کے پاس رکھو۔ اگر کسی وقت کسی بات پر شکوہ شکایت بھی کرے تو معمولی بات پر بُرا مت مانو۔ تمہارے سوا اس کا ہے کون؟ جس سے وہ شکایت کرنے جائے۔ اس کی شکایت کو ناز و محبت پر محمول کرد کیوں کہ ہماری عورتوں میں محبت کا مادہ اس قدر ہے کہ سچ مچ عشق کا مرتبہ ہے۔

(التبلیغ: ص ۱۲۶ ارج ۷)

رات میں بیوی کے پاس رہنا بھی اس کا حق ہے

شریعت نے جو حقوق معاشرت ہمارے ذمہ کیے ہیں۔ عموماً ان کو مرد اپنے ذمہ نہیں سمجھتے۔ مثلاً بعض گھروں میں دیکھا ہے کہ مرد بیوی سے بالکل لاپرواہ رہتا ہے۔ سال سال بھی تک باہر بیٹھک میں سوتے ہیں گھر میں نہیں سوتے۔ اب یا تو کہیں اور تعلق پیدا کیا جاتا ہے یا ویسے ہی باہر سوتے رہتے ہیں اور بیوی کے حق سے غافل ہیں۔ حالانکہ رات کو اس کے پاس سونا بھی شرعاً اس کا حق ہے۔

بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ بات بات میں عورتوں کی خطائیں نکالی جاتی ہیں اور ان کی وجہ سے بات چیت ترک کردی جاتی ہے۔ یا گھر میں سونا چھوڑ دیا جاتا ہے مگر وہ خطا اس درجہ کی نہیں ہوتی۔ (حقوق البیت: ص ۲۱)

بیوی سے باتیں کرنا اور اس کو خوش رکھنا بھی اس کا حق ہے

بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو بزرگ کہلاتے ہیں یا کسی بزرگ کے مرید ہیں نماز، روزہ، ذکر و شغل کے پابند ہیں اپنے نزدیک گویا جنت خرید رہے ہیں مگر بیوی کے حقوق سے غافل ہیں۔ یاد رکھو! بیوی کا یہ حق ہے کہ ایک وقت میں اس سے بات چیت بھی کی جائے اور اس کی تکلیف

Brought To You By www.e-iqra.info

وراحت کی باتیں سنی جائیں۔ دلجوئی کی باتوں سے اس کو خوش کیا جائے۔ مگر اس حق سے دیندار و دنیادار سب ہی غافل ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ان حقوق کو اپنے ذمہ سمجھتے ہی نہیں۔ بس کھانا کپڑا ہی اپنے ذمہ سمجھ لیا ہے۔ (حقوق البیت: ص ۳۱)

اپنے ہاتھ سے بیوی کو کھلانے میں بھی ثواب ملتا ہے بیوی کا جی خوش کرنے کی خاطر کوئی سامان خریدنے میں بھی ثواب ملتا ہے

(۱) اگر بیوی کا جی خوش کرنے کے لیے بلاضرورت بھی کوئی چیز خرید لو تو وہ بھی اسراف نہیں کیونکہ تطییب قلب زوجہ (بیوی کا جی خوش کرنا) بھی مطلوب ہے بشرطیکہ اس میں۔ طاقت سے زیادہ قرض نہ ہو۔

(۲) بیوی کو کچھ کھلا دینا بھی خیرات ہی ہے (یعنی اس میں بھی اللہ تعالیٰ ثواب دیتے ہیں۔)
(رضاء الحق: ص ۱۲۲، ملحقہ تسلیم رضاء)

گھر کا انتظام خود یا بیوی کے ہاتھ میں ہونا چاہیے

میں فتویٰ تو نہیں دیتا لیکن مشورہ ضرور دوں گا کہ گھر کا انتظام بیوی کے ہاتھ میں رکھنا چاہیے۔ یا خود اپنے ہاتھ میں رکھے اور وہ کے ہاتھ میں نہیں ہو چاہیے خواہ وہ بھائی بہن یا ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں۔ ورنہ اس بیوی کی بڑی دل شکنی ہوتی ہے، اس لیے یا تو خاوند خرچ اپنے ہاتھ میں رکھے ورنہ رشتہ داروں میں سب سے زیادہ مستحق وہی ہے۔ بیوی کا صرف یہی حق نہیں کہ اس کو کھانا کپڑا دے دیا بلکہ اس کی دلجوئی بھی ضروری ہے۔ (حسن العزیز: ص ۴۲۲، ج ۱)

......☆☆☆☆☆......

Brought To You By www.e-iqra.info

فصل نمبر......۴

بیویوں کو ناز کرنے کا حق ہے

ازواج مطہرات کا حضور صلی اللہ علی وسلم نے ناز کرنا

واقعہ افک میں جب منافقین نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا۔ تو ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ''اے عائشہ اگر تم بالکل بری ہو تو حق تعالیٰ تمہاری برأت ظاہر کر دیں گے اور اگر واقعی تم سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو حق تعالیٰ سے توبہ استغفار کرلو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات سے بہت رنج ہوا اور عرض کیا کہ میں نہیں جانتی کہ اس بات کا کیا جواب دوں، اگر میں یہ کہوں کہ میں بالکل بری ہوں اور خدا جانتا ہے کہ میں بالکل بری ہوں تو اس کو آپ لوگوں کے دل قبول نہ کریں گے اور اگر میں یہ کہہ دوں کہ ہاں مجھ سے غلطی ہوئی اور خدا جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو اس بات کو آپ فوراً تسلیم کرلیں گے۔ پس اس وقت میں وہی بات کہتی ہوں جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَاتَصِفُوْنَ۔ (صبر بہتر ہے اللہ ہی مددگار ہے) یہ کہہ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بستر پر لیٹ گئیں اور رونے لگیں۔

اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کے آثار نمایاں ہوئے تھوڑی دیر بعد جب وحی ختم ہو چکی تو پہلی بات جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلی وہ یہ تھی اَبْشِرِیْ یَا عَائِشَۃُ فَقَدْ بَرَّاکِ اللّٰہ۔ یعنی عائشہ! خوشخبری سن لو حق تعالیٰ نے تمہاری برأت ظاہر کردی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آیات پڑھ کر سنائیں جو اس وقت نازل ہوئی تھیں۔ اس بات کو سنتے ہی ہر شخص کا چہرہ خوشی سے کھل گیا۔

واقعہ افک میں جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں وحی نازل ہو چکی تو ان کے والدین نے ان سے کہا قومی الیہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور ان کا شکریہ ادا کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ نے فرمایا: ''قومی یا عائشہ وقبلی۔ یعنی عائشہ! اٹھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

''وَاللّٰہِ لَا اَقُوْمُ اِلَیْہِ وَاِنِّیْ لَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ ھُوَ الَّذِیْ اَنْزَلَ بَرَاَتِیْ

Brought To You By www.e-iqra.info

اَوْ کَمَا قَالَ''

بخدا میں آپ کے پاس اٹھ کر نہ جاؤں گی اور اپنے خدا کے سوا کسی کی حمد نہیں کرتی کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مجھے آلودہ سمجھ ہی لیا تھا خدا تعالیٰ نے مجھے بری کیا۔ واللہ میں تو نہیں اٹھتی نہ میں کسی کا شکریہ ادا کروں سوائے اللہ تعالیٰ کے اسی نے میری برأت نازل فرمائی۔

ظاہر میں یہ کتنا سخت لفظ ہے کہ حضور کے مُنہ ہی پر کہتی ہیں کہ میں تو نہیں اٹھتی نہ میں کسی کا شکریہ ادا کروں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل ملال نہ ہوا کیونکہ ناز محبوبانہ تھا۔

اب مردوں کو سمجھنا چاہیے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات کس بناء پر تھی؟ اس کا منشاء (اور سبب) وہی ناز تھا جو بیوی کی تعلق دوستی کی وجہ سے شوہر پر ہوتا ہے اور شریعت نے عورتوں کی اس قسم کی باتوں پر جو وہ ناز میں کہہ ڈالیں کوئی مواخدہ نہیں کیا۔

اگر عورت کو ناز کا حق نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات پر ضرور تنبیہہ فرماتے کیونکہ ظاہر میں یہ کلمہ نہایت سخت تھا اور احتمال تو ہو ہی نہیں سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعیہ میں کسی کی رعایت فرمائیں۔

چنانچہ ایک عورت نے چوری کی تھی جن کا نام فاطمہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شرعی حکم کے موافق ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا لوگوں نے سفارش کرنا چاہی اور حضرت اسامہ بن زید کو سفارش کے لیے تجویز کیا، کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اور محبوب زادہ تھے چنانچہ وہ بھولے پن میں سفارش کر بیٹھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت برہم ہوئے اور فرمایا کہ حدود میں سفارش کرنا پہلی امتوں کو ہلاکت میں ڈال چکا ہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ہوتی (نعوذ باللہ) تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

(ابوداؤ شریف: ص۲۵۳ رج ۲)

اس سے معلوم ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم احکام شرعیہ میں کسی کی رعایت نہیں کرتے تھے اور نہ کر سکتے تھے تو اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول خلاف شریعت ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ہرگز رعایت نہ فرماتے اور ضرور تنبیہہ فرماتے۔ پس ثابت ہو کہ ان کا یہ کہنا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اٹھ کر نہیں جاتی اور اپنے خدا کے سواء کسی کا شکریہ ادا نہیں کرتی خدا اور رسول کے حکم کے خلاف نہ تھا۔

تو بیوی کا شوہر سے وہ تعلق ہے جس میں اتنی بڑی بات کو خدا اور رسول نے گوارہ کر لیا ورنہ یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم گرفت فرماتے یا اس پر کوئی آیت ضرور نازل ہوتی چنانچہ ایک مرتبہ ازواج

Brought To You By www.e-iqra.info

مطہرات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خرچ زیادہ مانگا تھا۔ تنگی کے زمانے میں تو انہوں نے ایسی درخواست کبھی نہیں کی حتیٰ کہ تنگی کے زمانے میں بعض وقت پانی بھی گھر میں نہیں ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ شکایت نہیں کی۔ ہاں جب فتوحات سے سب مسلمان مالدار ہونے لگے اور تنگی رفع ہوگئی اس وقت انھوں نے بھی اپنے لیے وسعت چاہی۔ مگر یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم مذاق کے خلاف تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیبیوں کے لیے تو کیا وسعت پسند کرتے اپنی بیٹی تک کے لیے بھی اس کو گوارہ نہیں کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمیشہ یہ دعاء فرماتے تھے ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتاً'' یعنی اے اللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر والوں کا رزق بقدر قوت کر دیجئے جس سے زندگی قائم رہ سکے۔ غرض مال کا زیادہ ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذاق کے خلاف تھا۔ اس لیے ازواج مطہرات کی اس فرمائش سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنگ دل ہوئے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا الآیۃ یعنی ازواج مطہرات سے فرما دیجئے کہ اگر تم دنیا چاہتی ہو اس صورت میں تم میرے پاس نہیں رہ سکتیں آؤ میں تم کو متاع دنیا دے کر خوبی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ اگر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کی طالب ہو تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت نازل ہوئی تو سب سے پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تو عمر تھیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آیا یت سنانے سے پہلے فرمایا کے اے عائشہ! میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں، مگر اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر کے جواب دینا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات ان کو سنائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ مضمون سن کر جوش ہوا اور عرض کیا ''افی ھذا استامر ابوی،'' کیا میں اس بات کے لیے اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں گی۔ میں نے اللہ کو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آخرت کو اختیار کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جواب سے بہت مسرور ہوئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کسی اور بی بی سے یہ نہ کہئے کہ عائشہ نے یہ جواب دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مجھ سے کسی نے پوچھا تو میں چھپاؤں گا نہیں۔

غور کرنے کی بات ہے کہ حق تعالیٰ نے ازواج مطہرات کو زیادہ خرچ مانگنے سے منع فرمایا اور ناز کی بات منع نہیں فرمایا، معلوم ہو کہ ناز کرنے میں اتنی برائی نہیں تھی جتنی کے زیادہ خرچ مانگنے میں

Brought To You By www.e-iqra.info

تھی۔ مگر آج کل کتنی الٹی بات ہے کہ زیادہ خرچ مانگنے کو برا نہیں سمجھتے ہیں جو کسی درجہ میں مذموم بھی ہے اور بیوی کے ناز اور بے تکلفی کو برا سمجھتے ہیں جو ذرا بھی بری بات نہیں۔

ازواج مطہرات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ناز کرنا

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ بعض ازواج مطہرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زور سے بولتیں اور ضد کے ساتھ فرمائشیں کرتی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو اس وقت حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ بنت عمر (رضی اللہ عنہا) موجود تھیں ان کو ڈانٹا کہ تم ڈرتی نہیں ہو؟ دوسری عورتوں کی ریس میں تم نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زور سے بولنا شروع کیا ہے؟ یاد رکھو ہلاک ہو جاؤ گی۔

ازواج مطہرات کا یہ زور سے بولنا اس وجہ سے تھا کہ وہ جانتی تھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ناراض نہ ہوں گے۔

ورنہ رفع صوت (آواز کو بلند کرنا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سخت معصیت تھا (سورہ حجرات میں اس کی تصریح موجود ہے۔ (التبلیغ: ص ۱۳۶/ج ۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ناز ونخرہ

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر کے اندر یہ حالت تھی کہ بعض دفعہ بیویاں روٹھ جاتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹال دیتے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں سے روٹھ گئے۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئے تو دروازہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا چلا کر بات کرتے ہوئے سنا۔ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو) غصہ آیا۔ جب اندر پہنچے تو صاحبزادی (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے کہتے ہیں۔ میں بھی سن رہا ہوں کہ تو حضور کے سامنے زور زور سے بول رہی ہے یہ کہہ کر طمانچہ مارنے کو ہاتھ اٹھایا فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روک لیا، جب حضرت صدیق اکبر چلے گئے تو حضور حضرت عائشہ سے فرماتے ہیں، دیکھا میں نے تم کو کیسا بچالیا ورنہ پٹ گئی ہوتیں۔

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

”میں پہچان جاتا ہوں جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو۔ عرض کیا، حضور کس طرح پہچان لیتے ہیں۔ فرمایا، جب تم راضی ہوتی تو اپنی بول چال میں یوں کہتی ہو ”لا ورب محمد“ (نہیں محمد کے رب کی قسم) اور جب ناراض ہوتی تو یوں کہتی ہو ”لا ورب ابراھیم“ اس وقت رب محمد نہیں

Brought To You By www.e-iqra.info

کہتی ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، حضور واقعی آپ کا خیال ٹھیک ہے، مگر میں غصہ کی حالت میں بھی صرف آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں یعنی دل سے آپ کو نہیں بھولتی۔

جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بہت تعلق تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی سب سے زیادہ آپ کی عاشقہ تھیں۔ انہیں کا یہ شعر ہے:

لو اخي زليخالو راين جبينه لا ثرن بالقطع القلوب عليٰ اليد

(اگر زلیخا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی منور پیشانی دیکھ لیتی تو وہ یقیناً ہاتھوں کی بجائے اپنے دل کو کاٹ لیتی)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عاشق زار تھی مگر پھر بھی کبھی کبھی اینٹھ جاتیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نہ کہتے کیونکہ درحقیقت یہ ناراضگی نہیں تھی بلکہ ناز تھا۔

(التبلیغ: ص ۱۳۷ ر ج ۷، وعظ کساء النساء)

......☆☆☆☆☆......

Brought To You By www.e-iqra.info

باب:۱۰

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت اور اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیویوں کے ساتھ ایسے عجیب اخلاق تھے کہ آج کل کے مدعیان، تہذیب سنیں تو شاہد حیرت کریں۔ مگر ہم کو ان کی حیرت واستعجاب کی پرواہ نہیں۔ ہم ان کی اس بے وقوفی پر ہنسیں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات وواقعات کو کسی نکتہ چینی کے خوف سے مخفی نہ رکھیں گے۔

ہمارا مذہب ایسا نہیں کہ جس کی باتوں کو چھپا چھپا کر رکھا جائے ہم علاروس الاشہاد (برسر عام) اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ دنیا میں سب لوگ بے وقوف ہی نہیں بستے بہت سے اہل عقل بھی دنیا میں موجود ہیں۔ جوان باتوں کی قدر کریں گے۔ (التبلیغ: ص ۱۳۱ / ج ۷)

بیوی کی دلجوئی اور اس کے جذبات کی رعایت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی بیویوں کے ساتھ یہ اخلاق تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چونکہ سب بیویوں سے عمر میں کم تھی تو آپ ان کی عمر کے موافق ان کی دلجوئی فرمایا کرتے تھے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ایک مرتبہ دوڑے بھی ہیں چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بچی اور چھریرے بدن کی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عمر کے تھے آپ کا جسم مبارک بھاری ہو چکا تھا، اس دوڑ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نکل گئیں کچھ عرصہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر ایک مرتبہ دوڑے، اس مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے، کیوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بدن ذرا بھاری ہو گیا تھا۔ عورتیں بہت جلدی بھاری ہو جاتی ہیں، ان کا نشو ونما جلدی ہوتا ہے اس وقت یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ نکل سکیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تلک بتلک'' یہ پہلی بار کا بدلہ ہے کہ تم پہلے آگے نکل گئیں تھیں۔ سبحان اللہ کیا کہنا ہے آپ کے اخلاق کا۔

(التبلیغ وعظ کساء: ص ۱۳۲ / ج ۷، والتبلیغ: ۱۴۴ / ج ۱۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے ساتھ دوڑ کی ہے تو کیا تمہارے نزدیک معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فضول کام کیا؟

Brought To You By www.e-iqra.info

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ کی ہے اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ نے امت کو تعلیم دی ہے کہ اگر زیادہ عمر والا کمسن (کم عمر والی لڑکی سے شادی کرے تو اس کو یہ نہیں چاہیے کہ اپنی طرح اس بچی کو بھی دانا بنا کر رکھے بلکہ اس کے جذبات کی بھی رعایت رکھے۔

بچیوں کی طبیعت کھیل کود کو چاہا کرتی ہے تو اس کو اس کا موقع دینا چاہیے اور اگر وہ شوہر سے لحاظ وادب سے کھیل کود میں شرم کرتی ہو تو اس کی صرف قولاً (زبان) سے نہیں بلکہ عملاً اجازت دینی چاہیے۔ اسی لیے آپ خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑے۔

اور بعض دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حبشی بچوں کا کھیل بھی دکھلایا ہے جو مسجد کے فنا (احاطہ) میں تیروں سے کھیل رہے تھے۔

اپنے ان کو گڑیوں سے کھیلنے کی بھی اجازت دی اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ محلّہ کی لڑکیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر تشریف لاتے دیکھ کر گڑیوں کے کھیل سے متفرق ہو جاتیں تو آپ ان کو جمع کر کے لاتے کہ میں کچھ نہیں کہتا میں کچھ نہیں کہتا تم اطمینان سے کھیلو۔

ان سب امور میں امت کو تعلیم دی گئی ہے کہ بوڑھا مرد کمسن لڑکی سے شادی کر کے اس کے ساتھ کیسے معاشرت کرے۔ پس چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان افعال کو حسن معاشرت میں دخل ہے جو شرعاً مطلوب ہے۔ نیز ان واقعات میں امت کو بھی حسن معاشرت کی تعلیم ہے اس لیے یہ فضول نہیں ہیں۔ (التبلیغ وعظ ما علیہ الصبر: ص۱۵۳رج ۱۷)

آدمی کا مزاج اور گھر میں اس کا کردار کیسا ہونا چاہیے؟

میرے متعلقین میں سے ایک شخص ہیں جن میں متانت اور سنجیدگی زیادہ ہے جہاں بیٹھتے ہیں بڑے وقار کے ساتھ بیٹھتے ہیں کیا مجال ہے جو ہنسی آجائے یا کسی سے کھل کر بات بھی کر لیں۔

اس کے متعلق ایک دفعہ میں نے تقریر کی کہ یہ سنجیدگی ہمیں پسند نہیں آدمی کو چاہیے کہ ہنستا بولتا رہے۔ یہ کیا کہ ہر وقت مُنہ چڑھا ہوا ہے۔ ایسے آدمی کو کسی سے انس (اور میل جول) نہیں ہوتا آپ نے اس کا نام وقار رکھا ہے دراصل یہ کبر ہے۔

بھلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ باوقار کون ہوگا، مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم خندہ پیشانی سے ملتے تھے' صحابہ کے ساتھ بولتے تھے، لوگ جس قسم کی بات کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں شریک رہتے۔ ہمارا وقار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہوسکتا۔

میری عادت ہے کہ میں مدرسہ میں بیٹھ کر دوستوں کے سامنے اپنے گھر کے حالات و

Brought To You By www.e-iqra.info

واقعات بھی کہہ ڈالتا ہوں اس سے ان صاحب کو اختلاف تھا وہ کہتے تھے کہ گھر کی باتیں مجمع میں بیان کرنا متانت وسنجیدگی کے خلاف ہے۔ انہوں نے تو یہ بات خیر خواہی سے کہی ہوگی لیکن میں اس کو غلط سمجھتا ہوں۔

میں نے کہا مولانا متانت وسنجیدگی اس کو نہیں کہتے متانت بھی وہی ہے جو سنت سے ثابت ہو۔ آپ اس متانت کی بدولت بعض سنتوں سے محروم ہیں۔ اچھا سچ بتاؤ! کبھی تم نے اس سنت پر بھی عمل کیا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہے یعنی بیوی کے ساتھ دوڑنا اور بحمد للہ مجھے یہ دولت نصیب ہوئی ہے۔ ہم نے اس سنت پر بھی عمل کیا ہے۔ تم اس متانت ہی میں رہو گے جس کی بدولت سنت معاشرت مع الازوج (یعنی بیویوں کے ساتھ معاشرت کی سنت) پر عمل کبھی نصیب نہ ہوگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہ تھی کہ بکری کا دودھ اپنے ہاتھ سے دوھ لیتے۔ ترکاری کاٹ لیتے اور گھر کے کاموں میں گھر والوں کی مدد فرماتے۔ الحمدللہ اس پر بھی ہمیں عمل کی توفیق ہو یہ ہے۔

یاد رکھیئے سنت طریقہ یہی ہے کہ مسلمان سیدھا سادہ بن کر رہے بڑا بن کر نہ رہے کہ جہاں بیٹھیں ایسے بیٹھیں جیسے مجمع کے سردار ہیں۔

(التبلیغ: ص ۱۳۴ رج ۷، وعظ النساء النساء)

......☆☆☆☆☆......

Brought To You By www.e-iqra.info

فصل نمبر......۱

خوشگوار پسندیدہ زندگی

میاں بیوی میں ہنسی مذاق حضرت علی وحضرت فاطمہ کا واقعہ

ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہنسی کے طور پر عورتوں کے مذمت میں ایک شعر حضرت فاطمہ کے سامنے پڑھا:

"ان النساء الشیاطن خلقن لنا نعوذباللّٰہ من شرالشیاطین"

ترجمہ: "بیشک عورتیں ہمارے لیے شیطان پیدا کی گئی ہیں۔ ہم خدا کی شیاطین کے شر سے پناہ مانگتے ہیں۔"

"اِنَّ النِّسَاءَ ریاحین خُلقنَ لکم وَ کلّکُمْ یشتمی شَمَّ الرَّیاحین"

ترجمہ: "بلاشبہ عورتیں پھول ہیں جو تمہارے لیے پیدا کی گئی ہیں اور تم میں سے ہر شخص پھولوں کی جانب مائل ہوتا ہے۔" (التبلیغ وعظ درجات الاسلام: ص۱۰۸/ ج۲۰)

لطف کیسی زندگی میں ہے؟ گھر کی جنت

بیوی کی خاطر داری کرنے (اور اس کو آرام پہنچانے میں) دنیا کی بھی تو بڑی مصلحت ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ اس سے زندگی لطف کے ساتھ گذرتی ہے۔ ایک دوسرے کی راحت ورنج کا شریک ہوتا ہے۔ اگر میاں بیوی میں موافقت اور بے تکلفی اور انشراح ہو تو پھر زندگی کا کیا (عجیب) لطف ہے۔

لطف تو اسی میں ہے کہ آدمی دن بھر کا تھکا ماندہ جائے تو گھر والوں کی باتوں سے جی خوش کرے۔ وہ اس کو راحت دیں، یہ ان کی راحت کا خیال رکھے۔

جن لوگوں کی معاشرت گھر والوں کے ساتھ عمدہ ہے واقعی ان کو دنیا ہی میں جنت نصیب ہے۔ یہ راز ہے اہل اللہ کی دلجوئی میں وہ اسی لیے اپنے گھر والوں کو راحت پہنچاتے ہیں تا کہ زندگی لطف کے ساتھ گزرے۔

اور جہاں ہر وقت جوتی بیزار (لڑائی جھگڑا تکرار ومباحثہ) ہو وہاں کوئی خوشی نہیں۔ یہ کیا زندگی ہے کہ دن بھر تو کام میں تھکے، اب شام کو گھر جا کر بھی رنج وغم کی باتیں کی جائیں، مگر آج کل

Brought To You By www.e-iqra.info

لوگوں کے مزاج بگڑ گئے ہیں۔ بے حسی چھا گئی ہے وہ اسی حالت میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ مگر جن کو ذرا بھی حس ہے وہ تو اس کو دنیا ہی میں دوزخ سمجھتے ہیں۔

(التبلیغ خیر الارشاد: ص ۱۴۵ ارج ۱۴)

عورتیں کہا کرتی ہیں کہ کسی کا ہاتھ چلے کسی کی زبان چلے مگر ایسی زندگی میں کچھ لطف نہیں کہ چار دن ہنس بول لیے اور دس دن کو لڑ جھگڑ لیے زندگی کا لطف تو جب ہی ہے کہ جانبین (دونوں طرف سے) ایک دوسرے کے حقوق کی پوری رعایت ہو۔ (حقوق الزوجین: ۱۴۹)

بیوی کی راحت کا خیال اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دین و دنیا سب کچھ سکھلا دیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو قبرستان جانے کے لیے آہستہ سے اٹھے جوتے پہنے۔ آہستہ سے کواڑ کھولے۔

پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال کرنے پر فرمایا کہ میں نے ایسا اس لیے کیا کہ شاید تم جاگ جاؤ اور تنہا گھبراؤ، دیکھئے بیوی کی راحت کا اتنا خیال ہے جو ہر طرح تابع ہے۔

اور اب تو باوا (باپ دادا) کا بھی اتنا خیال نہیں ہوتا جو ہر طرح متبوع ہے۔

(الافاضات الیومیہ: ص ۱۵۳ ارج ۲)

حدیث میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بستر سے اٹھے اور آہستہ سے جوتیاں پہنیں اور آہستہ ہی سے دروازہ کھولا اور آہستہ ہی سے بند کیا۔" حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"وفتح الباب رویدًا واغلق الباب رویدًا وخرج رویدًا"

(یعنی آپ نے آہستہ سے دروازہ کھولا آہستہ سے دروازہ بند کیا اور آہستہ سے باہر نکلے)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شبہ ہوا کہ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور بیوی کے یہاں جا رہے ہیں اور وجہ یہ تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر عاشق تھی اور عشق میں یہ حالت ہوا کرتی ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسا بے تکلفی کا تعلق تھا اور پھر وہ آپ پر عاشق تھیں چنانچہ کہتی تھیں:

"لواحی زلیخا لورائین جبینه لائرن بالقطع القلوب علی الید" یعنی اگر زلیخا کو ملامت کرنے والی عورتیں آپ کی جبین مبارک کو دیکھ لیتیں تو بجائے ہاتھوں کے قطع کرنے کے قلوب کو قطع کر لیتیں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس قدر عاشق زار تھیں تو آپ کے کسی بھی فعل سے ان کو اذیت نہ ہوتی، مگر اس پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رعایت کی کہ رات کو جب اٹھے تو سارے کام آہستہ کیے تا کہ ان کی نیند میں خلل نہ آئے۔ سو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو جہاں ناگواری کا احتمال بھی نہ ہوتا وہاں بھی ایسے امور کی رعایت فرماتے تھے اور ہماری یہ حالت ہے کہ رات کو اٹھے تو دھڑ ادھڑ کرنا شروع کر دیا خصوصاً اگر انگریزی جوتے ہوں، یا رات کو ڈھیلے لیتے ہیں تو بھڑ بھڑ توڑتے ہیں۔ حالانکہ اس سے لوگوں کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ (حقوق وفرائض: ص ۳۳۷)

بیوی کو عیش و آرام سے رکھنے میں اپنا فائدہ ہے

یہاں پر بعض عورتیں عیش اور راحت میں ہیں اور تقریباً چالیس ۴۰ پینتالیس ۴۵ سال ان کی عمر ہے، مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی سال دو سال کی بیاہی ہوئی ہیں اور ان کو کوئی پچیس برس کی عمر زائد نہیں بتلا سکتا تو بی بی کو عیش و آرام رکھنے میں ایک یہ بھی بڑی حکمت ہے کہ وہ تندرست رہے گی ضعیفی (اور بڑھاپے) کا اثر جلدی نہ ہوگا اور لمبی مدت تک ان کے کام کی رہے گی مگر لوگ اپنی راحت و مصلحت کا خیال کر کے بھی تو ان کی رعایت نہیں رکھے۔

(الاضافات الیومیہ: ص ۲۰۴، ج ۴ زهرة النساء)

......☆☆☆☆☆......

Brought To You By www.e-iqra.info

باب:۱۱

عورتوں کے احسانات اوران کی خوبیاں وقربانیاں

عورتوں کی قدرواہمیت

مردوں نے تو یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم عورتوں کو کھانا کپڑا دیتے ہیں بس اس سے سارا حق ادا ہو گیااوراس کے بعد جو کچھ حقوق ہیں عورتوں ہی کے ذمہ ہیں ہمارے ذمہ کچھ نہیں، مگر میں کہتا ہوں کہ تمہارے کھانے کپڑے کے عوض میں تمہاری بیویاں اس قدر خدمت کرتی ہیں کہ اتنی تنخواہ میں کوئی نوکر یا ماما ہرگز نہیں کرسکتی۔ جس کو شک ہو وہ تجربہ کرکے دیکھ لے۔ بغیر بیوی کے گھر کا انتظام ہو ہی نہیں سکتا چاہے تم لاکھ خادم رکھو۔ ہم نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے جن کی معقول تنخواہ تھی مگر بیوی نہ تھی۔ نوکروں کے ہاتھ سے خرچ ہوتا تھا تو ان کے گھر کا خرچ اس قدر بڑھا ہوا تھا جس کی کچھ حد نہیں نکاح ہی کے بعد گھر کا انتظام ہوا۔

میں کہتا ہوں کہ اگر بیوی کچھ بھی گھر کا کام نہ کرے صرف انتظام اور دیکھ بھال ہی کرے تو یہی اتنا بڑا کام ہے جس کی دنیا میں بڑی بڑی تنخواہیں ہوتی ہیں اور انتظام کرنے والے کی بڑی عزت وقدر کی جاتی ہے۔ دیکھئے وائے سرائے ظاہر میں کچھ کام نہیں کرتا کیونکہ اس کے تحت میں اتنا بڑا عملہ کام کرنے والا ہوتا ہے کہ اس کو خود کسی کام میں ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی، مگر اس کی جو اتنی بڑی تنخواہ اور عزت ہے محض ذمہ داری اور انتظام کی وجہ سے ہے۔

پس بیویوں کا یہی کام اتنا بڑا ہے جس کا عوض نان ونفقہ نہیں ہوسکتا مگر ہم تو شریف زادیوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ خود بھی اپنے ہاتھ سے گھر کا بہت کام کرتی ہیں۔ خصوصاً بچوں کی بڑی محنت سے پرورش کرتی ہیں۔ یہ وہ کام ہے کہ تنخواہ دار ماما کبھی بیوی کے برابر نہیں کرسکتی۔

(رفع الالتباس: ص۱۴۹)

احساس ذمہ داری

عورتیں اس قدر کام کرتی ہیں کہ کسی وقت چین سے نہیں بیٹھتیں۔ عورت کے اعضاء کے جلد ضعیف ہونے کا سبب یہی ہے کہ اس پر ہر وقت غم اور رنج کا ہجوم رہتا ہے، سینکڑوں فکریں گھیرے رہتی ہیں۔ امور خانہ (گھر) کا انتظام بیچاری کے ذمہ ڈال کر مرد صاحب بے فکر ہو جاتے ہیں۔ وہ

Brought To You By www.e-iqra.info

بیچاری کھپتی ہے، مرتی ہے۔ اگر یہ حضرت (میاں صاحب) دو روز بھی انتظام کرکے دکھا دیں تو ہم اسی وقت ان کو مرد سمجھیں اور ان سب باتوں کے باوجود کمال یہ ہے کہ اپنی زبان سے (تکلیف) کا اظہار بھی نہیں کرتیں۔ کہ مجھ پر کیا گذر رہی ہے یہی سبب ہے عورتوں کے جلدی ضعیف ہو جانے کا۔ (الافاضات الیومیہ: ص ۱۰۳ ر ج ۲)

عورتیں واقعی بڑی محسن اور تمہارے دین کی محافظ ہیں

عورتوں کا حق ایک تو اس واسطے ہے کہ وہ بے کس اور بے بس ہیں، دوسرے اس واسطے بھی حق ہے کہ وہ تمہاری دوست ہیں اور دوستی کی وجہ سے حق بڑھ جاتا ہے، پھر وہ تمہارے دین کی بھی محافظ ہیں۔ بیوی اس لحاظ سے بھی قابل قدر ہے کہ اس سے دین کی حفاظت اور خیالات فاسدہ کی روک تھام ہوتی ہے۔ اس درجہ میں وہ بڑی محسن ہے۔ جو لوگ دیندار ہیں وہ اس احسان کی قدر کرتے ہیں۔

اس لیے بیوی کی قدر کرنا چاہیے کیونکہ وہ دنیا اور دین دونوں کی معین و مددگار ہے اس کے حقوق کی رعایت بہت زیادہ ضروری ہے کیونکہ اس میں چند خصوصیات ایسی ہیں جن میں ہر ایک کے بہت زیادہ حقوق ہیں۔

خدا تعالیٰ نے یہ تعلق ایسا بنایا ہے کہ بیوی سے زیادہ کوئی بھی انسان کو راحت نہیں دے سکتا۔ بیماری میں بعض دفعہ سارے رشتہ دار الگ ہو کر ناک منہ چڑھانے لگتے ہیں خصوصاً اگر کسی کو دستوں کی بیماری ہو جائے، مگر بیوی سے یہ کہیں نہیں ہو سکتا کہ وہ شوہر کو اس حال میں چھوڑ دے۔ وہ بیماری میں سب سے زیادہ راحت پہنچاتی ہے یہ تو بیوی سے دنیا کی راحت ہے۔

اور دین کی راحت یہ ہے کہ گھر کے انتظام سے بے فکری ہو جاتی ہے جس سے قلب کو فراغ و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ تجربہ ہے کہ بغیر بیوی کے گھر کا انتظام نہیں ہو سکتا۔

(التبلیغ: ص ۱۴، ۱۴۷، خیر الاشاد)

عورتوں کی بڑی خوبی

ذرا غور کرنے کی بات ہے کہ مردوں کو سالہا سال کے مجاہدوں کے بعد یہ بات نصیب ہوتی ہے کہ وہ حق تعالیٰ کا ہو کر رہے اور عورت اپنے خاوند کے لیے پہلے ہی دن سے یعنی شادی ہوتے ہی اس کے لیے وقف ہو جاتی ہے۔ پھر اگر عورت کا خاوند بھی نہ ہوگا تو اور کون ہوگا اس بیچاری کا۔

(القول الجلیل)

Brought To You By www.e-iqra.info

تجربہ ہے کہ زمانہ افلاس (اور تنگدستی) اور مصیبت کے وقت سب احباب الگ ہو جاتے ہیں اور ماں باپ تک انسان کو چھوڑ بیٹھتے ہیں مگر بیوی ہر حالت میں مرد کا ساتھ دیتی ہے اسی طرح بیماری میں جیسی راحت بیوی سے پہنچتی ہے کسی دوست بلکہ ماں باپ سے بھی نہیں پہنچتی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بیوی کے برابر دنیا میں مرد کا کوئی دوست نہیں۔ (حقوق البیت: ص۲۲)

جان نثاری اور وفاداری

سیدھی سادی عورتیں خاوند کی تابعدار اور جاں نثار ہوتی ہیں۔ بعض عورتوں کو یہاں تک دیکھا ہے کہ وہ خود بیمار ہیں، اٹھنے کی بھی طاقت نہیں مگر اسی حالت میں اگر کہیں خاوند بیمار ہو گیا تو وہ اپنی بیماری کو بھول جاتی ہیں، ان کو کسی پہلو قرار نہیں آتا، نہ آرام ہے، نہ چین، ہر وقت خاوند کی تیماری مشغول رہتی ہیں اور یہ تو روزمرہ کی بات ہے کہ عورتیں خود کھانا اخیر میں کھاتی ہیں اور سب سے پہلے مردوں کو کھلاتی ہیں اور بعض دفعہ اخیر میں کوئی مہمان آیا تو خود بھوکی رہیں گی اور مہمان کے سامنے بھیج دیں گی۔ اگر اس کے کھانے کے بعد کچھ بچ گیا تو خود بھی کھالیا ورنہ فاقہ کر لیا۔

اگر کبھی خاوند آدھی رات کو سفر سے آ گیا تو اسی وقت اپنا چین و آرام چھوڑ کر اس کے لیے کھانا پکائیں گی اور اس کی خدمت میں لگ جائیں گی۔ (حقوق البیت: ص۳۰)

میں تجربہ سے کہتا ہوں کہ یہاں کی عورتوں کی رگ رگ میں خاوند کی محبت گھس ہوئی ہے مگر ان میں تھوڑا سا پھوہڑ پن ہے زبان کو قابو میں نہیں رکھ سکتیں۔ (لیکن) اور صفات ایسے ہیں کہ اس کے واسطے سب ناز گوارا کیے جا سکتے ہیں اور ان کے سامنے کسی عیب پر بھی نظر نہیں پڑنا چاہیے۔

(التبلیغ: ص۵۹، ۶۱، ج۷)

......☆☆☆☆☆......

Brought To You By www.e-iqra.info

فصل نمبر......۱

بیوی کی بہت رعایت کرنا چاہیے

واقعی بیوی کی رعایت کرنا چاہیے خواہ وہ پھوہڑ ہو یا بدتمیز ہو کیونکہ اس نے تمہارے واسطے اپنی ماں باپ کو چھوڑا، باپ کو چھوڑا سارے خاندان کو چھوڑا۔ اب اس کی نظر صرف تمہارے ہی اوپر ہے جو کچھ ہے اس کے لیے ایک شوہر کا دم ہے۔ بس انسانیت کی بات یہی ہے کہ ایسے وفادار کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے اور جو کچھ ان سے بے تمیزی یا بے ادبی ہو جائے اس کو ناز سمجھا جائے کیونکہ ان کو عقل کم ہے تمیز نہیں ہے۔ ان کو بات کرنے کا سلیقہ نہیں ہے اس لیے گفتگو کا پیرایہ (انداز) ایسا ہو جاتا ہے جس سے مردوں کو تکلیف پہنچتی ہے مگر اس بدتمیزی کی حقیقت ناز ہے۔ آخر وہ تمہارے سوا کس پر ناز کرنے جائیں۔ دنیا میں ایک تم ہی ان کے خریدار ہو۔

(التبلیغ: ص ۵۹/ ج ۷)

ہر صورت میں بیوی کی قدر کرنا چاہیے

ہر صورت میں مردوں کو اپنی بیبیوں کی قدر کرنا چاہیے دو وجہ سے۔

ایک تو بیوی ہونے کی وجہ سے کہ ان کے ہاتھ میں قید ہیں اور یہ بات جوانمردی کے خلاف ہے کہ جو ہر طرح اپنے بس میں ہو اس کو تکلف پہنچائی جائے۔

دوسرے دین کی وجہ سے کیوں کہ تم مسلمان ہو وہ بھی مسلمان ہے جیسے تم دین کے کام (نماز روزہ) کرتے ہو وہ بھی کرتی ہیں اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ دین کے اعتبار سے اللہ کے نزدیک کون زیادہ مقبول ہے۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ عورت مرد سے ہمیشہ گھٹی ہوئی ہو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرد کے برابر بلکہ اس سے زیادہ ہو۔ پس عورتوں کو حقیر ذلیل نہیں سمجھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ بے کسی اور مجبور اور شکستہ (ٹوٹے کمزور) دل کا تھوڑا سا عمل بھی قبول فرما لیتے ہیں اور اس کے درجے بڑھا دیتے ہیں۔ پس کیا تعجب ہے کہ جن عورتوں کو تم نے ان کی بے کسی اور بے بسی کی وجہ سے حقیر سمجھ رکھا ہے اللہ تعالیٰ کے یہاں زیادہ مقبول ہوں۔ لہٰذا مردوں کو عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرنا چاہیے اور عورتوں کو اپنے مردوں کی اطاعت کرنا چاہیے۔ زبان درازی سے پیش نہ آنا چاہیے۔

(التبلیغ: ص ۷۰/ ج ۷)

Brought To You By www.e-iqra.info

علماء اور اہل اللہ بیوی کے مرید نہیں قدر شناس ہوتے ہیں

جو لوگ دیندار ہیں وہ (بیوی کے) احسان کی قدر کرتے ہیں۔ مولانا محمد مظہر رحمہ اللہ کی یہ حالت تھی کہ ان کی بیوی بوڑھی ہو گئی تھیں، مگر مولانا کو ان سے ایسا تعلق تھا کہ جب وہ ذرا بیمار ہوتیں تو مولانا فوراً مدرسہ سے چھٹی لے کر خود اپنے ہاتھ سے ان کی خدمت کرتے تھے۔

آج کل تو بعض لوگ بوڑھی بیوی سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ تم نے ہی تو اس کو بوڑھی کیا ہے، مگر مولانا کی یہ حالت تھی کہ نوکروں اور ماماؤں پر اپنی بیوی کی خدمت کو نہ ڈالتے تھے بلکہ مدرسہ سے چھٹی لے کر خود خدمت کرتے تھے۔

اسی لیے تو علماء کو لوگ بیوی مرید کہتے ہیں، مگر جی ہاں ان کا مرید ہونا تمہاری طرح پیرا ہونے سے اچھا ہے۔ تم بیویوں کے پیر ہو مگر ڈا کو پیر ہو۔

اور اصل یہ کہ مولوی بیویوں کے مرید نہیں بلکہ خدا کا خوف ہے وہ حقوق العباد کے ادا کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ بیوی کے حقوق نصوص (قرآن وحدیث) میں ان کی نظر سے گزرے ہوئے ہیں۔ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت کا حال انہوں نے پڑھا ہے اس لیے وہ بیوی کے سامنے نرمی اور ملاطفت کرتے ہیں ان کو راحت پہنچاتے ہیں۔ بلکہ جتنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے ساتھ برتاؤ کیا ہے اتنا تو کوئی مولوی کر بھی نہیں سکتا اور اگر کوئی ویسا کرنے لگے تو نہ معلوم لوگ مرید زن (عورت کے مرید) سے بڑھ کر اور کوئی خطاب دینے لگیں گے۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک بار دوڑے تھے۔

غرض مولوی اس واسطے اپنی بیویوں کی خاطر زیادہ کرتے ہیں کہ ان نگاہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت ہے۔ پھر بیوی کی خاطر داری کرنے میں دینا کی بھی بڑی مصلحت ہے۔ اہل اللہ زن مرید نہ تھے بلکہ قدر شناس تھے۔ (التبلیغ: ص ۱۴۴ ارج ۱۴)

اللہ والوں کا حال

اللہ والوں نے جو اپنی بیویوں کو بہت رعایتیں کی ہیں جن کو سن کر تعجب ہوتا ہے ان کا منشاء ایسے ہی صفات تو ہیں کہ یہاں کی عورتوں کی رگ رگ میں خاوند کی محبت گھسی ہوئی ہے۔

اللہ والوں کی نظر عیبوں پر نہ پڑتی تھی بلکہ ایک خوبی پر پڑتی تھی جس کے سامنے سب عیوب مٹ جاتے تھے۔ وہ ایک بہت بڑی صفت تھی اور خدا کے فضل سے ہمارے یہاں کی شریف

Brought To You By www.e-iqra.info

بیویوں میں سب ہی میں وہ صفت موجود ہے جو بہت ہی زیادہ قابل قدر ہے۔ وہ یہ کہ اگر خاوند بے توجہی سے یا کسی اور وجہ سے یا قید ہو کر گھر سے چلا جائے اور پچاس برس تک باہر رہے اپنی خبر تک بھی نہ دے کہ مر گیا ہوں یا زندہ ہوں اور بیوی کے معاش کی کوئی صورت بھی نہ ہو اس پر بھی جس وقت وہ آئے گا بیوی کو اسی کونے میں بیٹھا دیکھ لے گا۔ جس میں چھوڑ گیا تھا۔ آنکھوں سے دیکھ لے گا کہ نامراد مر رہی ہے، سڑ رہی ہے۔ مردوں سے بدتر حالت ہے مگر یہ نہیں ہوا ہوگا کہ امانت میں خیانت کی ہو۔ یا کسی کے اوپر نگاہ ڈالی ہو یہ صفت ایسی ہے کہ اس کے واسطے سب ناز گوارا کیے جاسکتے ہیں اس صفت کے سامنے کیس عیب پر بھی نظر نہیں پڑنا چاہیے۔

میں تجربہ سے بقسم کہتا ہوں کہ یہاں کی عورتوں کی رگ رگ میں خاوند کی محبت گھسی ہوئی ہے۔

اللہ والوں نے جو اپنی بیویوں کی بہت رعایتیں کی ہیں جن کو سن کر تعجب ہوتا ہے ان کا منشاء (سبب) ایسے ہی صفات تو ہیں۔ وہ زن مرید (عورت کے مرید) نہ تھے بلکہ قدرشناس تھے۔ انہوں نے اچھی نیتوں سے تکلیفیں برداشت کی ہیں۔

غرض عورتوں میں بدزبانی کا بڑا عیب ہے، مگر اس کے ساتھ یہ صفت بھی ہے کہ ان کے دل میں خاوند کی محبت بے حد ہوتی ہے جو موقع پر ظاہر ہوتی ہے۔ (التبلیغ: ص ۶۰،۵۹)

حضرت تھانوی کی معاشرت اور گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک

ذکر کرنے کی تو بات نہ تھی مگر چونکہ ضرورت ہے اس لیے کہتا ہوں کہ میرے گھر والوں سے معلوم سے معلوم کیا جائے کہ میں اپنے گھر والوں پر کسی قدر حکومت کرتا ہوں اور ان سے کیا کیا خدمتیں لیتا ہوں۔ الحمدللہ میں نہ خود مقید ہوتا ہوں اور نہ دوسروں کی مقید کرتا ہوں۔ بادشاہوں کی سی زندگی بسر ہوتی ہے۔

میرا معمول ہے کہ گھر جا کر تازی روٹی نہیں پکی تو باسی روٹی کھا لیتا ہوں اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ دیکھا کہ وہ کسی کام میں مشغول ہیں تو خود اپنے ہاتھ سے روٹی لے لی۔ پانی بھر کر پاس رکھ لیا۔ برتن لے کر اپنے ہاتھ سے سالن لے لیا اور بیٹھ کر کھا لیا۔ بلکہ یہاں تک کرتا ہوں کہ دیکھتا ہوں کہ وہ روٹی وغیرہ پکانے میں مشغول ہیں اور ان کی کسی چیز کی ضرورت ہے اکثر گھروں میں ایسا ہوتا ہے مثلاً پانی کی ضرورت ہے تو اپنے ہاتھ سے ٹل سے یا گھڑے سے لوٹا بھر کر دے دیتا ہوں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب دیکھا کہ فارغ (خالی) ہیں تب کہہ دیا کہ کھانا لاؤ وہ بیچاری دے دیتی ہیں۔ ان باتوں کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

اور مشغولی یا عدم مشغولی ہی پر کیا موقوف ہے انسان ہی تو ہے ہر وقت طبیعت یکساں نہیں رہتی کسی وقت خادم کی طبیعت پر کسل ہوتا ہے۔

غرض اس کا کوئی معمول یا التزام نہیں کہ وہی (سب کچھ) کریں۔ اگر حدود میں رہتے ہوئے اور ان کی راحت وآرام کا خیال کرتے ہوئے ان سے خدمت بھی لی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں آخر ہیں کسی مرض کی دواء، لیکن بے مروتی، بے رحمی اور ظلم تو نہ ہونا چاہیے۔

میں بہت سے کام اپنے ہاتھ سے کر لیتا ہوں تو مجھ کو کون سی تکلیف ہوتی ہے اور میرا کون سا کام ہونے سے رہ جاتا ہے۔ بلکہ جیسے مجھے اس سے راحت ہوتی ہے کہ وہ میری خدمت کرتی ہیں اسی طرح سے بھی راحت ہوتی ہے کہ ان کو راحت مل گئی (اور وہ راحت سے ہیں)

رات کو مجھ کو نیند کم آتی ہے تو گھر والوں کو سوتا دیکھ کر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ان کو نیند آرہی ہی ورنہ دوقلق (رنج) جمع ہوجاتے۔ ایک اپنے نہ سونے اور نیند نہ آنے کا اور ایک ان کا۔

پھر گھر سے چلنے کے وقت پوچھتا ہوں کہ کوئی ضروری کام میرے متعلق تو نہیں میں جا رہا ہوں۔ اگر کہا کہ کوئی کام نہیں تو چلا آیا اور اگر کہا کہ کوئی کام ہے تو بیٹھ گیا۔ مثلاً کوئی خط ہی لکھوانا ہے۔ سو اس کام کو پورا کر کے چلا آیا۔

کھانا کھا کے فارغ ہوا اور پان کا جی چاہا تو پوچھ لیا کہ پاندان کہاں رکھا ہے انہوں نے بتلا دیا اس میں سے پان نکال کر کھالیا۔

آج کل نوجوانوں کا محاورہ ہے کہ بیوی کو رفیق زندگی کہتے ہیں ارے بھلے مانسو رفاقت کا کوئی حق بھی ادا کرتے ہو؟ کہ محض الفاظ ہی الفاظ ہیں۔ عملی صورت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ بیچاری کو فریق زندگی بنا رکھا ہے۔ (نصرۃ النساء: ص ۵۴۹)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا ایک واقعہ

بیوی کے گر جانے سے نماز توڑنا

ابھی پرسوں کا واقعہ ہے کہ میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا خبر لایا کہ گھر میں سے کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں۔ میں نے خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی۔ یہاں تو سب سمجھدار لوگ ہیں، مگر شاید بعض ناواقف لوگ اپنے دل میں اس وقت یہ کہتے ہوں گے کہ ہائے بیوی کے واسطے نماز توڑ دی۔ بیوی سے اتنا تعلق ہے کہ خدا کی عبادت کو اس کے لیے قطع کر دیا (توڑ دیا) بیشک اس وقت اگر کوئی دکاندار پیر ہوتا وہ ہرگز نماز نہ توڑتا کیوں کہ اس سے جاہل

Brought To You By www.e-iqra.info

مریدوں کی نظروں میں ہیٹی ہوتی مگر الحمدللہ مجھے اس کی پرواہ نہیں کہ کوئی کیا کہے گا۔ اگر کسی کی نظر میں اس فعل سے میری ہیٹی ہوتی ہو وہ شوق سے کوئی دوسرا شیخ تلاش کرلے۔

جب خدا کا حکم تھا کہ اس وقت نماز توڑ دو تو میں کیا کرتا کیا اس وقت جاہلوں کی نظر میں بڑا بننے کے لیے میں حکم خداوندی کو چھوڑ دیتا۔ ظاہر ہے کہ جب بیوی کوٹھے (چھت) پر سے گری تو اس کی چوٹ کو شوہر ہی ہلکا کرسکتا ہے اور وہی دریافت کرسکتا ہے کہ چوٹ کہاں لگی ہے کہاں نہیں لگی۔ خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ گھر کے اندر سوائے ایک ناسمجھ بچی اور ایک معذور بڑھیا کے کوئی امداد کرنے والا بھی نہ تھا اور امداد کرنے والے ہوں بھی تو کوٹھے سے گر جانا بعض دفعہ ہلاکت (اور موت) کا سبب ہو جاتا ہے۔ فوراً ہی کوئی تدبیر ہو جائے تو زندگی کی آس ہو سکتی ہے۔ اس لیے بھی مجھ کو فوراً جانا ضروری تھا اس لیے میں نے اس وقت نماز کا توڑ نا دینا اور فوراً جا کر ان کی خبر گیری کرنا ضروری سمجھا، حدیث میں آتا ہے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرما رہے تھے۔ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما میں سے کوئی ایک صاحبزادے مسجد میں آگئے اس وقت وہ چھوٹے بچے تھے چلتے ہوئے لڑکھڑاتے تھے (گرنے کا خطرہ تھا) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ توڑ کر دوڑ ہی سے گود میں اٹھالیا حالانکہ خطبہ صلوٰۃ کے حکم میں ہے۔ یعنی خطبہ کا وہی حکم ہے جو نماز کا ہے جو بغیر کسی سخت عذر کے قطع نہیں ہوسکتا تو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نواسوں کے خطبہ توڑ دیا تو میں کیا چیز تھا کہ اتنے بڑے حادثہ کے وقت سنتوں کی نیت نہ توڑتا۔

اس میں بیوی کی رعایت نہ تھی بلکہ حق اللہ کی رعایت تھی کیوں کہ اس وقت خدا کا حکم یہی تھا۔ خدا کے حکم کے سامنے بیوی کیا چیز ہے۔ اگر حق تعالیٰ کسی وقت بیوی کے قتل کرنے کا حکم دیں تو سچا مسلمان ایسا بھی کر دے گا اور جہاں وہ اس کی خبر گیری کا حکم دیں وہاں وہ اس کے لیے نماز بھی توڑ دے گا اور دونوں صورتوں میں دونوں فعلوں کا سبب حق اللہ ہی ہوگا۔

(وعظ ماعلیہ الصبر التبلیغ: ص ۱۴۵ / ج ۱۷)

بیوی سے محبت کے حدود

ایک صاحب نے لکھا ہے کہ مجھ کو اپنی اہلیہ سے بے حد محبت ہے اس محبت مذموم (بری) تو نہیں؟ میں نے لکھ دیا کہ اس سے بھی زیادہ موم نہیں۔ مگر ایک شرط سے اور میں نے اس شرط متعلق بھی اس شخص سے دریافت کیا ہے کہ اگر کسی موقع پر اس کی رعایت کرنے میں دین کا ضرر ہو تو اس وقت آپ کسی کو ترجیح دیں گے۔ دین کو یا اہلیہ کو؟ (بس یہ معیار محبت ہے کہ اگر بیوی کو ترجیح دیں تو یہ

Brought To You By www.e-iqra.info

محبت مذموم ہے اور اگر دین کو ترجیح دیں تو محمود ہے)

پھر فرمایا کہ نہ معلوم بیچاری ہی کیوں تختہ مشق بنایا جاتا ہے۔ اگر بیوی کے متعلق شبہ ہے کہ وہ غیر اللہ ہے تو یہ خود بھی تعین اللہ ہی ہیں۔ جو محبت اہلیہ سے ہے اگر وہی اپنی ذات سے ہو تو وہاں پر بھی تو یہ شبہ ہونا چاہیے مگر اس کا کبھی سوال نہیں کیا۔ خیر جو سوال کیا یہ بھی غنیمت ہے اس سے دین کی فکر کا تو پتہ چلا اور فکر دین وہ چیز ہے کہ یہ جب ہوتی ہے تو مصلح کا بھی جی چاہتا ہے کہ یہ بھی بتادوں یہ بھی سکھادوں۔ (ملفوظات حکیم الامت: ص ۲۶ ج ۱)

بیوی کو سر پر چڑھالینا بھی حماقت ہے

ہم نے ایک والی ملک کی زیارت کی ہے۔ وہ اس قدر با اخلاق اور نرم تھے کہ ان کی بیوی کبھی کبھی ان کو پیٹ بھی لیا کرتی تھی۔ یہ تو واہیات بات ہے کہ میاں بیوی کے ہاتھ سے پٹا کرے، مگر وہ اس قدر با اخلاق و نرم تھے ورنہ ایک کے دو لگاتے۔ یہ بیوی صاحبہ کی بدتمیزی تھی کہ وہ میاں پر ہاتھ اٹھاتی تھیں اور میاں صاحب کا ڈھیلا پن تھا کہ بیوی کو اتنا گستاخ کردیا تھا۔

بیوی کے ہاتھ پٹنا پٹانا تو بڑی واہیات (اور بے جا حرکت سراسر حماقت) ہے میرا مطلب تو یہ ہے کہ بیوی پر اتنا رعب نہ بڑھانا چاہیے کہ میاں بالکل ہوا ہی ہو جائیں کہ ادھر میاں نے قدم رکھا اور بیوی کا دم فنا ہوا (جان نکلی) ہوش و حواس بھی جاتے رہے۔ بیچاری کے منہ سے کوئی بات نکلی یا کوئی چیز مانگی اور ڈانٹ ڈپٹ شروع ہوگئی۔

میرا مطلب یہ نہیں کہ بیوی کی روک ٹوک بھی نہ کرے۔ اصلاح تو ضرور کی جائے مگر نرمی کے ساتھ اور کبھی دھمکانا بھی برا نہیں مگر ستائے نہیں اور زیادہ دھمکانا بھی اچھا نہیں۔

(التبلیغ: ص ۱۳۸، ۱۳۰)

......☆☆☆☆☆......

Brought To You By www.e-iqra.info

باب:۱۲

اختلاف زوجین

میاں بیوی کا اختلاف ہزاروں برائیوں کی جڑ ہے

فرمایا میاں بیوی سب فسادوں کی مرغی ہے یعنی سیکڑوں فساد کو پیدا کرتی ہے۔

(ملفوظات اشرفیہ: ص۴۶)

شیطان اس شخص سے بہت خوش ہوتا ہے جو میاں بیوی میں لڑائی کرا دے۔ حدیث پاک میں آتا ہے: "شیطان شام کو دریا پر اپنا تخت بچھاتا ہے، اس وقت سارے شطونگڑے اپنی اپنی کارروائی بیان کرتے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ میں ایک آدمی سے زنا کرا دیا۔ شیطان سب سے کہتا ہے کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ کیونکہ گناہوں کا کفارہ ایک بار توبہ واستغفار کرنے سے ہوسکتا ہے) پھر ایک شیطان کہتا ہے کہ میں نے میاں بیوی میں لڑائی کرادی تھی پھر وہاں سے ٹلا (ہٹا) نہیں یہاں تک کے شوہر نے طلاق ہی دے دی۔ شیطان اس کو گلے سے لگالیتا ہے اور بہت شاباشی دیتا ہے کہ ہاں تو نے بڑا کام کیا ہے۔"

اس میں راز یہ ہے کہ اگر دوسروں سے عداوت ہوتو اس کا اثر دوسروں تک نہیں پہنچتا اور میاں بیوی میں لڑائی وطلاق ہو جائے تو دونوں کے خاندان میں جنگ ہوتی ہے۔ دو کی عداوت سے سو۱۰۰ میں عداوت قائم ہو جاتی ہے۔ شیطان کو اتنی فرصت کہاں جو سو۱۰۰ آدمیوں میں الگ عداوت پیدا کرے بس وہ دو میاں بیوی میں عداوت کرا دیتا ہے اس سے خود بخود دور تک سلسلہ پہنچ جاتا ہے۔

جیسے ایک ولایتی کی حکایت ہے کہ اس نے جب عربی پڑھنا شروع کی تو شروع ہی سے شرح جامی پڑھنے لگے اور برسوں اس کو پڑھتے رہے مگر سمجھ میں نہ آتی۔ لوگوں نے کہا میاں اس طرح فائدہ نہ ہوگا پہلے میزان، منشعب وغیرہ پڑھو، پھر شرح جامی سمجھ میں آئے گی۔ کہنے لگے نہیں ہم نے اپنی اماں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے مرغیاں پال رکھی تھیں۔ ہم شام کو مرغی کے بچوں کو پکڑ کے بند کرنا چاہتے تو وہ بہت پریشان کرتے تھے ایک اِدھر کو بھاگ گیا ایک اُدھر کو۔ اس وقت ہماری اماں مرغی کو پکڑ لیتی تھیں تو سارے بچے چوں چوں کر کے اس کے ساتھ ہو لیتے تھے۔ اسی طرح شرح جامی سب کتابوں کی مرغی ہے ہم نے اس کو پکڑ لیا ہے بس اس کے پکڑنے سے سب کتابیں خود بخود قبضہ میں آجائیں گی۔

Brought To You By www.e-iqra.info

اسی طرح میاں بیوی کا فساد سب فسادوں کی مرغی ہے۔ شیطان ان (میاں بیوی) لڑائی کرا دیتا ہے جس سے سینکڑوں لڑائی ہو جاتی ہیں۔ پھر وہ لڑائی دین کو ضائع کر دیتی ہے۔

اور پھر ایک پریشانی بے تعلق والوں کو پیش آتی ہے کہ ان لڑنے والوں سے ملیں یا نہ ملیں۔

(اصلاح ذات لبین: ص ۳۷۸، ملحقہ آداب انسانیت)

اختلاف زوجین میں قصور دونوں کا ہے

عورتوں کی کوتاہی یہ ہے کہ وہ شوہروں کی تعظیم اور ان کا ادب نہیں کرتیں اور سخت بے حیائی ہے بعض عورتیں مردوں سے ایسا برابری کا برتاؤ کرتی ہیں گویا شوہر ان کا برابر کا بھائی ہے۔ حالانکہ شریعت میں شوہروں کی تعظیم کے متعلق سخت تاکید آئی ہے۔ حدیث میں صاف آیا ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کے لیے سجدہ کو جائز کرتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں، لیکن سجدہ تو خدا کے سوا کسی کو جائز نہیں مگر اس سے یہ بات تو معلوم ہوگئی کہ شوہر کی کس درجہ تعظیم عورتوں کے ذمہ واجب ہے۔

بعض جگہ تو عورتیں مردوں پر حکومت کرتی ہیں اور بعض جگہ عورتیں مردوں کو ذلیل کرتی ہیں۔

(حقوق الزوجین الکمال فی الدین: ص ۱۱۰)

اسی طرح بعض مرد بھی بہت ظالم ہوتے ہیں کہ وہ عورتوں کو بہت ذلیل رکھتے ہیں بعض مرد تو اس طرح عورتوں کا حق ضائع کرتے ہیں کہ بے حمیت بن کر اپنے آپ کو راحت دیتے ہیں عمدہ کھاتے اور عمدہ پہنتے ہیں اور بیوی بچوں کو تکلیف میں رکھتے ہیں۔ کسی کے پاس ہو نہیں اس کی شکایت نہیں اس صورت میں تو عورتیں خود محنت مزدوری کر کے شوہر کو کھلاتی ہیں شوہر کے خاطر اپنا زیور تک بیچ دیتی ہیں، لیکن جس کو خدا تعالیٰ نے سب کچھ دیا ہو وہ بیوی کو تنگ رکھے یہ بے غیرتی اور بے حمیتی ہے۔

عورتوں پر اس قدر ظلم ہو رہا ہے کہ ہر طرح ان پر اپنا حق سمجھتے ہیں۔ بعض جگہ دونوں طرف سے (ظلم اور نافرمانی کا) برتاؤ ہوتا ہے۔ قیامت میں ان کا حساب ہوگا اور جس نے جس کی حق تلفی کی ہوگی۔ اس سے انتقام لیا جائے گا۔

پس مردوں کو چاہیے کہ وہ عورتوں کے حقوق کی رعایت رکھیں اور عورتوں کو مردوں کی تعظیم کرنی چاہیے۔ ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرنی چاہیے۔

(حقوق الزوجین: ص ۴۲، ۳۸۲، التبلیغ: ص ۱۴۱ ج ۱۴)

Brought To You By www.e-iqra.info

میاں بیوی میں اختلاف کی وجہ اصل قصور عورت کا ہے

عورتوں میں خاص مرض یہ ہے کہ خاوند کی (اپنے شوہروں کی) نافرمائی کرتی ہیں۔ گو بعض مرد بھی ظلم کرتے ہیں، مگر بعض عورتیں ایسی ہیں کہ باوجود خاطر مدارات کے پھر بھی خاوندوں کو تنگ کرتی ہیں۔

ہندوستان کی عورتوں کی خدمت کا انکار نہیں، مگر اس کا حاصل یہ ہے کہ جسم کو راحت پہنچائی ہیں اور روح کو تکلیف دیتی ہیں۔ جسمانی خدمت تو واقعی بہت کرتی ہیں۔ اس میں بے نظیر ہیں۔ اس طرح عفیفہ (پاکدامن) بھی بہت ہیں، عفت کے خلاف تو شاید ان کو کبھی وسوسہ بھی نہ آتا ہوگا۔

مگر زبان ان کی ایسی ہے کہ جو جی میں آیا کہہ دیا۔ کچھ روک ہی نہیں۔ اس سے خاوند کو بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ اس کی اصلاح کا آسان طریقہ یہ ہے کہ زبان کو بند رکھیں۔ اس میں شروع شروع میں بیشک دشواری ہوگی مگر پھر عادت ہوکر اس مرض سے نجات ہو جائے گی اصل علاج یہ ہے نہ کہ وہ جو بعض عورتیں خاوند کو تابع بنانے کے لیے نمک (اور شکر پڑھواتی ہیں کہ آپ جو چاہیں کہہ لیں مگر وہ چپ چاپ سنتا رہے۔ (العاقلات الغافلات: ص ۳۴۲)

افراط یا تفریط

عورتوں کا یہ بھی خیال ہے کہ شوہر کا نام لینے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور شوہر کا نام لینا گویا بالکل ناجائز ہے، مگر عورتوں کا نام لینا تو بے ادبی ہے۔ زبان چلانا اور گستاخی کرنا بے ادبی نہیں ہے۔ شوہر سے لڑنا یا عورتوں کو گالی دینا گویا ناجائز نہیں ہے۔ بعض عورتیں تو اس کی یہاں تک پابند ہیں کہ اگر قرآن میں وہ لفظ آجائے تب بھی اس کو نہیں پڑھتیں۔ گویا قرآن میں ان کے شوہر ہی کا نام لکھا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ بعض عورتیں اس کے شہر کا نام بھی نہیں لیتیں اور شوہر کے نام کے ہم وزن الفاظ بھی نہیں کہتیں، لیکن معلوم نہیں کہ یہ ساری باتیں ناجائز ہوکر گستاخی کرنا کیسے جائز ہوگیا۔

(دین و دنیا: ص ۳۴۲)

جھگڑا ختم کرنے اور شوہر کو مہربان کرنے کی عمدہ تدبیر

کسی بزرگ کے پاس ایک عورت آئی اور کہا کہ ایسا تعویذ دے دیجئے کہ میرا خاوند مجھے کچھ کہا نہ کرے۔ انہوں نے پانی پر جھوٹ موٹ چھو کر کے دے دیا اور کہا کہ پانی بوتل میں رکھ لینا جس وقت خاوند آیا کرے اس میں سے تھوڑا پانی اپنے منہ میں لے کر بیٹھ جایا کرو اور وہ جب تک چلا نہ جائے منہ میں لیے رہا کرو بس وہ (شوہر) پانی پانی ہو جائے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا جہاں خاوند آیا

Brought To You By www.e-iqra.info

ڈاٹ کھولی۔ پانی منہ میں لے کر بیٹھ گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد شوہر مہربان ہو گیا۔ وہ عورت ان بزرگ کے پاس نذرانہ لائی اور کہا کہ حضرت اب تو وہ مجھے کچھ بھی نہیں کہتے۔ ان بزرگ نے مسکرا کر فرمایا وہ تو ایک ترکیب تھی کوئی جھاڑ پھونک نہ تھی مجھ کو قرائن (انداز) سے معلوم ہو گیا تھا کہ تو زبان دراز ہے اس وجہ سے خاوند سختی کرتا ہے، میں نے زبان روکنے کے لیے یہ ترکیب کی تھی۔ بس اب زبان درازی مت کرنا۔ یہ روپیہ اور مٹھائی میں نہیں لیتا۔ واقعی زبان بڑی آفت کی چیز ہے۔

(العاقلات الغافلات: ص ۳۴۳)

اگر واقعی مرد کی غلطیوں پر غصہ آئے تو عورت کو کیا کرنا چاہیے؟

بیبیو! تم کو مرد کے غصہ کی وجہ سے غصہ آنا یہ بتلاتا ہے کہ تم اپنے کو مرد سے بڑا یا برابر درجہ کا سمجھتی ہو کیونکہ غصہ ہمیشہ اپنے چھوٹے یا برابر والے پر آیا کرتا ہے اور آدمی جس کو اپنے سے بڑا سمجھتا ہے اس پر کبھی غصہ نہیں آتا۔ چنانچہ نوکر کو آقا پر غصہ نہیں آسکتا۔ اگر تم اپنے کو مرد سے چھوٹا اور محکوم سمجھو تو چاہے وہ کتنا غصہ کرتا تم کو ہرگز غصہ نہ آتا۔ پس تم اس خیال فاسد کو اپنے دل سے نکال دو اور جیسا خدا نے تم کو بنایا ہے ویسا ہی اپنے کو مرد سے چھوٹا سمجھو۔ (اور مرد کی واقعی غلط اور بے جا) غصہ کے وقت زبان درازی کبھی نہ کرو۔ اس وقت خاموش رہو اور جب اس کا غصہ اتر جائے تو دوسرے وقت کہو کہ میں اس وقت تو بولی نہ تھی اب بتلاتی ہوں کہ تمہاری فلاں بات بے جا تھی یا زیادتی کی تھی۔ اس طرح کرنے سے بات بھی نہ بڑھے گی اور مرد کے دل میں تمہاری قدر بھی ہوگی۔

(حقوق البیت: ص ۵۱)

اور اگر زیادہ غصہ ہو تو یہ سوچ لے کہ اللہ تعالیٰ کے بھی ہمارے اوپر حقوق ہیں اور ہم سے غلطی ہوتی رہتی ہے جب وہ ہمیں معاف کرتے رہتے ہیں تو ہم کو بھی چاہیے کہ اس کی غلطی سے درگزر کریں۔ (ملفوظات: ص ۶)

اس طرح تحمل (برداشت کرنے اور صبر کرنے) سے دین کا بھی بڑا بھاری نفع ہوتا ہے اور بہت اجر ملتا ہے۔ (حقوق البیت: ص ۴۲)

عورتیں فطرۃً اور قانوناً مردوں کی تابع ہیں (لیکن) مرد محبت کی وجہ سے عورت کے تابع ہو جاتے ہیں (اس لیے عورت کو چاہیے کہ مرد کے ساتھ ایسا سلوک کرے جس سے اس کے دل میں عورت کی محبت پیدا ہو جائے جس کا طریقہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا) اور مرد کی یہ تابعیت اس وقت تک ہے جب تک کہ محبت باقی ہے اور محبت کا باقی رہنا پردہ کے باقی رہنے سے ہے۔ کیونکہ مردوں کو عورت کی راحت رسانی کا پورا اہتمام ہے اس کا سبب محبت ہے اور محبت کا منشاء اختصاص

Brought To You By www.e-iqra.info

(خاص ہونا) ہے اور مشاہدہ ہے کہ جو چیز عام ہو جاتی ہے اس سے قوی تعلق نہیں ہوتا اور یہاں اختصاص (یعنی مرد کے لیے پورے طور سے خاص رہنا کہ دوسرے کی نگاہ بھی اس پر نہ پڑے) پردہ سے قائم ہوتا ہے۔لہٰذا محبت (باقی رہنے کا طریقہ اور اس) کی بناء پردہ ہے۔اس سے پردہ کی تاکید معلوم ہوتی ہے۔ (الفیض الحسن:ص ۱۷۰)

حب زوجین اور شوہر کو مسخر کرنے کے لیے عمل وتعویذ کا حکم

فقہاء کرام نے ایسا تعویذ لکھنے کو ناجائز لکھا ہے جس سے عورت خاوند کو تابع کرے۔

(حقوق الزوجین:ص ۳۸۱)

جب زوجین کا تعویذ زوجہ کے لیے حرام ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اثر سے زوج (شوہر) ایسے امر کے لیے مغلوب ہوتا ہے جو اس پر واجب نہیں۔ (التہذیب:ص ۴۷)

سوال: اگر عورت اپنے مرد کو مسخر کرنے کے واسطے کوئی تدبیر آیات قرآنی سے یا کسی دعاء سے یا کسی اور طریقہ سے کرے تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: نہیں! البتہ دفع ظلم کے لیے (یعنی تاکہ حقوق واجبہ ادا کرنے لگے اس کے لیے جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ:ص ۸۹/ج ۴)

تشریح: اگر کسی کی بیوی نافرمان ہو اس کے مسخر کرنے کے واسطے عمل پڑھے تو جائز ہے اسی طرح اگر کسی عورت کا شوہر ظالم ہو اس کو مسخر کرنا بھی جائز ہے۔لیکن بعض افراد (صورتیں) اس کے بہت نازک ہیں اکثر لوگ ان کو علی الاطلاق جائز سمجھتے ہیں مگر فقہاء نے ان کو بھی حرام لکھا ہے۔ مثلاً کوئی عورت اپنے شوہر کو تابعدار بنانے کے واسطے عمل پڑھے تو اس میں تفصیل ہے اگر وہ ادائے حقوق میں کمی کرتا ہے۔تو اس درجہ کے حاصل کرنے کے واسطے جائز ہے اور اگر حقوق ادا کرتا ہے تو محض عاشق ومفتون (مجنون دیوانہ) بنانے کے واسطے عمل کرنا جائز نہیں۔)

(تعلیم التعلیم ملحقہ علم وعمل:ص ۱۴۳)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ، وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ۝ (پارہ:۲/رکوع ۴)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ اَلِّفْ بَيْنَ. . . . . فلاں بن. . . . . فلاں. . . . وَفلانةً. . . . بنت فلانه. . . . . . . كَمَا اَلَّفْتَ بَيْنَ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ. مَثَلُ

Brought To You By www.e-iqra.info

كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔

فلاں کی جگہ شوہر اور اس کے باپ کا نام اور فلانہ کی جگہ بیوی اور اس کی ماں کا نام لکھا جائے گا۔

ایک شخص نے دھوکہ سے پڑھوا کر کسی ناجائز موقع پر استعمال کیا تو اس کا بالکل اثر نہیں ہوا بلکہ بہت نقصان ہوا۔ لہٰذا سب کو چاہیے کہ ناجائز جگہ استعمال نہ کریں (ورنہ جلد وبال میں گرفتار ہوں گے)

حُبِّ زوجین کے چند مفید اور آسان عملیات

شوہر کو راضی کرنے کا عمل

☆......جس کا شوہر ناراض ہو اس آیت کو شیرینی پر پڑھ کر کھلائے ان شاء اللہ تعالیٰ مہربان ہو جائے گا۔ مگر واضح رہے کہ ناجائز محل میں اثر نہ ہوگا۔

☆......بیوی کی محبت کا عمل سورہ یوسف کو اگر لکھ کر اور تعویذ بنا کر بازو باندھے تو اس کی بیوی اس کو بہت چاہنے لگے۔

☆......المغنی۔ بیوی سے جماع کے وقت (زبان سے نہیں بلکہ خیال سے پڑھے تو اس کی بیوی اس سے محبت کرنے لگے۔ (اعمال قرآنی: ص۶۴، ۵۶)

میاں بیوی میں محبت کرانے کا مجرب عمل

میاں بیوی میں باہم سلوک (محبت کرانے کے لیے یہ لکھ کر دے یا دم کر کے کھلائے یا پلائے ان شاءاللہ فوراً محبت ہوگی۔

......☆☆☆☆☆......

Brought To You By www.e-iqra.info

باب:۱۳۰

عورتوں پر ظلم وزیادتیاں اوران کے حقوق میں کوتاہیاں

عورتوں کے حقوق میں کوتاہی

آج کل حالت یہ ہے کہ مردتو اپنے حقوق بیوی کے ذمہ سمجھتے ہیں اور بیوی کے حقوق اپنے ذمہ نہیں سمجھتے۔ جیسے بعض باپ اولاد پر تو اپنا حق سمجھتے ہیں مگر اولاد کے حقوق اپنے اوپر نہیں جانتے۔

اوراس میں راز یہ ہے کہ عرفاً حکومت تو زندگی ہے اور محکومیت موت ہے۔ اس لیے حاکم زندہ ہے وہ اپنے حقوق کو بھی زندہ سمجھتا ہے اور وصول کرلیتا ہے اور محکوم چونکہ مردہ ہے اس کے حقوق بھی مردہ سمجھے جاتے ہیں۔ اسی لیے آپ دیکھیں گے کہ آج کل ہر محکوم کے حقوق مردہ ہیں۔ اکثر سلاطین رعایا سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں اور وصول بھی کرلیتے ہیں۔ مگر رعایا کے حقوق ادا نہیں کرتے ان کی راحت چین وسکون کا پورا انتظام نہیں کرتے اسی طرح سلاطین سے نیچے جو حکام ہیں وہ بھی اپنا بھلا چاہتے ہیں محکومین کے ساتھ ذرا بھی ہمدردی نہیں کرتے۔ ان کے بعد باپ کی حکومت اولاد پر ہے شوہر کی بیوی پر آقا کی نوکر پر استاد کی شاگرد پر پیر کی مرید پر قریب قریب سب کی یہی حالت ہے کہ صاحب حکومت اپنے حقوق وصول کرلیتا ہے اور محکوم کے حقوق عموماً مردہ سمجھے جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ مطالبہ نہیں کرسکتا۔ ہاں جو محکوم حاکم کا مقابلہ کرکے سختی کے ساتھ اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے لگے تو اس کو کچھ حق مل جاتا ہے۔

مثل مشہور ہے جس کی لاٹھی اس کی بھینس، خاوند نے سمجھ لیا ہے کہ ہمارے حقوق زندہ ہیں کیونکہ ہم وصول کرنے پر قادر ہیں اور عورتیں بیچاری کچھ نہیں کرسکتیں اس لیے ان کے حقوق مردہ سمجھے جاتے ہیں۔ (صفحہ۔۱۴۰)

مگر شریعت میں ایسے مردہ حقوق کے ادا کرنے کی زیادہ تاکید ہے جن کا کوئی مطالبہ کرنے والا نہیں۔ حدیث میں ہے کہ جس حق کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا حتیٰ کہ صاحب حق بھی نہیں جانتا ایسے حقوق کا مطالبہ خود حق تعالیٰ فرمائیں گے۔

حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا کوئی مددگار نہ ہو خدا اس کا سب سے زیادہ

Brought To You By www.e-iqra.info

مددگار ہے چنانچہ مظلوم کی بددعاء کا رد نہ ہونا اسی پر مبنی ہے یعنی اس کی بددعاء رد نہیں ہوتی مظلوم جب بددعاء کرتا ہے تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں لَا نصُرَنَّکَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ میں ضرور تیری مدد کروں گا گو کچھ دیر ہی میں اس کا ظہور ہو۔

(رفع الالتباس ملحقہ حقوق الزوجین: ص ۱۴۷)

بیوی کے نان نفقہ میں تنگی

بعض لوگ ضروری اخراجات کھانے پینے میں عورت پر تنگی کرتے ہیں کوئی چیز مانگی تو ڈانٹ ڈپٹ شروع ہوگئی کہ تم بہت فضول خرچ ہو اس کی ضرورت تھی اس کی کیا ضرورت ہے۔

اور اسی کے لیے اصول مقرر کرتے ہیں روز چار آنہ سے زیادہ نہ دیں گے۔ (اور آج کل کے مثلاً پانچ دس روپے) چاہے کوئی مہمان آئے یا کوئی بیمار ہو جائے بات بات پر کہتے ہیں بس اس سے زیادہ نہ ملے گا۔

بھلے مانس عورت تو اہل وصول (یار دوست ملنے والی ہے) اہل اصول نہیں ہے۔ تم بڑے اہل ہو تو ذرا اپنی ذات کے لیے پابندی کر کے دکھلاؤ۔ اپنے واسطے تو کوئی رقم دو آنہ یا روپے کی مقرر کرو اس طرح کہ اس سے زیادہ کسی حال میں خرچ نہ کرو گے۔ خواہ بیماری ہو یا شادی ہو غمی ہو یا کوئی ناگہانی آفت، مثلاً کوئی مقدمہ آپ کے اوپر ہو جائے پھر دیکھیں آپ اُصول کی پابندی کہاں تک کرتے ہیں سب اُصول رکھے رہ جائیں گے۔ ذرا سی دیر میں سینکڑوں روپے پر پانی پھر جائے گا۔ پھر غریب بیچاری بیوی کے ساتھ کیوں اصول بگھارتے ہو۔ (التبلیغ: ص ۱۴)

دوسرے حقوق میں کوتاہی

بیوی کے بہت سے حقوق ہیں بہت سے لوگ ان حقوق کو بھی تلف کرتے ہیں اور وہ حقوق یہ ہیں وسعت کے موافق ان کو کھانے پہننے کو دینا اور دین کا راستہ سکھانا۔ بعض لوگ تو کھانے پہننے کو نہیں دیتے یا تنگی کرتے ہیں بیوی کو چھوڑ کر کسی کنجری سے تعلق ہے کسی کا بھنگن پر دل آگیا ہے اس پر مرتے ہیں۔ نہ یہ تمیز کہ اپنی نسل خراب ہوتی ہے نہ یہ خوف کہ بدنامی ہوتی ہے۔ سب پر پردہ پڑ گیا اور ظلم پر کمر باندھ لی۔ (ارشادات حکیم الامت: ص ۷۴۰ وعظ الظلم)

مردوں کا ظلم اور عورتوں کا صبر

بعض مرد اس طرح عورتوں کا حق ضائع کرتے ہیں کہ بے حمیت (بے حیا) بن کر اپنے آپ کو راحت دیتے ہیں عمدہ کھاتے عمدہ پہنتے ہیں اور بیوی بچوں کو تکلیف میں رکھتے ہیں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

یہ بہت ہی بے غیرتی کی بات ہے کہ مرد تو خود بنا ٹھنا رہے اور بیوی کو بھنگنوں کی طرح رکھے نہ اس کے کپڑے کا خیال ہے، نہ کھانے کا۔ حالانکہ زینت و آرائش کی زیادہ مستحق عورت ہے۔ مردوں کو زینت زیبا نہیں۔

اور بعض مرد ایسی گندہ طبیعت کے ہوتے ہیں کہ فاحشہ عورتوں میں آوارہ پھرتے ہیں اور ان کے گھروں میں حور کے مانند بیویاں موجود ہوتی ہیں مگر وہ بیکار پڑی رہتی ہیں ان کی طرف رخ بھی نہیں کیا جاتا۔

اور ہندوستان کی عورتیں بڑی صابر شاکر ہیں کہ وہ سوائے رونے دھونے کے اور کچھ نہیں کرتیں۔ کسی سے اپنے مرد کا بھید نہیں کھولتیں۔ (حقوق البیت: ص۴۳)

عورتوں کی مظلومیت، ایک مظلوم عورت کا حال

عورتوں پر بڑا ظلم ہو رہا ہے، آج ایک بی بی کا خط آیا ہے تقریباً چالیس برس ہوئے یہ مجھ سے بیعت ہوئی تھیں۔ یہ بی بی نہایت دیندار ہیں خاوند کے ستانے اور بے مروتی کی شکایتیں لکھی ہیں جس کو پڑھ کر بے حد قلق اور صدمہ ہوا۔

عورتوں کے حقوق ادا نہ کرنے میں لوگوں نے بے حد ظلم پر کمر باندھ رکھی ہے اس غریب نے یہاں تک لکھا ہے کہ روتے روتے میری بینائی کمزور ہو گئی ہے۔ کبھی کبھی جی میں آتا ہے کہ کپڑے پھاڑ کر باہر نکل جاؤں۔ یا کنویں میں ڈوب مروں مگر دین کے خلاف ہونے کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکتی۔ دل کو سمجھا کر رک جاتی ہوں۔ رات دن سوائے رونے کے کوئی کام نہیں۔ بڑے ظلم کی بات ہے، آخر رونے کے سوائے اور بیچاری کرے بھی کیا۔ ان بی بی کے عقد ثانی کو تقریباً سترہ برس ہوئے ان صاحب نے بڑی آرزوؤں اور تمناؤں سے ان بی بی سے نکاح کیا تھا، اس وقت رنگ و روغن اچھا ہوگا اس وقت تو سفارشیں کرتے پھرتے تھے لٹو ہو رہے تھے اب ضعیفی کا وقت ہے اب بیچاری کو منہ بھی نہیں لگاتے حتیٰ کہ نان نفقہ سے بھی محتاج کر رکھا ہے میاں عمر میں چھوٹے ہیں اور بیوی بڑی ہیں۔ اتنے زمانے تک یعنی سترہ برس تک رفاقت رہی (ساتھ رہنا ہوا) اس کا ہی حق ادا کیا ہوتا کیا ٹھکانا ہے اس سنگدلی اور بے رحمی کا کسی بات کا بھی اثر نہیں۔ اگر وہ بیچاری کہتی بھی ہے کہ میرے دیرینہ خدمات کا کیا یہی ثمرہ ہے؟ تو کہتے ہیں کہ تو نے خدمات ہی کون سی کی ہیں۔ نہ معلوم خدمات کی فہرست ان کے ذہن میں کیا ہے جس کو یہ پورا نہ کر سکیں۔

میں آج کل ایک رسالہ لکھ رہا ہوں اس میں ان ہی عاجزوں کے حقوق کے متعلق بیان کیا گیا ہے، حکومت کرنے کو تو سب کا جی چاہتا ہے محکوم پر۔ اس کا مضائقہ بھی نہیں مگر محکوم کے کچھ حقوق

Brought To You By www.e-iqra.info

بھی تو ہوتے ہیں ان کی رعایت کی بھی ضرورت ہے۔

مزاحاً فرمایا کہ اگر مجھ کو سلطنت مل جائے تو میں سب سے پہلے یہ اعلان کروں کہ جو عورتیں ستائی جاتی ہیں اوران پر ظلم ہورہا ہو تو وہ میرے یہاں درخواست کریں، میں تحقیق کر کے فیصلہ اور ان کی راحت رسانی کا انتظام کروں گا۔ مگر خدا گنجے کو ناخن ہی کیوں دینے لگا جب پہلے ہی سے یہ نیت ہے کہ مردوں کو ماروں گا، مرد ووٹ ہی نہ دیں گے گو عورتیں روٹی پکا کر کھلا دیں۔

بیوی پر زیادہ سختی کرنے کا اثر

فرمایا فلاں شخص جو علم وتقویٰ کا دم بھرتے تھے اپنی بیوی پر بہت سختی کرتے تھے جس کا اثر یہ تھا کہ ان کی بیوی ان کو سور کا بچہ کہا کرتی تھی اور میرے گھر والوں پر حسن سلوک کا یہ اثر ہے کہ وہ مجھ کو پیر سمجھتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ازواج مطہرات کے ساتھ نہایت مہربانی فرماتے تھے۔

(القول الجلیل:ص۷۶)

عورتوں پر ظلم کرنا نہایت بے رحمی اور بزدلی کی بات ہے

عورتوں کا یہ طبقہ مردوں کے ہاتھ میں ''مردہ بدست زندہ'' (یعنی مردہ زندوں کے قبضہ میں ہو) اس کا مصداق ہے، ان کو ستانے سے کتنی رکعات کا ثواب ملتا ہے۔ اگر ایسی ہی بہادری اور حکومت کا جوش ہے تو کسی قدرت والے (طاقتور) آدمی پر حکومت کرے۔ جب ہم جانیں۔ مثلاً کوئی ملازم ہو اور ترا (کھرے مزاج کا) اس کو ذرا کچھ کہیں۔ میاں صاحب کو حکومت کی حقیقت معلوم ہوجائے گی۔

بعض بے رحم مرد تو حد سے گزر کر عورتوں کو زدوکوب (مار پیٹ) کرتے ہیں جس کے تصور سے بھی وحشت ہوتی ہے۔ عورتوں پر اس قسم کے تشدد (سختی) کرنا نہایت کم حوصلگی اور بزدلی کی دلیل ہے جو مردکی شان کے بالکل خلاف ہے۔ جو شخص کسی کے ہاتھ میں قید ہو ہر طرح اس کے بس میں ہو اس پر سختی کرنا جواں مردی کے خلاف ہے۔ (نصرۃ النساء حقوق الزوجین:ص ۵۴۸۔۲۶۸)

مظلوم عورت کی آہ! سے بچو

عورتیں بیچاری کچھ نہیں کرسکتیں اسی لیے ان کے حقوق مردہ سمجھے جاتے ہیں۔ ہاں ان کو کوسنا خوب آتا ہے جب کوئی خاوند ان کو ستاتا ہے تو ان کی زبان خوب چلتی ہے۔ خاوند کی طرف سے تو ظلم اور تشدد ہوتا ہے اب اگر وہ ماں باپ سے شکایت کرتی ہے تو وہ بھی اس کو دباتے دھمکاتے ہیں اب بیچاری کے پاس بظاہر کوئی ذریعہ نہیں رہا۔ سوائے اس کے کہ وہ خدا سے فریاد کرے اور کوسا

Brought To You By www.e-iqra.info

کرے۔ اور واقعی وہ کوسنا اس قدر قریب ہوتا ہے کہ فوراً قبول ہوتا ہے۔ مظلوم کی آہ حق سبحانہ وتعالیٰ بہت قبول فرماتے ہیں۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا کوئی مددگار نہ ہو خدا اس کا سب سے زیادہ مددگار ہے۔ مظلوم جب بددعاء کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لا نصرنک ولو بعد حین میں ضرور تیری مدد کروں گا۔ گو کچھ دیر ہی میں اس کا ظہور ہو۔

(حقوق الزوجین ونصرہ النساء: ص ۱۴۷، ۵۴۹)

عورتوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے دنیا میں وبال

اپنے اہل وعیال کے ساتھ بہت ہی دلجوئی اور اچھے برتاؤں سے رہیں۔ اس سے ہنستا بولتا رہے اور کسی طرح کا اس پر ظلم نہ کرے اور خدا سے ڈرتا رہے۔ خدا تعالیٰ کو اس پر قدرت ہے کہ کسی وبال میں مبتلا فرمادیں۔ کوئی مقدمہ قائم کرادیں۔ کسی سخت مرض میں مبتلا کردیں۔ کسی ظالم حاکم کو اس پر مسلط کردیں اور ظلم کا وبال اکثر دنیا ہی میں پڑتا ہے۔ امم سابقہ (گزشتہ امتوں) میں تو ہاتھ کے ہاتھ کھلم کھلا وبال آجاتا تھا۔ اس امت پر حق تعالیٰ کی یہ رحمت ہے کہ کھلم کھلا سزا نہیں ہوتی اس لیے کہ اس میں رسوائی ہے۔ ہاں درپردہ (وہ ظلم ہی کی) سزا ہوتی ہے جس سے ظاہر میں اہل دنیا یہ نہیں سمجھتے کہ یہ اس کے گناہوں کی سزا ہے بلکہ اسباب ظاہرہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ اس کے ظلم کی سزا ہوتی ہے۔ خصوصاً جب کہ مظلوم بددعاء بھی کردے کیونکہ مظلوم کی بددعاء بہت جلد قبول ہوتی ہے۔ (ارشادات حکیم الامت وعظا الظلم: ص ۴۰۸)

آخرت کا وبال!

ناحق ستانے کا بڑا وبال ہے۔ ایک عورت نے ایک بلی کو ستایا تھا جب وہ مرگئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ عورت جہنم میں ہے اور وہ بلی اس کو نوچتی ہے جب بلی کو ستانے سے وہ عورت جہنم میں گئی تو لڑکے اور بیوی تو انسان ہے۔ قیامت میں بدلہ لیں گے۔

(دعوات عبدیت: ص ۱۱۹/ ج ۱۹)

بیوی کو یا کسی کو تکلیف پہنچانے والا دوزخ میں جائے گا

اگر قصداً کسی کو مثلاً بیوی کو ایذا پہنچائے وہ بھی برا ہے اور اگر ایذا (یعنی تکلیف پہنچانے کا)

Brought To You By www.e-iqra.info

ارادہ نہ ہو مگر ایسا کام کرے جو ایذا کا سبب ہو یہ بھی برا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو عورتوں کا ذکر ہوا ایک کی بابت تو یہ ذکر ہوا کہ وہ روزہ نماز تو خوب کرتی ہے مگر اپنے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا ھی فی النار کہ وہ جہنم میں جائے گی اور دوسری کی بابت ذکر ہوا ایک عورت نماز وغیرہ تو نہیں پڑھتی مگر پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی آپ نے فرمایا کہ ھی فی الجنتہ کہ وہ جنت میں جائے گی۔ دیکھ لیجئے۔ کسی کو تکلیف پہنچانا ایسا ہے۔ اس لیے اس کا اہتمام (کہ کسی کو ہماری ذات سے تکلیف نہ ہو) نماز روزہ سے بھی زیادہ کرنا چاہیے۔ (حسن العزیز: ص ۲۳۴)

......☆☆☆☆☆......

Brought To You By www.e-iqra.info

باب:۱۴

زوجین میں نااتفاقی اور بیوی کی نافرمانی اور سرکشی کے وقت شرعی دستور العمل

وَالّٰتِي تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَإِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَاتَبْغُوْ عَلَيْهِنَّ سَبِيلاً۔ [الآية]

ترجمہ مع تشریح: اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم کو قرائن سے ان کی بد دماغی سرکشی کا قوی احتمال ہو تو پہلے ان کو زبانی نصیحت کرو اور نہ مانیں تو ان کو لیٹنے کی جگہوں میں تنہا چھوڑ دو یعنی ان کے پاس مت لیٹو اور اس سے نہ مانیں تو اعتدال کے ساتھ مارو، پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کردیں تو ان پر زیادتی کرنے کے لیے بہانہ اور موقع مت ڈھونڈو کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے رفعت وعظمت والے ہیں۔ ان کے حقوق اور قدرت اور علم سب سے بڑے ہیں۔ اگر تم ایسا کروگے پھر وہ بھی تم پر اپنے حقوق کے متعلق ہزاروں الزام قائم کرسکتے ہیں۔

اور اگر قرائن سے تم کو ان دونوں میاں بیوی میں ایسی کشاکشی کا اندیشہ ہو کہ اس کو وہ باہم نہ سلجھا سکیں گے تو تم لوگ ایک آدمی جو تصیفہ (فیصلہ) کی لیاقت رکھتا ہو مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی جو تصیفہ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو عورت کے خاندان سے تجویز کرکے اس کشاکش (الجھے ہوئے مسئلہ) کے رفع (ختم) کرنے کے لیے ان کے پاس بھیجو کہ وہ جا کر تحقیق حال کریں اور جو بے راہی پر ہو یا دونوں کا کچھ قصور ہو سمجھائیں۔ اگر دونوں آدمیوں کو سچے دل سے معاملہ کی اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ میاں بیوی میں اتفاق فرمادیں گے بشرطیکہ وہ ان دونوں کی رائے پر عمل بھی کریں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑے خبر والے ہیں۔ جس طریقہ سے ان میں باہم (آپس) میں صلاح ہوسکتی ہے سب جانتے ہیں۔ جب حکمین (دونوں طرف کے حکم) کی نیت ٹھیک دیکھیں گے وہ طریقہ ان کے قلب میں القا فرمادیں گے۔ (بیان القرآن: ص ۱۱۵ ج ۲ نساء)

دستور العمل کا خلاصہ

☆......صبر زوجہ کی حماقت و کجراہی (غلط رویہ اور نافرمانی پر صبر کرنا) کمافی قوله تعالیٰ و لا تعضلوهن الخ۔

Brought To You By www.e-iqra.info

☆......اگر پھر بھی باز نہ آئے یا مرد صبر کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کو نصیحت وفہمائش کرنا یعنی سمجھانا۔

☆......پھر اس سے الگ بستر پر سونا۔

☆......واضربوھن یعنی ضرب غیر مبرح (یعنی پٹائی کرنا لیکن سخت نہیں بلکہ ہلکی)۔

☆......یہ بھی نافع نہ ہو تو دو شخص فیصلے کے لیے تجویز کرنا ایک مرد کی جانب سے ایک عورت کے جانب سے جو دونوں کے اظہار یعنی بیانات (واقعات کر کے رفع نزاع یعنی جھگڑے کو ختم کرے۔وھٰذا فی قولہ تعالیٰ والّٰتی تخافون الخ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

ایک حدیث پاک کا مفہوم

حدیث پاک میں ہے: "استوصوا بالنّسآءِ خیرًا فانما ھن عوان عندکم" الخ

ترجمہ: یعنی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو کیونکہ وہ تمہارے پاس مثل قیدی کے ہیں۔اس سے زیادہ تم کو کچھ ان پر اختیار نہیں، لیکن اگر وہ کوئی نامناسب کام کریں تو ان کو الگ سلاؤ اگر یہ کافی نہ ہو تو ان کو مارو مگر سخت نہ مارو پھر اگر وہ مطیع ہو جائیں تو ان کو کچھ نہ کہو سن لو کہ کچھ تمہارے حقوق عورتوں پر ہے اور کچھ عورتوں کے تمہارے اوپر ہیں۔تمہارے حقوق عورتوں پر یہ ہیں کہ تمہارے فرش (بستر) پر ایسے شخص کو نہ بٹھلادیں جس کو تم ناگوار سمجھتے ہو۔یعنی گھر میں بلا اجازت کسی کو نہ آنے دیں اور ان کا حق تمہارے اوپر یہ ہے کہ ان کو اچھی طرح کھانے پہننے کو دو۔

(حقوق الزوجین: ص ۱۲۶۸ التبلیغ: ص ۱۲۱ / ج ۷)

سزاء دینے اور سختی کرنے کے طریقے اور اس کے حدود

سزا اور تادیب کی ضرورت پڑتی ہے۔اس کی اجازت ہے اور اَلضُّرُوْرِیُّ یَتَقَدَّرُ بِقَدْرِ الضُّرُوْرَۃِ کے قاعدے سے اتنی تادیب (سمجھا دینے) کی اجازت ہو سکتی ہے جو ترتیب واصلاح میں معین ہو (شریعت میں ایسی سزا دینے کو تعزیز کہتے ہیں) اس کے طریقہ مختلف ہیں۔

(۱) ملامت کرنا (۲) ڈانٹنا (۳) ہاتھ یا لکڑی سے مارنا (۴) کان کھینچنا (۵) سخت الفاظ کہنا (۶) محبوس کر دینا (۷) مالی سزا دینا اتنی تادیب (سزاء دینے) کی اجازت ہو سکتی ہے جو ترتیب

Brought To You By www.e-iqra.info

میں معین ہو نہ کہ اتنی جو درجہ ایلام (سخت تکلیف ومصیبت) تک پہنچ جائے۔ ایسی زیادتی قطع نظر گناہ ہونے کے انسانیت اور فطرت کے بھی خلاف ہے۔ ضرب فاحش (سخت مارنے) سے فقہاء نے صراحتاً منع فرمایا ہے اور جس ضرب (مار) سے جلد پر نشان پڑ جائے اس کو بھی فقہاء نے ضرب فاحش میں داخل کیا ہے اور جس ہڈی ٹوٹ جائے یا کھال پھٹ جائے وہ بدرجہ اولیٰ ناجائز ہے۔

(اصلاح انقلاب: ص ۲۲۰ ر ج ۱۳ التبلیغ: ص ۴۵ ر ج ۵)

ظلم وزیادتی سے باز رہنے اور حد پر قائم رہنے کا طریقہ

حضرت والا سے دریافت کیا گیا کہ اپنے ماتحتوں مثلاً (بیوی) اور نوکر پر زبان سے ہاتھ سے سزا دینے میں زیادتی ہو جاتی ہے اور بعد میں پچھتانا پڑتا ہے کوئی ایسی تدبیر ارشاد فرمائیں جس سے زیادتی نہ ہو اور سیاست میں بھی فرق نہ آئے۔ فرمایا بہتر تدبیر یہ ہے کہ زبان سے کچھ کہنے یا ہاتھ بڑھانے سے پہلے سوچ لیا جائے کہ فلاں فلاں لفظ میں کہوں گا یا اتنا ماروں گا پھر اس کا التزام کیا جائے کہ جتنا سوچا ہے اس سے زیادہ نہ ہو جائے۔ (حسن العزیز: ص ۳۵۱)

آسان علاج یہ کہ غصہ میں نہ مارا کریں جب غصہ جاتا رہے تو سوچا کریں کہ کتنا قصور ہے اتنی سزا دینی چاہیے۔ (دعوت عدیت: ص ۱۱۹ ر ج ۱۹)

اگر غلطی پر بہت زیادہ غصہ آئے

اگر کسی کو کسی پر بہت غصہ آئے تو اس کو چاہیے کہ اس کے سامنے سے ہٹ جائے یا اسے ہٹا دے اور ٹھنڈا پانی پی لے اور اگر زیادہ غصہ ہو تو یہ سوچ لے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ہمارے اوپر ہیں اور ہم سے غلطی ہوتی رہتی ہے جب وہ ہمیں معاف کرتے رہتے ہیں تو ہم کو بھی چاہیے کہ اس کی غلطی سے درگزر کریں۔ ورنہ اگر حق تعالیٰ بھی ہم سے انتقام لینے لگیں تو ہمارہ کیا حال ہو۔

(ملحوظت جدید ملفوظت: ص ۶)

غصہ کا علاج

جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا پہلوان کس کو کہتے ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا پہلوان وہ ہے جو کشتی لڑے۔ فرمایا نہیں، بڑا پہلوان وہ ہے جو اپنے نفس پر غصہ کے وقت قابو رکھے۔ (الحدیث) غصہ میں جوش پیدا ہونا طبعی امر ہے اس میں ملامت نہیں مگر انسان کو خدا تعالیٰ نے اختیار بھی دیا ہے۔ اس کو روکنا چاہیے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

ا۔ حضرت ابو وائل نے روایت کیا ہے کہ ہم عرۃ بن محمد کے یہاں کسی ضرورت سے گئے تھے عروہ کو کسی بات پر غصہ آ گیا۔ ابو وائل کہتے ہیں کہ انہوں نے فوراً پانی منگا کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور کہا کہ میرے باپ نے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے الغضب من الشیطان وان الشیطان خلق من النار یعنی غصہ شیطان کا اثر ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہے۔ دیکھیے غصہ کے وقت حرارت ہی کے آثار ظاہر ہوتے ہیں چہرہ کیسا سرخ ہوتا ہے ہاتھ پیر کانپنے لگتے ہیں، یہ سب آگ ہی کے فعل ہیں چنانچہ شیطان سے کسی نے پوچھا کہ انسان کے جسم میں تو کہاں رہتا ہے۔ کہاں انسان جس وقت خوش ہے اس کے دل میں ہوتا ہوں اور جب غصہ ہوتا ہے تو سر کے اوپر ہوتا ہوں۔ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کا جو علاج تجویز فرمایا، وہ اس کا پورا مقابل ہے یعنی یہ تعلیم فرمایا کہ غصہ کے وقت وضو کرو۔ صرف اعضاء کا دھونا کافی نہیں بتایا، اس واسطے کہ صرف نار نہیں بلکہ شیطان کا اثر ہے جو نار سے مخلوق ہے تو نار کا مقابل پانی اور شیطان کی شیطنت اور کفر کے مقابل عبادت۔ عبادت تکبیر کی ضد ہے اور شیطان کی تمام شطنیت کا خلاصہ کبر ہے۔ تو علاج کے لیے وہ فعل تجویز فرمایا جو نار کا بھی مقابل ہے اور کبر کا بھی مقابل ہے یعنی عبادت اور وہ فعل وضو ہے اور وضو عبادت ہے اور عبادت کہتے ہے تقریب الی اللہ کو جب انسان کو حق تعالیٰ سے تقریب ہوگا تو ظاہر ہے کہ شیطان سے بعد (دوری) ہوگا بلکہ شیطان خود ہاں نہ ٹھہر سکے گا اور اس کو دور بھاگنا پڑے گا۔ (غوائل الغضب)

دوسرا علاج

جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جب کسی کو غصہ آئے تو اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر اس سے غصہ نہ جائے تو لیٹ جائے۔'' یقین کامل ہے کہ اس سے آگے کسی تدبیر کی ضرورت نہ ہوگی۔ کیونکہ جب آدمی کھڑا ہوتا ہے تو زمین سے اس کے جسم کو بعد (دوری) ہوتا ہے اور بیٹھنے میں زمین کے قریب ہو جاتا ہے اور لیٹنے میں اس سے بھی زیادہ زمین سے مل جاتا ہے اور زمین کی طبیعت میں حق تعالیٰ نے انکسار رکھا ہے اور وہ انکسار آدمی پر اثر کر جاتا ہے اور انکسار غصہ اور تکبر کی ضد ہے۔ تو گویا یہ علاج بالضد ہوا۔ (ایضاً)

تجربہ سے دیکھا جاتا ہے کہ غصہ میں بے اختیار یہ جی چاہتا ہے کہ ایسی ہیئت بنائے کہ مارنا پکڑنا کوٹنا آسان ہے جائے۔ مثلاً اگر لیٹے ہوئے کو غصہ آئے تو بے اختیار اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ غصہ ہو تو کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو غصہ کا طبعی مقتضیٰ یہ ہے کہ آدمی لیٹا ہے تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو کھڑا ہو جائے۔ تو یہ تعلیم عین فطری تعلیم ہوئی کہ غصہ میں اگر کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ اور اگر بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔

Brought To You By www.e-iqra.info

تیسرا علاج

دو صحابی تھے جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دونوں کو غصہ آ گیا اور دونوں میں سے کوئی خاموش نہ ہوتا تھا تو جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر غصہ والا اس کو پڑھ لے تو ابھی (یعنی فوراً) غصہ جاتا رہے اور وہ کلمہ ''اعوذ باللہ'' ہے۔

چوتھا علاج

علماء نے غصہ کا ایک علاج یہ بتایا ہے کہ اس جگہ سے علیحدہ ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ جب دوسری جگہ چلا جائے گا تو نہ وہ شخص موجود ہوگا جس پر غصہ آیا نہ وہ اسباب موجود ہوں گے جو غصہ کا باعث (سبب) ہوئے تھے۔ غصہ خود بخود ٹھنڈا ہو جائے گا۔

پانچواں علاج

جس کا غصہ زیادہ ہو اس کا علاج یہ ہے کہ ایک کاغذ پر یہ عبارت لکھ کر ایسی جگہ لگا دے کہ اس پر ضرور نظر پڑتی رہے وہ عبارت یہ ہے۔ ''خدا تعالیٰ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت ہے کہ جتنی تجھ کو اس پر ہے'' غصہ جب ہی آتا ہے جب دوسری کو اپنے سے کمزور پاتا ہے اور دوسرا زبردست ہو تو غصہ نہیں آتا بلکہ اگر تیسرا بھی کوئی زبردست (اور بڑا) موجود ہو اس کے سامنے بھی غصہ نہیں آتا۔

جب اس عبارت کو دیکھ کر قوی کا استحضار ہوگا۔ یعنی حق تعالیٰ کی عظمت ذہن میں گزرے گی بس پھر غصہ کا نام کہاں۔ (غوائل الغضب ملحقہ آداب انسانیت: ص ۱۱۲ تا ۱۲۸)

مردوں سے گزارش عورتوں کی مکمل اصلاح کی آس نہ لگاؤ

یہ امید ہرگز نہ رکھو کہ وہ بالکل تم جیسی ہو جائیں کیونکہ ان میں جو خلقی کجی (پیدائشی کج پن و بے عقلی) ہے وہ زائل نہیں ہو سکتی۔ کتے کی دم کو چاہے برسوں نلکی میں رکھو مگر جب نکالو گے ٹیڑھی ہی ہوگی۔

مرد کو اتنا سخت مزاج نہ ہونا چاہیے کہ عورت کو ذرا ذرا سی بدتمیزی پر غصہ کیا کرے۔

بیوی پر اتنا رعب نہ ہونا چاہیے کہ میاں بالکل ہی ہوا ہو جائیں کہ ادھر میاں نے گھر میں قدم رکھا اور بیوی کا دم فنا ہوا۔ ہوش و حواس بھی جاتے رہے۔ بیچاری کے منہ سے کوئی بات نکلی یا کوئی چیز مانگی اور ڈانٹ ڈپٹ شروع ہو گئی۔

اس (بے چاری نے) تمہارے واسطے اپنے ماں کو چھوڑا باپ کو چھوڑا سارے کنبہ (خاندان

Brought To You By www.e-iqra.info

والوں کو چھوڑا) اب اس کی نظر صرف تمہارے ہی اوپر ہے۔ جو کچھ ہے اس کے لیے شوہر کا دم ہے۔ اگر خاندان بھی عورت کا نہ ہوگا تو اس بے چاری کا کون ہوگا۔ بس انسانیت کی بات یہی ہے کہ ایسے وفادار کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے اور جو کچھ ان سے بدتمیزی یا بے ادبی ہو جائے اس کو ناز سمجھا جائے۔ کیوں کہ ان کی عقل کم ہے۔ تمیز نہیں ہے۔ ان کو بات کرنے کا سلیقہ نہیں ہے۔ اس لیے گفتگوں میں انداز ایسا ہو جاتا ہے جس سے مردوں کو تکلیف پہنچتی ہے مگر اس کی حقیقت ناز ہے آخر وہ تمہارے سوا کس پر ناز کرنے جائیں۔ دنیا میں ایک تم ہی ان کے خریدار ہو۔ اگر عورتوں کی جہالت و بدتمیزی سے دل دکھتا ہے، کلفت بہت ہوتی ہے تو اس کا علاج بھی تو ممکن ہے۔ اس کو دین کی کتابیں پڑھاؤ، اس سے انہیں سلیقہ اور تمیز بھی بقدر ضرورت آجاتی ہے۔ کیونکہ دین کی تعلیم سے اخلاق درست ہو جاتے ہیں۔ خدا کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے۔ شوہر کے حقوق پر اطلاع ہوتی ہے۔ اگر بیوی کی واقعی خطا بھی ہو جب بھی اسے درگزر کرنا چاہیے۔ اس کی ایذاؤں پر صبر کرنے سے درجے بلند ہوتے ہیں۔ مزاج میں تحمل پیدا ہو جاتا ہے۔ اس تحمل سے دین کا بڑا بھاری نفع ہوتا ہے اور بہت اجر ملتا ہے۔

(حقوق البیت: ص ۳۵، ۴۰، التبلیغ: ص ۷۵ ر ج ۷، القول الجلیل: ص ۷ ملتقطا)

ایسا گر جس سے میاں بیوی میں کبھی لڑائی نہ ہو

حضرت لقمان رحمہ اللہ جو حکیم تو سب کے نزدیک ہیں اور بعض کے نزدیک پیغمبر بھی ہیں۔ ایک باغ میں نوکری کر لی تھی۔ باغ کا مالک آیا اور ان سے ککڑیاں منگائیں اور اس کو تراش کر ایک ٹکڑا ان کو دیا یہ بے تکلف بکر بکر کھاتے رہے۔ اس نے یہ دیکھ کر کہ یہ بڑے مزے سے کھا رہے ہیں یہ سمجھا کہ ککڑی نہایت لذیذ ہے ایک قاش (پھانک وٹکڑا) اپنے منہ میں رکھ لی تو وہ کڑوی زہر تھی فوراً تھوک دی اور بہت منہ بنایا۔ پھر کہا اے لقمان تم اس ککڑی کو بڑے مزے سے کھا رہے ہو یہ تو کڑوی زہر ہے۔ کہا جی ہاں کڑوی تو ہے۔ کہاں کہ پھر تم نے کیوں نہیں کہا کہ یہ کڑوی ہے؟ کہا کہ میں کیا کہتا مجھے یہ خیال ہوا کہ جس ہاتھ سے ہزاروں دفعہ مٹھائی کھائی ہے اگر اس ہاتھ سے ساری عمر میں ایک دفعہ کڑوی چیز ملی تو اس کو کیا منہ پر لاؤں۔ یہ ایسا اصول ہے کہ اگر اس کو میاں بیوی دونوں یاد رکھیں تو کبھی لڑائی جھگڑا نہ ہو اور کوئی بدمزگی نہ پیش آئے۔ بیوی یاد کرے کہ میاں نے ہزاروں طرح کے میرے ناز اٹھائے ہیں ایک دفعہ سختی کی تو کوئی بات نہیں اور خاوند خیال کرے کہ بیوی ہزاروں قسم کی میری خدمتیں کرتی ہے۔ ایک بات طبیعت کے خلاف ہی سہی حق تعالیٰ نے بھی یہ مضمون قرآن شریف میں ارشاد فرمایا ہے۔ جو اگلے باب کے شروع میں آرہا ہے۔ (التبلیغ: ص ۱۲۸ ر ج ۷)

Brought To You By www.e-iqra.info

ہندوستان کے عورتوں میں جہاں بدتمیزی وغیرہ ہے وہاں خوبیاں بھی تو ہیں۔ ان کو بھی تو دیکھنا چاہیے اور ان خوبیوں کا مقتضیٰ یہ ہے کہ بیویوں پر رحم کرو اور ان سے بے پروائی اختیار نہ کرو اور بڑی بات یہ ہے کہ وہ تمہاری خادم ہیں طرح طرح سے تم کو آرام پہنچاتی ہیں اور جس نے سو دفعہ آرام پہنچایا اس کے ہاتھ سے ایک دفعہ تکلیف بھی پہنچ جائے تو اس کو زبان پر نہ لانا چاہیے۔

(حقوق البیت: ص ۴۵)

ایک حکایت

ہماری پیرانی صاحبہ (حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ کی اہلیہ) اخیر میں بہت معذور ہوگئی تھیں تو حضرت کی ایک خادمہ گھر کے کام کے لیے یہاں سے مکہ معظمہ پہنچ گئیں اور سارا کام اپنے ذمہ لے لیا، مگر وہ خادمہ بڑی تند (سخت) مزاج تھیں۔ پیرانی صاحبہ سے لڑا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ میرے گھر میں پیرانی صاحبہ سے کہنی لگیں کہ یہ آپ سے لڑتی ہے اور آپ ان کو کچھ نہیں فرماتیں نہ گھر سے الگ کرتی ہیں تو فرمایا کہ راحت بھی بہت دیتی ہیں اور جو شخص راحت بہت دیتا ہو اس کی بے عنوانیوں (زیادتیوں) پر صبر نہ کرنا بے مروتی ہے۔ اس لیے جب مجھ کو ستاتی ہے تو میں اس کی راحتوں کو یاد کر کے سب معاف کر دیتی ہوں۔ جب ایک بی بی اتنی سمجھ دار تھیں تو ہم کو مرد ہو کر ضرور فہم سے کام لینا چاہیے اور اپنی بیویوں کی راحت رسانی پر نظر کر کے ان کی بدتمیزیوں کا تحمل کرنا چاہیے۔

(حقوق البیت: ص ۴۵)

......☆☆☆☆☆......

www.e-iqra.info

Brought To You By www.e-iqra.info

باب:۱۵

بداخلاق وبدمزاج عورتوں کی طرف سے سفارش

بیوی سے پریشان شوہر کے لیے تسلی کا سامان

مردوں کو غور کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے کس عمدہ پیرایہ (انداز) میں عورتوں کی سفارش کی ہے فرماتے ہیں۔

"وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰىٓ اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا" (عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور اگر کسی وجہ سے تم کو وہ ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کو کوئی چیز ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت بھلائیاں رکھیں)

ظاہر ہے کہ ناپسند ہونا کسی وجہ سے ہوگا اور زیادہ تر عورتوں کی ناپسند ہونے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے اخلاق اچھے نہیں ہوتے اور یہ بات مرد کے لیے تکلیف کا باعث ہوتی ہے، مگر اللہ تعالیٰ کا گویا وعدہ ہے کہ عورتوں کی بداخلاقی وغیرہ کو بھی خیر کثیر (خوب بھلائی) کا سبب بنادیں گے۔ اللہ تعالیٰ حکیم ہے وہ سب کچھ کرسکتے ہے مثلاً اس سے اولاد ہی ہوجائے گی جو قیامت میں اس شخص کی دستگیری کرے گی۔ کیوں کہ قیامت میں ایسا بھی ہوگا کہ کسی شخص کی گناہ اس قدر ہوں گے کہ اس کو دوزخ میں ڈال دینے کا حکم ہوگا۔ مگر اس کا کوئی بچہ نوعمری میں مرگیا ہوگا وہ کہے گا میں اس وقت تک جنت میں نہ جاؤں گا جب تک کہ میرا باپ نہ جائے گا۔ چنانچہ اس کے خاطر باپ کو جنت مل جائے گی۔ نیز عورتوں کی زبان درازی کی صورت میں خیر کثیر (بھلائی) اس طرح بھی ہوسکتی ہے کہ مرد اس کی ایذاء رسانی پر صبر کرے اور صبر کا بدلہ جنت ہی ہے اور جنت کا خیر کثیر ہونا ظاہر ہے۔ کیونکہ دنیا میں عورت (بیوی) سے جو تکلیف پہنچتی وہ تھوڑی تھی چندروزہ تھی اور اس کے بدلہ میں آخرت میں جو راحت حاصل ہوگی وہ یقیناً زیادہ ہوگی۔ کیونکہ کہ وہ دائمی ہوگی تو عورتوں کا خیر کثیر ہونا صحیح ہو گیا۔ ان صورتوں میں مرد کو چاہیے کہ حق تعالیٰ کے وعدہ پر نظر رکھے اور بیوی کی بداخلاقی (بدصورتی) پر نظر نہ کرے، مگر نرمی کے ساتھ اور کبھی دھمکانا بھی برا نہیں۔ مگر ستائے نہیں اور زیادہ دھمکانا بھی اچھا نہیں۔

(التبلیغ: ص ۱۳۰ ار ج ۹۷)

Brought To You By www.e-iqra.info

عورتوں کی بدتمیزی بداخلاقی پر صبر کے فضائل

حق تعالیٰ فرماتے ہے: ''فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنی بیویوں سے کسی (بناء پر) کراہت کرتے ہو۔ (یعنی ان کو ناپسند سمجھتے ہو) تو یہ سمجھ لو کہ بہت قریب ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو اور حق تعالیٰ نے اس میں بڑی مصلحت رکھی ہو۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اولاد کے نہ ہونے میں تو مصلحت ہو سکتی ہے۔ مگر عورتوں کی بدتمیزی اور زبان درازی کی وجہ سے جو نفرت ہوتی ہے تو اس میں کیا مصلحت ہو سکتی ہے؟ (لیکن) اس میں بھی مرد کی مصلحت ہوتی ہے ایک تو یہ کہ اس کی ایذاؤں پر صبر کرنے سے اس کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ دوسرے اس کے مزاج میں تحمل پیدا ہو جاتا ہے اور حلم و بردباری اخلاق حمیدہ میں سے اعلیٰ (بہت اچھی صفت) ہے۔

(حقوق البیت: ص ۴۰)

حضرت مرزا جانِ جاناں کی حکایات

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمہ اللہ کی بیوی بڑی بدمزاج تھیں اور آپ ایسے نازک مزاج تھے کہ ایک دفعہ حضرت کی ایک مریدنی نے جو بڑھیاں تھیں ایک رضائی آپ کے لیے سی کر لائی اس وقت آپ لیٹ چکے تھے۔ فرمایا کہ میرے اوپر ڈال کر چلی جاؤ۔ چنانچہ اس نے آپ کے اوپر ڈال دی صبح کو جو اٹھے تو آنکھیں سرخ تھیں۔ خدام نے وجہ دریافت کی فرمایا کہ رات میں نیند نہیں آئی۔ خدام نے عرض کیا کہ کیا سردی معلوم ہوئی تھی؟ فرمایا نہیں سردی تو رضائی سے دفع ہو گئی تھی مگر رضائی میں نگندے (ڈورے) ٹیڑھے پڑے ہوئے تھے ان کی وجہ سے طبیعت کو الجھن رہی اور نیند نہ آئی۔ تو خیال کیجئے کہ رات کو اندھیرے میں منہ لپیٹے ہوئے نگندے نظر نہ آتے تھے مگر آپ کو اوڑھنے ہی سے اس کا احساس ہوا تو یہ کس قدر لطافت مزاج تھے کہ محض کپڑے کے بدن پر پڑنے سے بغیر دیکھے نگندوں کا ٹیڑھا ہونا معلوم ہو گیا۔ پھر اس سے اتنی الجھن ہوئی کہ رات بھر نیند نہ آئی اتنے تو آپ نازک مزاج تھے، مگر صابر ایسے کہ بیوی نہایت بدمزاج ملی تھی۔ جو آپ کو نہایت کھری کھری سناتی تھی اور آپ اس کی سب باتیں سہتے تھے۔ کبھی طلاق کا خیال نہ کیا۔ نہ اپنی طرف سے کوئی ایذا (تکلیف) دی۔ بلکہ اس کی اس قدر خاطر داری کرتے تھے کہ صبح کو روزانہ خدام کو بھیجا کرتے کہ بیگم صاحبہ کا مزاج پوچھ کر آئے۔ خادم جاتا اور مرزا صاحب کی طرف سے مزاج پرسی کرتا اور وہ حضرت کو برملا (کھلم کھلا) برا بھلا کہتی تھیں۔ خادم یہاں آ کر عرض کرتا بس اتنا

Brought To You By www.e-iqra.info

کہہ دینا کہ حضرت وہ اچھی طرح ہیں۔

ایک کوئی آغا سرحدی خادم تھے ان کو حسب معمول بیوی صاحبہ کی مزاج پرسی کے لیے بھیجا گیا۔ یہ سرحدی پٹھان تھے ان کو غصہ آ گیا اور حضرت سے آ کر عرض کیا کہ وہ تو آپ کو بہت برا بھلا کہتی ہیں۔ پھر آپ ہی اتنی خاطر کیوں کرتے ہیں۔

فرمایا بھائی ان کی باتوں کا برا نہ مانو تمہاری تو وہ بزرگ ہیں اور میں اس لیے اس کی خطر کرتا ہوں کہ وہ میری بڑی محسن ہیں مجھ میں یہ سب کمالات اسی کی بدولت یعنی ان کی بدتمیزی پر صبر کرنے کی وجہ سے حاصل ہوئے ہیں اللہ اکبر اتنے نازک مزاج کو بیوی کی بدتمیزیوں سے کتنی ایذاء ہوتی ہوگی مگر کمال یہ کہ پھر بھی صبر کرتے رہے۔ اہل اللہ نے تو دشمنوں کا بھی دل تنگ نہیں کیا۔ افسوس ہم سے دوستوں کی ایذاء (تکلیف) بھی برداشت نہیں کی جاتی جن میں بیوی سب سے زیادہ دوست ہے۔ اس کی ایذاء کا بھی ہم سے تحمل نہیں ہوتا۔ اگر ثواب حاصل کرنے کے لیے تحمل نہیں کرتے تو یہی سمجھ کر تحمل کرلو کہ مجھ سے کوئی گناہ ہوا ہوگا۔ اس سے اس کا کفارہ ہو رہا ہے۔

(حقوق البیت: ص۴۲)

بداخلاق وبدشکل پھوہڑ بیوی پر صبر کرنے کی تدبیر

یہی سمجھ لو کہ مجھ سے کوئی گناہ ہوا ہوگا اس کا کفارہ اس طرح ہو رہا ہے جیسے لکھنؤ میں ایک مرد و عورت کی میں نے حکایت سنی ہے کہ مرد تو بہت ہی بزرگ تھے اور بیوی بہت بدمزاج تھیں۔ ایک دن انہوں نے اپنے بیوی سے کہا کہ تو بڑی کمبخت ہے کہ تجھے میرے پاس رہتے ہوئے اتنا زمانہ گزر گیا اور اب تک تیری اصلاح نہیں ہوئی تو بیوی نے کہاں میں کمبخت کیوں ہوتی مجھ سے زیادہ تو کوئی بھی سعادت مند نہ ہوگی کہ مجھے تم جیسا شریف مرد ملا۔ کمبخت تو تم ہو کہ تم کو ایسی عورت ملی۔

حکایت: اسی طرح کتابوں میں ایک مرد کی حکایت لکھی ہے کہ مرد تو نہایت حسین تھا اور عورت نہایت بدصورت اور اس کے ساتھ وہ بدمزاج بھی تھی آج کل ایسا مرد ہو تو ایک ہی دن میں طلاق دے کر الگ ہو جائے، مگر وہ اللہ کا بندہ سب باتوں پر صبر کرتا تھا۔ کسی نے اس سے کہا کہ تم اس بیوی کو طلاق کیوں نہیں دیتے؟ کہا نہیں میں طلاق کیوں کر دے دوں۔ بات یہ ہے کہ مجھ سے کوئی گناہ ہو گیا تھا خدا نے اس کی سزا میں مجھے ایسی بیوی دے دی اور اس سے کوئی نیک کام ہو گیا ہوگا، اس کے صلہ میں خدا نے اس کو مجھ جیسا حسین مرد دیا تو میں اس کا ثواب ہوں اور یہ میرا عذاب ہے پھر طلاق کی کیا وجہ؟ تو بزرگوں نے اپنے دلوں کو یوں سمجھا لیا ہے اور کبھی عورتوں کی بے عنوانیوں (اور بداخلاقی وبدصورتی کی وجہ سے) ان کو اپنے سے الگ نہیں کیا اور ہمیشہ تحمل فرماتے رہے۔ تو

Brought To You By www.e-iqra.info

اگر بیوی کی واقعی خطا بھی ہو جب بھی اس سے درگزر کرنا چاہیے۔اس تحمل سے دین کا بڑا بھاری نفع ہوتا ہے اور بہت اجر ملتا ہے۔ (حقوق البیت: ص ۴۲)

کالی کلوٹی بدصورت بیوی پر صبر کرنے کی تدبیر

اجنبیہ عورت کی طرف میلان ہونے کا جو علاج حدیث میں مشغولی بالزوجہ آیا ہے (یعنی خوبصورت) اجنبیہ عورت کی طرف طبیعت مائل ہو تو اپنی بیوی کے ساتھ مشغول ہو جائے اس حدیث میں یہ ٹکڑا بطور علت ارشاد ہوا ہے: ''اِنَّ الَّذِیْ مَعَهَا مِثْلُ الَّذِیْ مَعَهَا'' (یعنی جو شے اس عورت کے پاس ہے وہ اس کے پاس بھی ہے)۔مولانا محمد یعقوب صاحب نے اس کی عجیب شرح فرمائی تھی۔ ان حضرات کے یہ علوم مدون نہ تھے فرماتے تھے کہ اشیاء متناولہ (جو چیزیں استعمال کی جاتی ہیں) ان کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ ان سے صرف دفع حاجت (یعنی حاجت پورا کرنا) مقصود ہو لذت مقصود نہیں۔مثلاً پاخانہ کرنا۔

دوسرے وہ ہیں جن میں صرف لذت مقصود ہے مثلاً پیاس نہ ہونے کی صورت میں نہایت عمدہ خوشبودار شربت پینا جیسا کہ جنت میں ہوگا۔ یہاں صرف لذت مقصود ہے۔تیسرے وہ جس میں دونوں سے ترکیب ہے یعنی لذت اور دفع حاجت دونوں مقصود ہیں اور اس کی پھر دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ دفع حاجت غالب ہو جیسے طعام (یعنی کھانا کھانے میں) دفع حاجت غالب ہے گو لذت بھی مقصود ہوئی ہے۔اسی واسطے دستر خوان کا عمدہ ہونا اور برتن کا صاف ہونا بھی مطلوب ہوتا ہے۔مگر ضروری نہیں اور دوسری صورت میں کہ لذت غالب ہو جیسے جماع کرنے میں دفع حاجت بھی یعنی دفع فضلات منویہ وغیرہ (فاسد مادہ کا اخراج) لیکن زیادہ مقصود اس میں لذت ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ گو جماع میں زیادہ تر نفس کو لذت مقصود ہوتی ہے مگر تم دوسرا مراقبہ کرلیا کرو یعنی کہ دفع حاجت مقصود ہے اور اسی میں راحت ہے اور جب مقصود دفع حاجت ہے تو اس میں اپنی اور بیگانی (دوسری) عورتیں سب برابر ہیں۔ اور زانی کو چونکہ لذت مقصود ہوتی ہے۔ اس واسطے ساری دنیا کی عورتیں بھی اگر اس کو میسر ہو جائیں اور ایک باقی رہ جائے تو اس کو یہ خیال رہے گا کہ شاید اس میں اور طرح کا مزہ ہو۔اسی واسطے ہمیشہ پریشانی میں رہتا ہے۔ بخلاف اس شخص کے جو دفع حاجت کو زیادہ مقصود سمجھے گا وہ بہت مطمئن ہوگا اور اپنے حق پر رہے گا۔

(الکلام الحسن: ص ۱۲۰)

Brought To You By www.e-iqra.info

طلاق کے قابل عورتوں پر صبر کرنے کی تدبیر

ایک بزرگ تھے ان کو ان کی بیوی بہت ستاتی تھی۔ یہاں تک کہ لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ بیوی ان کو بہت دق (پریشان) کرتی ہے۔ یعنی لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت ایسی بیوی کو طلاق دے دینا چاہیے۔ فرمایا طلاق تو میرے اختیار میں ہے مگر یہ بھی تو سوچو کہ اگر اس نے کسی اور سے نکاح نہ کیا تو یہ تکلیف اٹھائے گی (اس کی تو زندگی برباد ہو جائے گی) اور اگر کسی اور سے نکاح کیا تو اس مسلمان کو تکلیف پہنچے گی۔ جو اس سے نکاح کرے گا، اس سے اچھا یہ ہے کہ میں ہی تکلیف اٹھالوں اور مسلمان کا وقایہ (حفاظت کا ذریعہ) بن جاؤں کہ جب تک میں موجود ہوں کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف کیوں پہنچے۔ (التبلیغ: ص ۶۰ رج ۷)

نافرمان اور حق تلفی کرنے والی بیوی پر صبر کرنے کی تدبیر

یہ سوچ لے کہ اللہ تعالیٰ کے بھی ہمارے اوپر حقوق ہیں اور ہم سے غلطی ہوتی رہتی ہے جب وہ ہمیں معاف کرتے رہتے ہیں تو ہم کو بھی چاہیے کہ اس کی غلطی سے درگذر کریں۔ ورنہ اگر حق تعالیٰ بھی ہم سے انتقام لینے لگیں تو ہمارا کیا حال ہو۔ (ملفوظات: ص ۶)

صاحبو! سوچنے کی بات ہے ہم خدا تعالیٰ کے محکوم ہیں وہ ہماری کیا کیا اور کتنی رعایت کرتے ہیں وہ کونسی بدتمیزی ہے جو بندے خدا تعالیٰ کے ساتھ نہیں کرتے مگر دیکھئے اس کے مقابلہ میں حق تعالیٰ کا معاملہ بندوں کے ساتھ کیسا ہے کہ رزق برابر دیتے ہیں کوئی عذاب نازل نہیں فرماتے۔

اور وجہ یہی ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ یہ سب میرے محکوم ہیں۔ میرے سوا ان کا کون ہو سکتا ہے اور جو کچھ بدتمیزیاں (نافرمانیاں) کرتے ہیں اپنی حماقت سے کرتے ہیں اس واسطے اللہ تعالیٰ بندوں کی ہر طرح رعایت فرماتے ہیں۔ یہی معاملہ ہم کو بھی اپنے محکومین کے ساتھ کرنا چاہیے۔

عورت کے اولاد نہ ہونے سے یا صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں ہونے سے غصہ و ناراضگی

صبر و تسلی کا مضمون

مرد کو اتنا سخت مزاج نہ ہونا چاہیے کہ عورت کی ذرا سی بدتمیزی پر غصہ کیا کرے۔ بعض دفعہ تو مرد کی سختی اور تند مزاجی کی وجوہات ایسی ہوتی ہیں جن میں عورت کے کچھ اختیار کو بھی دخل ہے اور

Brought To You By www.e-iqra.info

کبھی غیر اختیاری باتوں پر بھی غصہ کیا جاتا ہے۔ یہ تو نہایت سخت غلطی ہے۔
مثلاً بعض لوگ بیوی سے کہتے کہ کمبخت تیرے کبھی اولاد ہی نہیں ہوتی۔ تو اس میں وہ بے چاری کیا کرے۔ اولاد کا ہونا اس کے اختیار میں تھوڑی ہے۔ بعض دفعہ بادشاہوں کے اولاد نہیں ہوتے حالانکہ وہ ہر قسم کی مقوی غذائیں اور محبل (حمل والی) دوائیں بھی استعمال کرتے ہیں مگر پھر بھی خاک نہیں ہوتا۔ یہ تو محض خدا تعالیٰ کے قبضہ اور اختیارات کی بات ہے اس میں عورتوں کا کیا قصور (بلکہ اطباء سے پوچھو شاید وہ آپ کا ہی قصور بتلائیں۔)

صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں ہونے پر ناراضگی اور غصہ

بعض مردوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ وہ بیوی سے اس بات پر خفا ہوتے ہیں کہ کمبخت تیرے تو لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہیں۔ سو اول تو اس میں اس بیچاری کی کیا خطا ہے دوسرے یہ ناگواری کی بات بھی نہیں۔
حضرت! آپ کو خوب یاد ہوگا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے جس لڑکے کو قتل کر دیا تھا (جس کا قصہ قرآن پاک میں سورۂ کہف میں مذکور ہے) اس کے لیے اور اس کے والدین کے لیے مصلحت بھی تھی۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑکے کے قتل ہونے کے بعد حق تعالیٰ نے اس کے والدین کو ایک لڑکی دی تھی جس کی اولاد میں انبیاء ہوئے۔ تو بتلایئے اگر آپ کو لڑکا ہوتا اور وہ ایسا ہی ہوتا جیسا کہ وہ لڑکا تھا جسے حضرت خضر علیہ السلام نے مار ڈالا تھا تو آپ کیا کر لیتے۔ خدا کی بڑی مصلحت ہے کہ اس نے آپ کو لڑکیاں ہی لڑکیاں دیں کیونکہ عموماً لڑکیاں خاندان کو بدنام نہیں کیا کرتیں اور والدین کی اطاعت بھی خوب کیا کرتی ہیں اور لڑکے تو آج کل ایسے خودسر (آزاد) ہوتے ہیں کہ خدا کی پناہ ان کے ہونے سے تو نہ ہونا بھلا تھا۔
اور جس کو اللہ تعالیٰ کچھ بھی اولاد نہ دیں نہ لڑکی نہ لڑکا اس کے لیے یہی مصلحت ہے۔ کیونکہ وہ بندوں کی مصلحتوں کو ان سے زیادہ جانتے ہیں۔ دیکھیے آج ایک شخص بے فکری سے دین کے کام میں لگا ہوا ہے کیونکہ اس کے اولاد نہیں اب اگر اس کے اولاد ہو جائے تو کیا خبر ہے اس وقت یہ بے فکری رہے یا نہ رہے۔ اولاد کے ساتھ ہزاروں فکریں لگی ہوئی ہیں۔ آج کسی کے کان میں درد ہے۔ کسی کے پیٹ میں درد ہے۔ کوئی گر پڑا کوئی گم ہو گیا ہے اور ماں باپ پریشان ہیں تو ممکن ہے خدا نے اس کو اسی لیے اولاد نہ دی ہو کہ وہ اس کو آزاد رکھنا چاہتے ہوں۔
واقعی بچوں کے ساتھ قسم قسم کے رنج و افکار ہوتے ہیں اور جب وہ سیانے ہوئے تو اگر صالح ہوئے تو خیر اور آج کل اس کی بہت کمی ہے۔ ورنہ پھر جیسا وہ ناک میں دم کرتے ہیں معلوم ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

پھر ذرا وہ جوان ہوگئے تو ان کی نکاح کی فکر ہے۔ بڑی مصیبتوں سے نکاح بھی کردیا۔ تو اب یہ غم ہے کہ اولاد نہیں ہوتی۔ اللہ اللہ کر کے تعویذ گنڈوں اور دواؤں سے اولاد ہوئی تو بڑے میاں کی اتنی عمر ہوگئی کہ پوتے بھی جوان ہوگئے۔ اب بچہ بات بات میں ان کو بیوقوف بناتا ہے اور ان کی خدمت کرنے سے اکتاتا ہے اور بیٹے پوتے (سب ہی) منہ پر کھری کھری سناتے ہیں اور یہ بے چارے معذور ایک طرف پڑے ہیں اور ادھر ساس بہو کے جھگڑے نے بیٹے کی ماں کو تنگ کر رکھا ہے یہ اولاد کا پھل ہے تو پھر خوامخواہ لوگ اس کی تمنائیں کرتے ہیں۔

بے اولادوں یعنی (جن کے لڑکے نہ ہوں) ان کو دنیا کو دیکھ کر تسلی کر لینا چاہیے کہ جن کے اولاد ہے وہ کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔

اور اگر اس سے بھی تسلی نہ ہو تو یہ سمجھ لے کہ جو خدا کو منظور ہے وہی میرے واسطے خیر ہے۔ نہ معلوم اولاد ہوتی تو کیسی ہوتی اور یہ بھی نہ کر سکے تو کم از کم یہ تو سمجھے کہ اولاد نہ ہونے میں بیوی کی کیا خطا ہے۔ (حقوق البیت: ص ۳۵ تا ۳۸)

اولاد ہونے کے چند مفید اور آسان عملیات

☆...... اَلْبَارِئُ اَلْمُصَوِّرُ کا بکثرت ذکر کرنے (یعنی اٹھتے بیٹھتے پڑھنے سے صنائع عجیبہ کا ایجاد آسان ہوگا۔

اور اگر بانجھ عورت (جس کے اولاد نہ ہوتی ہو) سات روز تک روزہ رکھے اور پانی سے افطار کرے اور افطار کے بعد اکیس ۲۱ مرتبہ پڑھے تو ان شاء اللہ حمل قرار ہوئے گا۔

☆...... اَوْ کَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ"۔

چالیس لونگوں پر سات بار اس آیت کو پڑھے اور حیض کے غسل سے فراغت کے بعد روزآنہ ایک لونگ کھائے اور لونگ رات کو کھائے اور اس پر پانی نہ پیئے اور ان دنوں میں اس کا زوج اس سے صحبت کرتا رہے۔

☆...... بانجھ عورت کے واسطے ہرن کی جھلی پر گلاب اور زعفران سے یہ آیت لکھے پھر تعویذ کو گردن میں باندھ دے (وہ آیت یہ ہے)

وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِیْعًا (اعمال قرآنی صفحہ: ص ۷۰، ۶۹)

Brought To You By www.e-iqra.info

حفاظت حمل!

۱۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْ رَبَّکُمْ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ حفاظت حمل کے لیے مفید ہے۔ ہر نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھا کرے اور اللہ سے دعاء کیا کرے۔

(۲) اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ۔

اگر حمل گر جانے کا خوف ہو۔ یا حمل نہ ٹھہرتا ہو تو یہ آیت لکھ کر عورت کے رحم پر باندھے (اس طرح کے بے ادبی نہ ہو) ان شاء اللہ تعالیٰ حمل محفوظ رہے گا اور اگر ٹھہرتا نہ ہو تو قرار پائے گا۔

(اعمال قرآنی: ص ۷۰)

......☆☆☆☆☆......

www.e-iqra.info

Brought To You By www.e-iqra.info

باب:۱۶

طلاق کا بیان

بغیر شدید مجبوری کے طلاق دینا ظلم وزیادتی ہے

بعض لوگ یہ کوتاہی کرتے ہیں کہ طلاق دینے سے ذرا بھی نہیں رکتے معمولی بہانہ بھی ان کے طلاق دینے کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ حالانکہ بلاسبب قوی (شدید ضرورت کے بغیر) اس کی اجازت نہیں۔

حدیث پاک میں ہے۔

ابعض الحلال اِلٰی اللّٰہ الطلاق (رواہ ابوداؤد)

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے زیادہ ناپسند چیز طلاق ہے اور ایک آیت میں اسی قسم کی طلاق سے منع فرمایا ہے

"فان اطعنکم فلاتبغو اعلیھن سبیلاای لاطلبو الفراق فسربہ الشافی"

پھر اگر وہ عورتیں تمہاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو ان پر بہانہ مت ڈھونڈو یعنی جدائیگی طلب نہ کرو۔

اور ایسی بلاوجہ طلاق دینے میں اتنے ممنوعات شرعیہ (جن باتوں سے منع کیا گیا ہے ان کا) ارتکاب لازم آتا ہے۔

۱۔ حماقت سفاہت رائی ۲۔ نکاح کی نعمت کی ناشکری ۳۔ بیوی اور اس کے خاندان کو ایذاء رسانی (تکلیف پہنچانا) ۴۔ بیوی کے اولاد کو ایذا پہنچانا ۵۔ بیوی کو ذلیل اور بدنام کرنا اور اس کے علاوہ بھی کیونکہ کوئی اس عورت پر بدکاری کا شبہ کرے گا کوئی بداخلاقی کا شبہ کرے گا جس کی وجہ سے دوسری جگہ اس کا نکاح مشکل سے ہوگا۔ تو پوری عمر اس کی مصیبت ہی میں گزرے گی۔

(اصلاح انقلاب: ص۱۶۳ ج۲، ترمذی، ابوداؤد، احمد وغیرہ کے اصلاح انقلاب: ص۱۳۶)

بلاضرورت شدیدہ طلاق کا مطالبہ کرنا سخت گناہ ہے

بعض عورتوں کی طرف سے یہ کوتاہی ہوتی ہے کہ معمولی بات پر شوہر سے طلاق مانگتی ہیں۔ اس بارے میں حدیث میں سخت وعید آئی ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Brought To You By www.e-iqra.info

''جو عورت بغیر کسی ضرورت شدیدہ کے اپنے شوہر سے طلاق کی درخواست کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔'' (اصلاح انقلاب امت: ص ۱۳۶)

دوسری عورت کے لیے بھی طلاق کی درخواست ناجائز ہے

اور جس طرح اپنے لیے طلاق مانگنا ممنوع ہے اسی طرح دوسری عورت کے لیے بھی طلاق کی درخواست کرنا ممنوع ہے۔ مثلاً کسی مرد نے اس سے نکاح کی درخواست کی جس کے نکاح میں ایک عورت (پہلے سے) ہے اور یہ اس سے یہ کہے کہ پہلی بیوی کو طلاق دے دو۔ تب نکاح کروں گی۔ حدیث پاک میں اس کی بھی ممانعت آئی ہے اور اپنی قسمت پر راضی رہنے کا حکم آیا ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ اپنی بہن کے لیے طلاق کا سوال مت کر اس غرض سے کہ تو اس برتن کی چیز بھی حاصل کرلے۔ او کما قال علیه الصلوة والسلام۔

حالت حیض ونفاس میں طلاق دینا گناہ ہے

طلاق دینے کے وقت اس کا خیال نہیں رہتا کہ یہ اس وقت حیض والی (یعنی مہینہ سے تو) نہیں یا اگر حائضہ ہے تو اس طہر میں اس سے ہمبستری تو نہیں ہوئی (یعنی اس پاکی میں صحبت تو نہیں کی) حالانکہ حالت حیض میں یا ایسے طہر میں جس میں ہمبستری ہوئی ہو طلاق دینا گناہ ہے اور حالت نفاس میں (یعنی بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن تک جب تک خون آنے کی مدت رہے اس مدت میں طلاق دینا ایسا ہے جیسے حالت حیض میں طلاق دینا۔ (شامی: ص ۲۹۰/ج ۲)

ایک عام غلطی

بعض جاہل لوگ ہنسی میں یا غصہ میں بیوی کو طلاقن کہہ کر پکارتے ہیں (اے طلاق والی) اور سمجھتے ہیں کہ اس سے طلاق نہیں ہوتی حالانکہ اس سے بھی طلاق ہو جاتی ہے۔

(اصلاح انقلاب: ص ۱۶۵/ج ۲)

غصہ اور غصہ کی طلاق

غصہ میں بے بس ہو جانا عذر نہیں ہو سکتا بلکہ (غصہ کے وقت میں بھی) انسان مکلف ہے کہ اپنے قابو میں رہے اور غصہ کا علاج کرے۔

بعض جاہل لوگ تو یہاں تک غضب کرتے ہیں کہ غصہ میں طلاق دیدیتے ہیں اور اس کو طلاق نہیں سمجھتے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے غصہ میں کہہ دیا تھا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

صاحبو! یہ مسئلہ کان کھول کر سن لیجئے کہ غصہ تو غصہ ہنسی سے بھی طلاق ہو جاتی ہے۔ اس میں نص (حدیث) موجود ہے ثلاث جدُّ ھُنَّ جد ھزلھن جد تین چیزیں کہ ان میں ہنسی اور بے ہنسی سب کا ایک حکم ہے ان میں سے ایک طلاق بھی ہے۔ کوئی ہنسی میں بلا ارادہ اپنی بیوی سے کہہ دے کہ میں نے طلاق دی تو طلاق ہو جاتی ہے۔ ایک دفعہ یا دو دفعہ دی تو رجعی ہوتی ہے یعنی اس سے عدت کے اندر رجوع کرنا ممکن ہے جب کہ وہ مدخول بہا ہو (یعنی شوہر اس کے قریب ہو چکا ہو تو) رجوع کرنے سے نکاح بدستور رہے گا اور اگر تین دفعہ کہہ دیا تو مغلظ طلاق ہو گئی۔ اب کوئی صورت اس کا نکاح کے لوٹنے کی نہیں رہی گھر گرستی کا خاتمہ ہو گیا یہی حکم ہنسی کا ہے اور یہی حکم غصہ کی طلاق کا ہے۔ (غوائل الغضب: ص ۲۱۳)

شوہر بیوی دونوں کا قصور اور دونوں کو تنبیہ

عورتیں بھی اس حکم کو اچھی طرح سن لیں یہ بھی عام مرض ہے کہ عورتوں میں مزاج شناسی بہت کم ہوتی ہے۔ بسا اوقات مرد ناخوش ہوتا ہے اور بیویاں اس کو جواب دیئے چلی جاتی ہیں۔ بات کو دباتی نہیں بلکہ بڑھائے جاتی ہیں حتیٰ کہ اس وقت وہ غصہ میں طلاق دے بیٹھتا ہے۔ ایسے واقعات بہت ہوئے ہیں کہ (غصہ میں طلاق ہو گئی) بعد میں دونوں پچھتائے) اور صرف ان کے گھر کو نہیں بلکہ دونوں خاندانوں کو آگ لگ گئی۔

بعض عورتیں تو ایسی بیہودہ ہوتی ہیں کہ کھڑے بیٹھے مرد سے کہتی ہیں کہ طلاق دیدے بس اور کیا کرے گا۔ عورتیں اور مرد سب یاد رکھیں کہ طلاق کا لفظ ہی زبان پر نہ آنے دیں ہنسی میں ہو یا غصہ میں۔ یہ لفظ ایسا ہے جیسے بھری ہوئی بندوق کہ گھوڑے کی کیل دبا دی کہ ہنسی میں دباؤ جب بھی گولی لگ جائے اور غصہ میں دباؤ جب بھی گولی لگ جائے گی۔ غصہ میں بے قابو میں رکھیئے اور تدبیریں پہلے سے معلوم کیجئے جو اس وقت کام دیں (جن سے غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے) شریعت نے یہ تعلیمیں بیکار نہیں دیں آپ ہی کے کام کی چیزیں سکھائی ہیں۔

(غوائل الغضب ملحقہ آداب انسانیت: ص ۲۱۳)

ایسی نااتفاقی کہ نباہ کی کوئی صورت نہ ہو تو طلاق دینا ہی مصلحت ہے

بعض صورتوں میں طلاق دینا واجب ہے

بعض لوگ تو طلاق دینے کو اس قدر عیب اور عار کی بات سمجھتے ہیں کہ خواہ کیسی ہی مصلحت

Brought To You By www.e-iqra.info

وضرورت ہواورخواہ زوجین (میاں بیوی) میں کتنی ہی نا اتفاقی ہو جس کی وجہ سے کوئی ایک (شوہر یا بیوی) یا دونوں حقوق زوجیت ادا کرنے سے قاصر ہوں (کوتاہی کرتے ہوں) اور خواہ زوجہ میں کسی درجہ کی بد دینی ہو جس کی اصلاح شوہر کی قدرت سے خارج ہوگئی ہو۔

فقہاء کرام نے عورت کے موذی یا بالکلیہ تارک صلوٰۃ ہونے کی صورت میں طلاق کو مستحب قرار دیا ہے اور مرد کی طرف سے عورت کے حقوق ادا نہ ہوسکنے کی صورت میں طلاق دینے کو واجب کہا ہے۔ کمافی ردالمختار (الا یہ کہ بیوی اپنے حقوق معاف کردے تو پھر واجب نہیں ورنہ واجب ہے)۔ (اصلاح انقلاب: ص ۱۵ ار ج ۲)

مگر پھر بھی خاندانی وضع (اور شرافت) کے خلاف ہونے کے خیال سے لوگ اس کو گوارہ نہیں کرتے اور عمر بھر اپنی زندگی یا بیوی کی زندگی تلخ کرتے ہیں۔ مصالح اور ضرورت کے وقت طلاق دینا مباح ہے بغیر مبغوضیت ناپسندیدگی کے کیونکہ بعض صورتوں میں جب استحباب یا وجوب ثابت ہے اور استحباب یا وجوب کا مبغوضیت (ناپسندگی کی ساتھ جمع ہونا محال ہے اور قرآن مجید میں ہے: ''لا جناح عليكم ان طلقتم النساء'' (تم پر کوئی حرج نہیں کہ عورتوں کو (بوقت ضرورت) طلاق دے دو۔)

اور حدیث رزین میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے طلاق دینے کا ارادہ فرمایا تھا پھر ان کے عرض کرنے پر طلاق نہیں دی۔ (مشکوٰۃ)

اسی طرح صحابہ سے بکثرت منقول ہے (ردالمختار) پھر علی الاطلاق اس کو مبغوض کیسے کہہ سکتے ہیں؟ بلکہ یہ مبغوضیت (طلاق دینے کی ناپسندیدگی) اس صورت میں ہے جب کہ داعی معتد بہ (قابل اعتبار مجبوری) نہ ہو۔ اس وقت بیشک مکروہ ہے۔ (شامی، اصلاح انقلاب: ص ۱۶۰ ار ج ۲)

طلاق کی تعداد وانتہا اور رجوع کرنے کا حکم

بعض لوگوں نے یہ مسئلہ سن لیا ہے کہ اگر ایک طلاق دے کر رجوع کرلے تو نکاح بدستور قائم رہتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ خواہ کتنی ہی بار ایسی حرکت کرے۔ (یعنی ایک طلاق دے) ہمیشہ رجعت جائز ہے۔ سو سمجھ لینا چاہیے کہ یہ مسئلہ اس طرح نہیں ہے۔

طلاق کی حد ہی تین ہے خواہ ایک بار میں یا دو بار میں یا تین بار میں اور خواہ درمیان میں رجعت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ پس اگر کسی نے ایک طلاق رجعی دے کر رجعت کرلی۔ یہ رجعت درست ہے۔ کیونکہ ایک طلاق کے بعد (یہ درست ہے کیونکہ یہ رجعت دو طلاق کے بعد ہوئی اور اس کو دو طلاق کے بعد اس لیے کہا جائے گا کہ اس دوسری طلاق کے ساتھ اس پہلی طلاق کو بھی شمار

Brought To You By www.e-iqra.info

کیا جائے گا۔ اگر چہ (پہلی طلاق سے) رجعت ہو چکی تھی۔ سو رجعت سے طلاق کا اثر جاتا رہا، مگر طلاق کی ذات موجود ہے، پھر اگر اس نے تیسری طلاق دی اب رجعت درست نہیں، کیونکہ مذکورہ تقریر کے مطابق یہ رجعت تین طلاق کے بعد ہوئی اور تین طلاق کے بعد رجعت درست نہیں۔

اسی طرح اگر ایک یا دو طلاق کے بعد رجعت نہ کی ہو اور عدت گزارنے سے وہ نکاح ختم ہو گیا ہو اور پھر دونوں نے راضی ہو کر باہم نکاح کر لیا ہو اور پھر طلاق دینے کا اتفاق ہو تو اس طلاق کے وقت پھر پہلی طلاق کو جمع کیا جائے گا۔

جب جمع ہو کر (یعنی پہلی والی کو ملا کر) مجموعہ تین ہو جائے گا پھر رجعت جائز نہ رہے گی۔

تنبیہ۔ یہ دو بار تک رجعت طلاق رجعی ہیں ہے۔ بائنہ میں نہیں۔

(اصلاح انقلاب: ص۱۶۶)

ایک ساتھ تین طلاق دینا حرام ہے

ایک ساتھ تین ۳ طلاق دینے کی خرابی

طلاق کے بارے میں ایک عام کوتاہی یہ ہے کہ جب طلاق دیتے ہیں تو تین (بلکہ اس سے زائد) دیتے ہیں اس سے پہلے رکتے ہی نہیں۔ سو ایسا کرنا گناہ ہے حرام ہے۔

گناہ ہونے کے علاوہ (تین طلاق دینا) دنیوی مصلحت کے بھی خلاف ہے اس لیے کہ بعض اوقات طلاق کے بعد آدمی نادم (شرمندہ) ہوتا ہے تو اگر ایک طلاق (یا دو طلاق) رجعی دی ہے تب تو رجوع کر کے اس کا تدارک (تلافی) ممکن ہے اور اگر طلاق بائنہ ہے تو گو رجعت نہیں ہو سکتی لیکن زوجہ کی رضامندی سے نکاح جدید ہو سکتا ہے۔ (عدت کے اندر بھی عدت کے بعد بھی اس میں حلالہ شرط نہیں) لیکن اگر تین طلاق دی ہیں (خواہ کوئی سی بھی ہوں) تو دونوں کے ارادہ سے بھی تدارک ممکن نہیں۔ جب تک کہ تیسرا آدمی حلالہ کرنے والا نہ ہو۔

حلالہ

پھر حلالہ کے بعد بھی اس کا تدارک مشکوک ہے (پتہ نہیں طلاق دے یا نہ دے) اور اگر حلالہ کرنے والے سے یہ شرط ٹھہرائی جائے کہ صحبت کر کے اس کو طلاق دے دینا تب تو اس فعل سے حدیث پاک میں لعنت آئی ہے حلالہ کرنے والے پر بھی اور جس کے لیے حلالہ کیا جائے۔ اس کے لیے بھی فقہاء کرام نے اس کو مکروہ تحریمی کہا ہے۔ (ردالمختار)

Brought To You By www.e-iqra.info

اور شرط لگانے کے بعد بھی طلاق دینا اس کے اختیار دینا میں ہے۔ زوجین کے اختیار سے خارج ہے سو تین طلاق دینے میں یہ خرابی ہے۔ (اصلاح انقلاب: ص ۱۶۴)

تین (۳) طلاق کے بعد بیوی اجنبیہ کی طرح ہوتی ہے

اس کے ساتھ رہنا اور اس کو رکھنا جائز نہیں

لوگ غصہ کے جوش میں مغلوب ہو کر طلاق دے گزرتے ہیں پھر شرمندگی سے بچنے کے لیے اس کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چنانچہ اکثر تین طلاق ہو جانے کے باوجود اس کو پھر اپنے گھر بیوی بنا کر رکھ لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ چھوڑنے میں ذلت اور بدنامی ہے۔ افسوس ہے کہ بدکاری میں ذلت و بدنامی نہیں سمجھتے حالانکہ اس میں طلاق سے زیادہ ذلت و بدنامی ہے دینا میں بھی اور آخرت کی رسوائی و سزا کا تو پوچھنا ہی کیا کہ کس قدر ہوگی پھر ان میں جو بد دین اور بے باک ہیں ان کو تو حرام و حلال کی کچھ پرواہ نہیں کھلم کھلا حرام کاری کرتے ہیں اور اگر عورت بھی ایسی ہوئی تب تو خوشی سے حرام کاری کا کارخانہ قائم ہوتا ہے اور حرام کی اولاد ہوتی چلی جاتی ہے اور اگر عورت خدا سے ڈرنے والی ہوئی اور اس نے کچھ عذر کیا تو اس پر ظلم کیا جاتا ہے اور دوہرے گناہ کا ارتکاب ہوتا ہے۔ زنا بھی اور ظلم بھی۔

مگر عورت پر واجب ہے کہ جس قدر ہو سکے اس سے بچے اور جب تک جان کا اندیشہ نہ ہو اس سے موافقت نہ کرے۔ (اور اس کو قابو نہ دے)

جو لوگ ذرا دین کا دعویٰ کرتے ہیں وہ کچھ تدبیریں سوچتے ہیں خواہ چلیں یا نہ چلیں مثلاً کسی جدید مجتہد سے سن لیا کہ ایک دم سے تین طلاقیں دینے سے ایک ہی طلاق ہوتی ہے جس میں رجعت یا تجدید نکاح بغیر حلالہ کے جائز ہے بس اس قول کو لے لیا اور کہتے ہیں کہ آخر وہ بھی تو عالم ہیں ان کے قول پر بھی عمل جائز ہے۔ حالانکہ اپنے مقام پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ قول بالکل صحیح نہیں اور نہ اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ (رد المختار: ص ۶۸۸/ ج ۲)

یہ تو دینداروں کا حال ہے اور جہلاء جاہلانہ باتیں نکال کر اہل فتویٰ سے جھگڑا کرتے ہیں کہ صاحب طلاق دینے کی نیت تھوڑی تھی۔ حالانکہ طلاق صریح میں نیت شرط ہی نہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ صاحب ویسے یہ غصہ میں نکل گیا تھا خوشی سے نہیں کہا تھا حالانکہ طلاق کا وقوع غصہ ہی میں ہوتا ہے۔ (یعنی لوگ غصہ ہی کی وجہ سے تو طلاق دیتے ہیں خوشی میں کون دیتا ہے)۔

(اصلاح انقلاب: ص ۱۶۱ سطر ۲)

Brought To You By www.e-iqra.info

بعض شرفاء کا حال اور زبردست غلطی

ان لوگوں کا فیصلہ یہ ہوتا ہے کہ خیر میاں بیوی کی طرح (یہ لوگ) نہ رہیں مگر گھر ہی میں رکھا جائے اور نان ونفقہ دیا جایا کرے تا کہ طلاق کا نام نہ ہو اور دوسرے نکاح کی حاجت نہ ہو (بعض جگہ خود عورتیں اس کی درخواست کرتی ہیں اس میں بھی ہر طرح کے مفاسد ہیں مثلاً ایک مکان میں رہنے کی صورت میں کچھ بعید نہیں کہ (ان دونوں میں) کسی وقت ایسی خلوت ہو جائے کہ ایک مکان میں اس مرد وعورت کے سوا کوئی نہ رہے تو خلوت بالاجنبیہ (یعنی) اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں رہنے کی خرابی لازم آتی ہے جو کہ حرام ہے پھر چونکہ ان مرد وعورت میں ایک زمانہ تک بے تکلفی رہ چکی ہے اس لیے دوسری اجنبی عورتوں کے نسبت اس میں زیادہ احتمال ہے کہ یہ دونوں کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائیں۔

نیز اس طرح کرنے میں یہ خرابی بھی ہے کہ مرد کو تمام عمر کیلیے نان ونفقہ کا مفید (ذمہ دار) کیا جاتا ہے اور عورت کو نکاح کرنے سے محبوس کیا جاتا ہے (یعنی روک لگا دی جاتی ہے) اور یہ دونوں باتیں ازروئے نص مذموم ہیں۔

ایک اہم فتویٰ

ماں باپ کے کہنے سے بیوی کو طلاق دینے کا حکم

اسی کلیہ سے ان فروع کا حکم بھی معلوم ہو گیا مثلاً وہ کہیں کہ اپنی بیوی کو بلا وجہ معتد بہ (یعنی بغیر کسی خاص معقول وجہ کے طلاق دیدے تو اطاعت واجب نہیں۔ ''حدیث ابن عمر یحمل علی الاستحباب او علی ان امر کان عن سبب صحیح'' اور مثلاً وہ کہیں کہ اپنی تمام کمائی ہم کو دیا کرو تو اس میں بھی اطاعت واجب نہیں اور اگر وہ اس پر جبر کریں گے تو گنہگار ہوں گے اور اگر وہ حاجت ضروریہ سے بلا اجازت زائد لیں گے تو وہ ان کے ذمہ دین (قرض) ہوگا۔ جس کا مطالبہ دنیا میں بھی ہو سکتا ہے۔ اگر یہاں نہ دیں گے قیامت میں دینا پڑے گا۔

(امداد الفتاوی: ص ۴۸۵ ج ۴ رسالہ تعدیل حقوق الوالدین)

سوال: اگر حرام سے بچنے کے لیے میں نے حسب مرضی نکاح کر لیا اور وہ عورت بھی غایت درجہ مجھ کو پسند ہے مگر میرا والد کہتا ہے کہ تمہارا دوسرا نکاح کر دیتا ہوں تم اس عورت کو طلاق دے دو کیا طلاق دے دوں یا نہیں؟

Brought To You By www.e-iqra.info

الجواب: اگر اپنے یا اس عورت کے صبر نہ کر سکنے کا اندیشہ ہو تو طلاق نہ دیں۔

(امداد الفتاویٰ: ص ۴۶۷ ج ۲)

طلاق وعدت کے چند ضروری مسائل

(۱)...... طلاق تین طرح پر ہوتی ہے۔ رجعی، بائن، مغلظ۔

رجعی میں عدت کے اندر اگر شوہر نے رجوع کر لیا تو نکاح باقی رہے گا دوسرے سے نکاح جائز نہیں اگر عدت کے اندر رجعت نہیں کی تو نکاح جاتا رہے گا۔ عدت کے بعد اس عورت کا دوسرے شخص سے نکاح جائز ہے) اور مغلظ میں رجوع جائز نہیں مگر عدت کے اندر دوسرے شخص سے نکاح جائز نہیں البتہ عدت جائز ہے۔

(۲)...... عدت کی تفصیل یہ ہے کہ اگر بیوی شوہر کے پاس نہیں بھیجی گئی اور شوہر نے طلاق دے دی تو عدت بالکل واجب نہیں اور اگر شوہر کے پاس بھیجی گئی ہے تو اگر اس کو ابھی حیض نہیں شروع ہوا یا عمر زیادہ ہونے سے حیض بند ہو گیا اور اس کو طلاق دے دی گئی ہے تو اس کی مدت تین ماہ ہے اور اگر اس کو حیض آتا ہے تو تین حیض ہے اور اگر اس کو حمل ہے تو اس کی، مدت یہ کہ بچہ پیدا ہو جائے اور اگر شوہر مر گیا ہے تو اس وقت سب کی عدت چار ماہ دس دن ہے، مگر حمل والی کی عدت یہاں بھی بچہ پیدا ہونا ہے۔

غرض جس عورت کی جو عدت ہو اسی کے بعد دوسرا نکاح جائز ہے جو عورت کافر مسلمان ہو جائے اور اس کا خاوند مسلمان نہ ہو تو اس کا حکم مثل طلاق کے ہے اس میں بھی عدت واجب ہے جب تک تین حیض اس وقت سے نہ آجائیں یا اگر حمل والی ہو تو جب تک بچہ نہ پیدا ہو جائے کسی شخص سے اس کا نکاح جائز نہیں اس سے اکثر لوگ احتیاط نہیں کرتے۔

(اصلاح الرسوم: ص ۹۷)

......☆☆☆☆☆......

Brought To You By www.e-iqra.info

باب: ۱۷

فسخ وتفریق

فسخ نکاح کے لیے بعض صورتوں میں قاضی شرعی کی ضرورت

بہت سے مسائل میں شرعاً حاکم مسلم کا فیصلہ شرط ہے جس کو قضاء قاضی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (وہ صورتیں یہ ہیں) زوجہ عنین (یعنی نامرد شوہر کی بیوی (۲) زوجہ مجنون (یعنی پاگل کی بیوی) (۳) زوجہ مفقود (یعنی لاپتہ شوہر کی بیوی) (۴) زوجہ حاضر متعنت (یعنی ایسے شخص کی بیوی جس کا شوہر نفقہ وحقوق زوجیت کی ادائیگی نہ کرتا ہو) زوجہ غائب غیر مفقود (یعنی ایسے غائب شخص کی بیوی جس کا پتہ معلوم ہے، لیکن نہ تو وہ بلاتا ہے نہ نفقہ دیتا ہے۔ (ان سب) کے تمام مسائل میں قضائے قاضی شرط ہے۔ یعنی عورت یا اس کے اولیاء طلاق یا فسخ نکاح میں خودمختار نہیں بلکہ شرط یہ ہے کہ قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر کریں اور قاضی باضابطہ تحقیق شرعی (شہادت وغیرہ کے ذریعہ) کرنے کے بعد حکم کرے۔ اس کے بغیر ان مسائل میں سے کسی مسئلہ میں بھی فسخ وتفریق نہیں ہوسکتی۔

(الحیلۃ الناجزہ: ص ۴۱)

موجودہ حالت میں فسخ نکاح کے لیے دستور العمل

ہندوستان میں بحالت موجودہ چونکہ عام طور پر قاضی شرعی کا وجود نہیں اس لیے ان مسائل کے بیان کرنے سے پہلے ایسی صورتیں ذکر کی جاتی ہیں جو ہندوستان میں میسر ہوسکتی ہیں۔ (۱) ہندوستان کی جن ریاستوں میں شرعی قاضی موجود ہیں وہاں تو معاملہ سہل ہے۔ (۲) اور گورنمنٹی علاقوں میں جہاں قاضی شرعی نہیں ان میں وہ حکام جج مجسٹریٹ وغیرہ گورنمنٹ کی طرف سے اس قسم کے معاملات میں فیصلہ کا اختیار رکھتے ہیں۔ اگر وہ مسلمان ہوں اور شرعی قاعدہ کے موافق فیصلہ کریں تو ان کا حکم بھی قضا قاضی کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔ لمافی الدر المختار و یجوز تقلد القضاء من السلطان العادل والجائز ولو کافراً! لیکن اگر کسی جگہ فیصلہ کنندہ حاکم غیر مسلم ہوتو اس کا فیصلہ بالکل غیر معتبر ہے اس کے حاکم سے فسخ وغیرہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ لان الکافر لیس باھل للقضا علی المسلم حتیٰ کہ اگر روداد مقدمہ غیر مسلم مرتب کرے اور مسلمان حاکم فیصلہ کرے یا بالعکس تب بھی فیصلہ نافذ نہ ہوگا۔ (الحیلۃ الناجزہ: ص ۴۴)

Brought To You By www.e-iqra.info

اور اگر فیصلہ کسی جماعت کے سپرد کیا جائے جیسا کہ بعض مرتبہ ججوں کی جوری کے سپرد ہو جاتا ہے ہے یا پنچ میں پیش ہوتا ہے۔ یا چند اشخاص کی کمیٹی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں ان سب ارکان کا مسلمان ہونا شرط ہے۔ کوئی غیر مسلم جج اور مجسٹریٹ اور ممبر بھی اس کا رکن ہو تو شرعاً اس جماعت کا فیصلہ معتبر نہیں۔ ایسے فیصلہ سے تفریق وغیرہ ہرگز صحیح نہ ہوگی۔

(الحیلۃ الناجزہ: ص ۴۵)

قاضی کا تقرر اور اس کی تدبیر

بہت سے مسائل میں شرعاً حاکم مسلم کا فیصلہ شرط ہے۔ جس کو قضاء قاضی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پھر کتاب القضاء میں اس قاضی کے شرائط میں سے اسلام کو کہا ہے گو اس کا تقرر غیر مسلم حکام کی طرف سے ہو۔ درمختار اور ردالمختار میں اس عموم کی تصریح موجود ہے۔ جیسے مفقود یعنی بے نشان (لاپتہ) شخص کی زوجہ کے نکاح اول فسخ کرنے میں یا خیار بلوغ کی بناء پر فسخ کرنے میں اور بھی بہت سے مسائل ہیں۔

سو اگر حکام سے یہ درخواست کی جائے کہ وہ ہر ضلع یا ہر تحصیل میں علماء اسلام کے مشورہ انتخاب سے ایک عالم متدین و مستقیظ (دیندار و ہوشیار) بنام قاضی محض ایسے مقدمات کی سماعت کے لیے مقرر کر دیں اور اس کی تنخواہ مسلمانوں سے اپنے طور پر وصول کر لی جائے۔

اگر یہ صورت ہو جائے تو مسلمانوں کو ایسے معاملات میں بہت آسانی ہو جائے ورنہ بڑی تنگی پیش آتی ہے۔ مثال کے طور پر احقر نے زن مفقود (لاپتہ شخص کی بیوی کے بارے میں) ایک جگہ فتویٰ لکھا کہ بعد انقضاء میعاد مقرر عندالامام مالک رحمہ اللہ (یعنی امام مالک رحمہ اللہ کی مقرر کردہ مدت پوری ہو جانے کے بعد) حکام سے یہ درخواست کرو کہ وہ خاص اس مقدمہ کی سماعت کا اختیار کسی عالم کو دے دیں اور وہ عالم یہ کہہ دے کہ میری رائے میں وہ مفقود مر گیا ہے پھر اس کہنے کے بعد وہ عورت عدت وفات پوری کر کے نکاح ثانی کر لے چنانچہ ان لوگوں نے اطلاع دی کہ ہم نے ضلع کے حاکم سے کہا تھا انہوں نے جواب دیا کہ ہم مذہبی معاملات میں دخل نہیں دیتے تو دیکھئے کیسی تنگی پیش آئی۔

اور بعض مواقع میں ظاہراً تو تنگی ہوتی ہے مثلاً خیار بلوغ میں ایک حاکم غیر مسلم نے نکاح اول کے فسخ ہونے کا حکم دے کر نکاح ثانی کی اجازت دے دی تو ظاہراً کارروائی ہو گئی مگر شرعاً یہ کارروائی معتبر نہیں ہوئی یعنی اس سے نکاح اول فسخ نہیں ہوا اور نکاح ثانی صحیح نہیں ہوا تو تمام عمر

Brought To You By www.e-iqra.info

ناجائز ہمبستری کا گناہ زوجین کو رہا۔ اس لیے اس کی کوشش تو بہت زیادہ ضروری ہے۔ حلال وحرام کا قصہ ہے جو بہت نازک ہے اور اس کی ضرورت تمام قوم کے لیے عام ہے اس لیے اس کا اہتمام بہت زیادہ موجب ثواب ہوگا اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اہل قلم اس کی مصلحتوں (ضرورتوں) کو ظاہر کریں اور پھر درخواست لکھ کر اس پر کثرت سے دستخط کرا کر پیش کریں اور حکومت سے منظور کرائیں۔ امید ہے کہ گورنمنٹ ضرور اس پر توجہ کرے گی۔

(بوادر النوادر: ص ۴۵/ ج ۱)

آج کل فسخ نکاح کی صورت اور اس کا طریقہ

آج کل اس کی صورت یہ ہے کہ اگر ایسا واقعہ پیش آئے تو کسی مسلمان حاکم کے یہاں جس کو یہ اختیارات حاصل ہوں نالش کردو۔ اگر چہ وہ کافر کا مقرر کیا ہوا ہو۔

اگر اس کو ایسے اختیارات نہیں دیئے گئے تو حاکم بالا سے رجوع کرو کہ اس کو اختیار دے دیں۔ خواہ اسی ایک مقدمہ کے واسطے پھر اگر وہ فسخ نکاح کردے گا تو فسخ ہوجائے گا اور ریاستوں میں قاضی کا فسخ کردینا کافی ہے۔

غرض حاکم کے فسخ کرنے سے نکاح فسخ ہوگا محض باپ کے کہہ دینے سے کہ میں راضی نہیں ہوں کچھ نہ ہوگا۔ (عضل الجاہلیۃ ملحقہ حقوق الزوجین: ص ۳۸۰)

سوال۔ جن مسائل میں قاضی کی ضرورت ہے ان میں انگریزی عدالت کا حکم وفیصلہ وہی حکم رکھتا ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اگر صاحب اجلاس مسلم ہو وہ شرعاً قاضی ہے۔

(امداد الفتاویٰ: ص ۲۳۴/ ج ۳)

......☆☆☆☆☆......

Brought To You By www.e-iqra.info

فصل نمبر......۱

شرعی قاضی نہ ہونے کی صورت میں دستورالعمل

شرعی پنچایت اوراس کا طریقہ کار

اور جس جگہ مسلمان حاکم موجود نہ ہو یا مسلمان حاکم کی عدالت میں مقدمہ لے جانے کا قانوناً اختیار نہ ہو۔ مسلمان حاکم قواعد شرعیہ کے مطابق فیصلہ نہ کرتا ہوتو اس صورت میں۔ حتیٰ الوسع لازم ہے کہ خلع وغیرہ (یعنی مال دے کر طلاق حاصل کرنے) کی کوشش کرے، لیکن اگر خاوند کسی طرح نہ مانے یا مجنون اور لاپتہ ہونے کی وجہ سے اس سے خلع وغیرہ ممکن نہ ہو، تو مجبوراً مذہب مالکیہ کے مطابق دیندار مسلمان کی پنچایت میں معاملہ پیش کرنے کی گنجائش ہے۔ کیونکہ مالکیہ مذہب میں قاضی وغیرہ نہ ہونے کی حالت میں یہ صورت بھی جائز ہے کہ محلّہ کے دیندار مسلمانوں کی ایک جماعت جن کا عدد کم از کم تین ہو پنچایت کرے اور واقعہ کی تحقیق کر کے شریعت کے موافق حکم کردے۔ تو یہ بھی قضاء قاضی کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔

اور ضرورت شدیدہ اور ابتلائے عام کے وقت حنفیہ کے نزدیک دوسرے ائمہ کے مذہب کو اختیار کر کے اس پر فتویٰ دینا بھی جائز ہے لیکن عوام کو خود اپنی رائے سے جس مسئلہ میں چاہیں ایسا کر لینے کی اجازت نہیں۔ جب تک کہ محقق متدین علماء کرام میں سے متعدد حضرات کسی مسئلہ میں ضرورت کا تحقیق تسلیم کر کے دوسرے امام کے مذہب پر فتویٰ نہ دے دیں اور ضرورت وہی معتبر ہے جس کو علماء اہل بصیرت ضرورت سمجھیں۔ (الحیلۃ الناجزہ)

ضروری تنبیہات

شرعی پنچایت کے ارکان اور ضروری اوصاف

تنبیہ اول: فتاویٰ مالکیہ میں جماعت المسلمین العدول کے الفاظ ہیں اور عدل سے مراد وہ شخص ہے جو فاسق نہ ہو یعنی تمام گناہوں سے مجتنب ہو اور صغائر پر بھی مصر (اصرار کرنے والا) نہ ہو اور اگر کبھی کوئی گناہ سرزد ہوجاتا ہوتو فوراً توبہ کر لیتا ہو۔

لہٰذا وہ شخص جو سود یا رشوت وغیرہ لیتا ہو یا ڈاڑھی منڈواتا ہو یا جھوٹ بولتا ہو یا نماز روزہ کا پابند نہ ہو وہ اس جماعت کا رکن نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ مسئلہ مالکیہ سے لیا گیا ہے۔ اس واسطے اس کی

Brought To You By www.e-iqra.info

سب شرطیں مذہب مالکیہ سے لینا لازم ہے اور ان کے نزدیک قاضی وغیرہ کے لیے عادل ہونا شرط ہے اس لیے غیر عادل کا حکم نافذ نہ ہوگا۔

اور حنفیہ کے نزدیک گو قاضی کا عادل ہونا شرط کے درجہ میں نہیں لیکن غیر عادل سے فیصلہ کرانا حرام ہے۔ اس لیے ان کے نزدیک بھی غیر عادل کو اس پنچایت کا رکن بنایا جائز نہیں۔ غرض پنچایت کا دیندار ہونا ضروری ہے۔ (الحیلۃ الناجزہ)

عوام کی شرعی پنچایت کا اعتبار نہیں

تنبیہ: اگر فیصلہ پنچایت کے سپرد کیا جائے تو چونکہ عوام کی پنچایت کا کچھ اعتبار نہیں نہ معلوم کہاں کہاں قواعد شرعیہ کے خلاف کر بیٹھیں۔ اس لیے اولاً تو یہ چاہیے کہ پنچایت کے سب ارکان اہل علم ہوں اور اگر میسر نہ ہوں تو کم از کم ایک عالم معاملہ شناس کو پنچایت میں اس طرح شریک کرلیں کہ اول سے آخر تک جو کچھ بھی کریں ان سے پوچھ کر کریں۔ اگر عالم میسر نہ ہوں اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر اس پنچایت کا فیصلہ نافذ و معتبر ہونے کی کوئی صورت نہیں سوائے اس کے کہ معاملہ کی مکمل روداد دکھلا کر ہر ہر جزئی کے حکم کو معاملہ فہم علماء محققین سے دریافت کر کے ان کے فتویٰ کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا بلکہ عوام نے محض اپنی رائے سے حکم کر دیا تو وہ حکم نافذ نہ ہوگا۔ اگرچہ اتفاقاً حکم صحیح بھی ہو گیا ہو جیسا کہ فقہاء مالکیہ نے اس کی تصریح فرمائی۔

(شرح الدردیر: ص ۱۲۸۶ الحیلۃ الناجزہ)

اگر باا ثر اور دیندار ارکان میسر نہ ہوں

اور اگر بدقسمتی سے کسی جگہ کے باا ثر لوگ دیندار نہ ہوں تو یہ تدبیر کرلی جائے کہ وہ باا ثر اشخاص چند دینداروں کو اختیار دے دیں تاکہ شرعاً فیصلہ کی نسبت دیندار جماعت کی طرف ہو اور باا ثر اشخاص کی شرکت گو ضروری نہیں، مگر ان کے اثر سے کام میں سہولت ہوتی ہے۔ اس طرح کام بھی بن جائے گا اور ان باا ثر اشخاص کو ثواب بھی ملے گا۔ (الحیلۃ الناجزہ)

شرعی پنچایت کے فیصلہ کا حکم

تنبیہ سو: یہ شرعی پنچایت جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اگر کسی معاملہ میں متفق ہو کر تفریق کر دے۔ تو اس کا حکم قاضی کے قائم مقام ہوگا اور تفریق وغیرہ صحیح ہو جائے گی اور اگر پھر خدا نخواستہ کسی واقعہ کے متعلق پنچایت کے ارکان میں اختلاف رہا تو تفریق وغیرہ نہ ہو سکے گی اور اگر

Brought To You By www.e-iqra.info

بعض نے فیصلہ کردیا تو کالعدم متصور ہوگا۔(یعنی اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے)
جماعت المسلمین کا صرف وہ فیصلہ معتبر ہوگا جو باتفاق ہو۔ کثرت رائے کا اعتبار نہ ہو گا۔ کیونکہ اس (کثرت رائے) کے معتبر ہونے کی دلیل نہیں اور بغیر دلیل کے کوئی حکم ثابت نہیں ہوسکتا۔ (الحیلۃ الناجزہ)

شرعی پنچایت کے فیصلہ پر عورت کو حقِ اعتراض

البتہ عورت کو نظر ثانی کی درخواست کا حق ہوگا۔ پھر نظر ثانی میں اس پنچایت کے ارکان کو اگر کوئی وجہ قوی عورت کے مطالبہ کی مؤید ظاہر ہو (یعنی ارکان کے نزدیک عورت کے مطالبہ کی قوی وجہ سمجھ میں آتی ہو) اور ارکان پنچایت اب تفریق پر متفق ہو کر تفریق کردیں تو یہ تفریق نافذ ہو جائے گی اور اگر مقدمہ کی روداد بالکل وہی ہے۔ کوئی نئی بات پیدا نہیں ہوئی تو تفریق نہ کی جائے۔
(الحیلۃ الناجزہ:ص ۵۳)

متعنت شخص کی بیوی کا حکم

متعنت اس شخص کو کہتے ہیں جو قدرت ہونے کے باوجود بیوی کے حقوق نان ونفقہ وغیرہ ادا نہ کرے، اس کا حکم بھی ضرورت شدیدہ کے وقت مظلومہ مستورات کی رہائی کے لیے مالکیہ مذہب سے لیا گیا ہے۔ زوجہ متعنت (ایسے شخص کی بیوی کو) اول تو لازم ہے کہ کسی طرح خاوند سے خلع وغیرہ کرلے لیکن اگر کوئی صورت نہ بن سکے تو سخت مجبوری کی حالت میں مذہب مالکیہ پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کیونکہ ان کے نزدیک زوجہ متعنت کو تفریق کا حق مل سکتا ہے۔
اور تفریق کی صورت یہ ہے کہ عورت اپنا مقدمہ قاضی اسلام یا مسلمان حاکم اور ان کے نہ ہونے کی صورت میں جماعت مسلمین (شرعی پنچایت) کے سامنے پیش کرے اور جس کے پاس پیش ہو وہ معاملہ کی شرعی شہادت وغیرہ کے ذریعہ پوری تحقیق کرے اور اگر عورت کا دعویٰ صحیح ثابت ہو کہ باوجود وسعت کے خرچ نہیں دیتا تو اس کے خاوند سے کہا جائے کہ اپنی عورت کے حقوق ادا کرو یا طلاق دو، ورنہ ہم تفریق کردیں گے۔ اس کے بعد بھی اگر وہ ظالم کسی صورت پر عمل نہ کرے تو قاضی یا شرعاً جو اس کے قائم مقام ہو (جماعت مسلمین) طلاق واقع کردے اس میں کسی مدت کے انتظار و مہلت کی ضرورت نہیں۔
اور عدت کے اندر اندر (شوہر کے) متعنت سے باز آجانے کی صورت میں عورت کو اس کے پاس رہنا پڑے گا۔ خواہ عورت راضی ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ رجعت میں عورت کی رضا مندی ضروری

Brought To You By www.e-iqra.info

نہیں، مگر احتیاطاً تجدید نکاح ہو جائے تو بہتر ہے اور اگر عدت بھی گزر چکے تو اب اس کا کوئی اختیار پر زوجہ پر نہیں رہتا۔ البتہ راضی طرفین (دونوں کی رضا مندی سے) دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ (حلالہ کی ضرورت نہیں)۔ (الحیلۃ الناجزہ: ص۸۲)

مرد کے نفقہ سے عاجز ہونے کی وجہ سے تفریق کا مطالبہ درست نہیں

بعض عورتوں کی طرف سے ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ جہاں ذرا نفقہ کی تنگی ہوئی انہوں نے تفریق کی درخواست شروع کی۔ سو سمجھ لینا چاہیے کہ سخت تنگی کی حالت میں گو بعض ائمہ کے نزدیک قاضی کو تفریق کرنا جائز ہے لیکن اولاً تو یہاں شرعی قاضی نہیں اور بغیر شرعی قاضی کے کسی کے نزدیک بھی تفریق صحیح نہیں۔

دوسرے ہمارے مذہب حنفی میں خود قاضی کے ہوتے ہوئے بھی اس وجہ سے (یعنی مرد کے نفقہ سے عاجز ہونے کی وجہ سے) تفریق جائز نہیں۔ بلکہ قاضی عورت کو حکم دے گا کہ قرض لے کر خرچ کرتی رہے اور وہ قرض شوہر کے ذمہ ہوگا۔ (اصلاح انقلاب: ص۳۷ار ج ۲)

زوجہ غائب جو اپنی بیوی کو نہ بلاتا ہو نہ نفقہ دیتا ہو اس کا حکم

سوال: جو شخص غائب ہو جائے اور اس کا پتہ معلوم ہے لیکن نہ وہ خود آتا ہے نہ بیوی کو اپنے پاس بلاتا ہے۔ نہ اس کے خرچ وغیرہ کا انتظام کرتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے۔ اس وجہ سے عورت اور پریشان ہے تو کیا اس عورت کے لیے کوئی سبیل ہے کہ اس غائب کی زوجیت سے اپنے آپ کو الگ کرے اور جائز طور پر دوسری جگہ نکاح کر سکے۔

الجواب: اس عورت کی رہائی کی صورت یہ ہے کہ خاوند کو خلع پر راضی کیا جائے اور اگر وہ راضی نہ ہو تو سخت مجبوری میں یہ بھی گنجائش ہے کہ مذہب مالکیہ کے موافق صورت ذیل اختیار کر کے رہائی حاصل کرے۔

وہ صورت یہ ہے کہ اولاً قاضی کے پاس (یا اس کے قائم مقام) کے پاس مقدمہ پیش کر کے گواہوں سے اس غائب کے ساتھ اپنا نکاح ہونا ثابت کرے۔ پھر یہ ثابت کرے کہ وہ مجھ کو نفقہ دے کر نہیں گیا اور نہ وہاں سے اس نے میرے لیے نفقہ بھیجا۔ نہ یہاں کوئی انتظام کیا اور نہ میں نے نفقہ معاف کیا۔ غرض نفقہ کا وجوب بھی اس کے ذمہ ثابت کرے اور یہ بھی (ثابت کرے) کہ وہ اس واجب میں کوتاہی کر رہا ہے اور ان سب باتوں پر حلف بھی کرے۔ اس کے بعد اگر کوئی عزیز قریب یا اجنبی شخص اس کے نفقہ کی کفالت کرے تو خیر (ٹھیک ہے) ورنہ قاضی اس شخص کے

Brought To You By www.e-iqra.info

پاس حکم بھیجے کہ یا تو خود حاضر ہو کر اپنی بیوی کے حقوق ادا کرو۔ یا اس کو بلالو۔ یا وہیں سے کوئی انتظام کرو، ورنہ اس کو طلاق دے دو اگر تم نے ان باتوں میں سے کوئی بات نہ کی پھر ہم تم دونوں میں تفریق کریں گے۔ اس پر بھی اگر خاوند کوئی صورت قبول نہ کرے تو قاضی ایک مہینہ کے مزید انتظار کا حکم دے۔ اس مدت میں بھی اگر اس کی شکایت دفعہ نہ ہوئی تو اس عورت کو اس غائب کی زوجیت سے الگ کردے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ تفریق کے لیے عورت کی طرف سے مطالبہ ہونا شرط ہے۔ پس اگر اس غائب کا جواب آنے کے بعد عورت مطالبہ ترک کر دے تو پھر تفریق نہ کی جائے گی۔

(الحیلۃ الناجزہ: ص ۸۴)

ضروری تنبیہ: قاضی (یا جماعت مسلمین) جو اس غائب کے پاس حکم بھیجے تو بذریعہ ڈاک وغیرہ بھیجنا کافی نہیں۔ بلکہ اس کی صورت یہ ہے کہ حکم نامہ دو ثقہ آدمیوں کو سنا کر ان کے حوالہ کر دے کہ اس کو غائب کے پاس لے جاؤ۔ یہ دونوں شخص غائب کو حکم نامہ پہنچا کر اس سے جواب طلب کریں اور جو کچھ جواب تحریری یا زبانی نفی یا اثبات میں دے اس کو خوب محفوظ رکھیں۔ (بلکہ زبانی جواب کو بھی احتیاطاً لکھ لیں) تاکہ واپس آکر اس پر شہادت دے سکیں اور اگر وہ کچھ جواب نہ دے تو اسی کی شہادت دے دیں۔

الغرض قاضی (جماعت مسلمین) جو حکم کرے ان دونوں کی شہادت پر کرے (البتہ) اگر غائب شخص کسی دور دراز ملک میں ایسی جگہ پر ہو جہاں پوری جدوجہد اور امکانی کوشش کے باوجود بھی آدمی بھیجنے کا کوئی انتظام ممکن نہ ہو تو مذکورۃ الصدر مجبوری کے وقت اس کی گنجائش ہے کہ بغیر آدمی بھیجے ہوئے حاکم یا قائم مقام حاکم واقعہ کی تحقیق حسب قاعدہ مذکورہ کرنے کے بعد تفریق کا حکم کردے۔ (الحیلۃ الناجزہ: ص ۸۴)

مفقود (لاپتہ شوہر) وغیرہ جملہ صورتوں کے لیے اصل کتاب ''الحیلۃ الناجزہ'' ملاحظہ فرمائیں

اللّٰھم لک الحمد ولک الشکر

Brought To You By www.e-iqra.info